جدید ایڈیشن

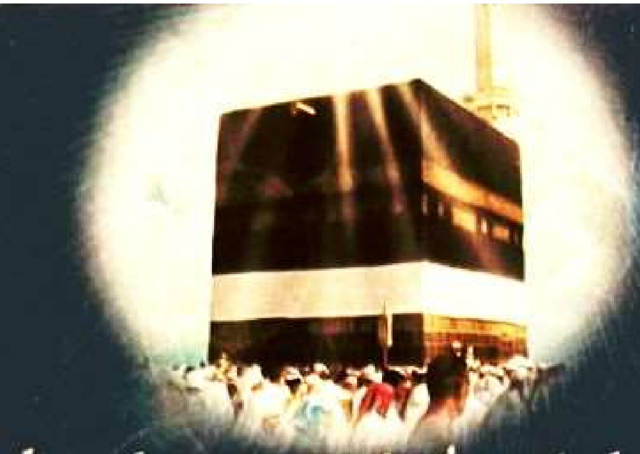

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ (الآية)

"اور اللہ کیلئے ان لوگوں پر حج فرض ہے، جو بیت اللہ تک جانے کی استطاعت
رکھتے ہوں اور جو شخص اللہ کا حکم نہ مانے تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہیں"

تحفۃ الحجاج

حج وعمرہ کے جدید مسائل، فضائل اور دیگر امور پر مشتمل جامع اور مستند کتاب،
جس کا مطالعہ سفر حج وعمرہ پر جانے والے زائرین کے لیے انتہائی مفید رہے گا۔

علمائے جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات
مردان

دعائیہ کلمات

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم
نائب رئیس جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی

Justice Muhammad Taqi Usmani
Ex Shariat Appellate Bench
Supreme Court Of Pakistan

محمد تقی عثمانی
سابق رکن شریعت اپیلیٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد!

برادر عزیز جناب مولانا ابوبکر احسان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "تحفۃ المحتاج" نظر سے گذری۔ مطالعے اور استفادے کا موقع تو نہیں مل سکا، لیکن عزیز موصوف کی صلاحیت و استعداد سے پوری امید ہے کہ ان شاء اللہ مسائل صحت و تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ انکی اس خدمت کو قبول فرما کر نافع خاص و عام بنائیں۔ آمین۔

بندہ
محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۲۴ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ

دارالعلوم کراچی ۱۴

Darul-Uloom Karachi 14 Pakistan
Ph. 313535 Res. 312788

نائب صدر دارالعلوم کراچی ۱۴
فون دفتر: ۳۱۳۵۳۵ مکان: ۳۱۲۷۸۸

حرفِ اول

مفتی ذاکر اللہ صاحب زید مجدہم
سرپرست جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات، مردان

حج اسلام کے ارکان میں سے بنیادی رکن ہے اور امور دینیہ میں اسے غیر معمولی حیثیت حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ اہلِ علم نے اس کے احکامات اور معمولات کو جمع کر کے خوب وضاحت سے بیان کرنے کی بھرپور سعی اور کوشش کی ہے لیکن اس بات میں بھی شک نہیں کہ اس موضوع کی جتنی بھی خدمت ہوئی ہے اس سے دگنے کام کی اب بھی ضرورت ہے کیونکہ آئے روز دنیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات سے حجاج کرام کے لئے نت نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، اگر اہلِ علم اور بالخصوص اہلِ فتوی فوری طور پر ان مسائل پر غور کر کے ان مسائل سے متعلق اتفاقی صورتوں کی شکل میں حجاج کرام کو آگاہ نہ کریں تو باہمی اختلافات کی وجہ سے اس طبقہ میں افتراق وانتشار کا خدشہ موجود رہے گا، اس وجہ سے بندہ اس موضوع پر نہ صرف ایسی کتابیں تحریر کرنے کے حق میں ہے جو مستند اور تحقیقی مراجع کو سامنے رکھ کر مرتب کی گئیں ہوں بلکہ اس کے ساتھ اہلِ علم واہلِ فتویٰ پر مشتمل ایسی کمیٹیاں اور جماعات کی اجتماعی کوششوں کی بھی انتہائی ضرورت ہے جو حجاج کرام کی عملی تربیت کریں اور انہیں اس مبارک سفر میں پیش آنے والے مسائل سے بخوبی واقف کرائیں، یقیناً اس کوشش کا فائدہ اگر اس موضوع پر لکھی ہوئی کتاب سے زیادہ نہ ہو تو کم بھی نہ ہوگا، اس لئے کہ ہر سال حجاج کرام کا بڑا طبقہ ان پڑھ یا کتابوں سے انتہائی کم فائدہ حاصل کرنے والوں کا بھی ہوتا ہے جبکہ حج کا موضوع سمجھنے کا زیادہ تر حصہ عملی مشاہدے اور تجربے سے ہے، اسی

لئے تحریر پڑھنے والوں کے لئے بھی عملی مشاہدہ کی انتہائی ضرورت محسوس کی جاتی ہے
۔

بہر حال مذکورہ بالا دونوں کام اپنی جگہ ضروری ہیں جن میں سے ایک دوسرے کا بدل نہیں ہو سکتا اس لئے جامعہ خدیجۃ الکبری کے علمائے کرام نے دونوں جہتوں سے حج کے اس مبارک عمل کی خدمت کرنے کا تہیہ کیا ہے جس کی ایک پہلو کے ثمرات اور عملی شکل آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔اور دوسرے پہلو پر کام بھی مختلف مقامات پر علمائے کرام کی نگرانی میں مجالس مقرر کر کے احکامات کے تفصیلی مذاکروں اور کعبہ کے ماڈل کے ذریعے عملی طواف کی کوشش کرنے کی صورت میں ہو رہا ہے، اس سلسلہ میں کئی علاقوں کے علمائے کرام سے بالمشافہ ملاقات کر کے اس طرز کے مجالس کے انعقاد کی ترغیب بھی دی گئی ہیں،اللہ تعالیٰ ان جملہ مساعی کو اپنے دربار میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس موضوع پر کسی بھی جہت سے کام کرنے والوں کو اس کارِ خیر کا اجر عظیم عطا فرمائے اور اسے امت کے لئے فائدہ مند بنادے۔

راقم الحروف:
ذاکر اللہ عفی عنہ
29اگست2008

پیش لفظ

حج وعمرہ کیا ہیں؟اسوۂ ابراہیمی کی نقل، عشق خلیل اور قربانی اسماعیل کو سیکھنے کی کوشش، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس پر سب کچھ قربان کردینے کی عظیم داستان ہے۔اللہ تعالیٰ کو اپنے خلیل علیہ السلام کی محبت واطاعت اور عشق اس قدر پسند آئی کہ ہمیشہ کیلئے ان کو رسم عاشقی کا امام بنا دیا۔

حج وعمرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عاشقانہ اداؤں کی ایک نقل ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندوں کو اپنی محبوبیت اور خلیلیت کا کچھ حصہ عطا کرنا چاہتے ہیں۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو ان کی خدمت کرنے، ان کو تربیت دینے اور ان کی دعائیں لینے کا شرف حاصل ہو۔

ایک زمانہ تھا کہ اس مبارک سفر کی سعادت صرف عمر رسیدہ حضرات وخواتین کو حاصل ہوتی تھی لیکن اللہ کے فضل سے اب حالات بدل رہے ہیں، نوجوان طبقہ اس مبارک سفر سے محظوظ ہورہا ہے اور اس کی برکات و ثمرات کو سمیٹنے کی کوشش کررہا ہے جو یقیناً بڑی خوشی کی بات ہے۔

تاہم روز بروز جس انداز سے لوگوں کا حج وعمرہ کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اس بات کی بھی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ ان مقامات مقدسہ پر جانے والے اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کی صحیح تربیت کی جائے۔ کیونکہ اگر بروقت اس بات کی طرف توجہ نہیں دی گئی تو خطرہ ہے کہ یہ مبارک سفر سیر و تفریح اور رسم ورواج کی کا ذریعہ بن جائے اور خدانخواستہ ہم اس حدیث مبارک کے مصداق بن جائیں جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مالدار لوگ سیر و تفریح، متوسط لوگ تجارت، پڑھے لکھے لوگ ریاء کاری اور غریب لوگ بھیک مانگنے کیلئے حج کریں گے۔"[1]

نیز اس بات کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے کہ حج و عمرہ سے متعلق وہ مسائل جن میں مفتیانِ کرام کے آراء ایک دوسرے سے مختلف ہیں ان کا اتفاقی حل نکال کر امت کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ دورانِ سفر اختلاف رائے کی وجہ سے حاجیوں کی پریشانی کو دور کیا جاسکے مثلاً دور حاضر میں مکہ اور منی موضع واحد ہے یا نہیں؟ جس کا تعلق نماز کے قصر و اتمام سے ہے، ایسے ہی حج کے واجباتِ ثلاثہ میں ترتیب کا خیال رکھنا اب کس حد تک ضروری ہے؟ جبکہ حجاج کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے اس کا لحاظ رکھنا مشکل ہوتا جارہا ہے۔ اسی طرح الیکٹرانک مشین کے ذریعے بال کاٹنا استرہ کے حکم میں ہوگا یا قینچی کے؟ وغیرہ۔

الحمد للہ جامعہ خدیجۃ الکبریٰ، مردان کے اساتذہ کرام اور دیگر رفقاء نے اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے حجاج کرام اور معتمرین کیلئے تربیتی مجالس کا انعقاد کیا اور اس سلسلہ میں دیگر علمائے کرام کی خدمت میں بھی حاضری دی جس کے اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں اور مختلف شہروں میں اسکی طرف توجہ دی جارہی ہے۔

جب اہلِ جامعہ نے اس محنت کا آغاز کیا اور حجاج کرام کی طرف سے مسئلہ مسائل پوچھنے کا سلسلہ شروع ہوا تو بعض ساتھیوں کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ حج و عمرہ کے موضوع پر اکابرین کی تصنیفات کی روشنی میں ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جائے جو عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ دورِ حاضر کی ضرورت پوری کرسکے چنانچہ اللہ کا نام لیتے ہوئے

---

[1] "المدخل لابن الحاج": فصل: شرائط وجوب الحج 210/4 عن أنس بن مالك رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قال قال رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يأتي على الناس زمان يحج أغنياؤهم للنزهة وأوسطهم للتجارة وقُرَّاؤُهم للرِّياء وفقراؤهم للمسألة.

اس مجموعہ کو تیار کر کے 2008ء میں اس کی پہلی ایڈیشن شائع کر دی، اس وقت سے لے کر آج (2018) تک حالات کے لحاظ سے ہر ایڈیشن میں مختلف ترمیمات کا سلسلہ جاری ہے جسکی وجہ سے اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہو رہا ہے، اللہ تعالی کرے کہ اس کمزور سی کوشش کے ذریعے سے قارئین کو فائدہ پہنچے اور ہم سب کے دنیا و آخرت کی سرخروئی کا باعث بنے۔

آخر میں:

میں اپنے ادارہ کے تمام معلمین، معلمات اور ان دوستوں کا بہت ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں ہمارا ساتھ دیا، نیز اپنے تمام اساتذہ کرام بالخصوص شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا مشکور ہوں جن کی دعاؤں سے یہ کام اپنے اختتام کو پہنچا۔

راقم الحروف:
ابو بکر احسان عفی عنہ
21 اپریل 2018ء

حج وعمرہ کے اصطلاحی الفاظ کا مختصر تعارف

أشہر حج:

شوال، ذی قعدہ کے پورے مہینے اور ذی الحجہ کے پہلے دس (10)دن "أشہرحج" کہلاتے ہیں۔[1]

أَیَّامِ حَجْ:

آٹھ(8) سے بارہ(12)ذی الحجہ تک کے پانچ(5)دن یعنی عید الاضحی سے پہلے دو(2)دن اور عید الاضحیٰ کے تین (3)دن "ایام حج" کہلاتے ہیں۔[2]

اِفْرَادْ:

صرف حج کا احرام باندھنا "حج افراد" کہلاتا ہے۔[3]

آفَاقِيْ:

میقات کی حدود سے باہر رہنے والا "آفاقی" کہلاتا ہے۔[4]

اِضْطِبَاعْ:

احرام کی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر ڈالنا

---

(1) "غنية الناسك": باب المواقيت صـ49.

(2) "الهداية": كتاب الحج ـ باب الفوات 343/2.

(3) "الفقه الإسلامي وأدلته": الباب الخامس: الحج والعمرة ـ المبحث الثامن 255/3.

(4) "إرشاد الساري": باب المواقيت صـ87.

"اضطباع" کہلاتا ہے، جس طواف کے بعد سعی ہو اس میں مردوں کے لئے "اضطباع" کرنا سنت ہے۔[1]

اِحْرَامْ:

احرام کا معنی ہے کسی چیز کو حرام کرنا، جس وقت حاجی حج یا عمرہ کی پختہ نیت کر کے تلبیہ پڑھتا ہے تو اس پر چند حلال چیزیں حرام ہو جاتی ہیں اس کو "احرام" کہتے ہیں اور عام طور پر ان چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی حالتِ احرام میں استعمال کرتا ہے۔[2]

اِسْتِلامْ:

حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا یا دور سے اشارہ کرنا، اسی طرح رکنِ یمانی کو ہاتھ لگانا "استلام" کہلاتا ہے۔[3]

ایَّامِ نَحَرْ:

دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ تک کے تین دن جن میں قربانی کی جاتی ہے "أیام نحر" کہلاتے ہیں۔[4]

أَیَّامِ تَشْرِیقْ:

نویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک کے پانچ دن جن میں تکبیراتِ تشریق

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في الشروع في صفة الطواف إذا أراد الشروع فيه صـ143.

(2) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ فصل في الإحرام 555/3.

(3) "إرشاد الساري": فصل في صفة الشروع في الطواف إذا أراد الشروع فيه صـ144.

(4) "الهندية": الباب الثالث في وقت الأضحية 295/5.

پڑھی جاتی ہیں "أيام تشريق" کہلاتے ہیں۔[1]

بَدَنَة:

دورانِ حج بعض احکام کی خلاف ورزی کی وجہ سے حاجی پر بڑے جانور (اونٹ یا گائے) کی قربانی واجب ہو جاتی ہے، اس اونٹ یا گائے کو "بَدَنَة" کہا جاتا ہے۔[2]

بَيْتُ الله:

جسے خانہ کعبہ بھی کہتے ہیں، یہ مکہ معظمہ میں مسجدِ حرام کے بیچ میں ایک مقدس مکان ہے اور دنیا کا پہلا عبادت خانہ ہے، یہ مسلمانوں کا قبلہ ہے، ساری دنیا کے مسلمان اسی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں، اس کو فرشتوں نے اللہ کے حکم سے سیدنا آدم عَلَيْهِ السَّلَام کی پیدائش سے بھی پہلے بنایا تھا، پھر منہدم ہو جانے کے بعد حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام نے دوبارہ اس کی تعمیر کی، پھر حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام نے، پھر قریش نے، پھر حضرت عبداللہ ابن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نے، پھر عبدالملک بن مروان نے، اس کے بعد بھی مختلف زمانوں میں اس میں کچھ نہ کچھ مرمت ہوتی رہی ہے۔[3]

بَطْنِ عُرْنَة:

میدانِ عرفات کے ساتھ متصل وہ علاقہ جہاں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے عرفہ کے دن زوال سے پہلے خطبہ دیا تھا لیکن یہ جگہ چونکہ عرفات کی حدود سے باہر ہے اس لیے یہاں وقوفِ عرفہ درست نہیں۔[4]

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "قواعد الفقه": صـ205.

(3) "الفقه الإسلامي وأدلته": الفصل الثاني: خصائص الحرمين 342/3.

(4) "غنية الناسك": باب مناسك عرفات ـ فصل في صفة الوقوف بعرفة صـ153.

تَنْعِیْم:

یہ مسجد حرام سے ساڑھے سات (7.5) کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج سے فراغت پر یہاں سے عمرہ کا احرام باندھا تھا، اسی مقام پر ایک مسجد بنائی گئی ہے جس کو مسجد عائشہ کہتے ہیں، مکہ مکرمہ کے باشندے یا جو حاجی مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرہ کرنا چاہتے ہیں وہ یہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔[1]

جِعِرَّانَۃ:

یہ مقام مسجد حرام سے شمال مشرق میں 22 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، یہ مقام تاریخی اہمیت کا حامل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین سے واپسی پر یہاں چند راتیں قیام فرمایا تھا اور مال غنیمت تقسیم کر کے رات کے وقت عمرہ کر کے اسی رات مدینہ منورہ واپسی فرمائی تھی، یہ طائف کے راستے میں ہے، یہاں سے بھی عمرہ کا احرام باندھنا مسنون ہے۔[2]

جِنَایَتْ:

ممنوعاتِ احرام اور دیگر احکام حج کی خلاف ورزی کو ''جنایت'' کہا جاتا ہے اس کی جمع جنایات ہے۔[3]

جَمَرَاتْ:

منٰی میں وہ تین (3) ستون جنہیں حاجی لوگ حج کے دنوں میں کنکریاں مارتے

---

(1) "تاريخ مكة مكرمة": عنوان: مسجد تنعيم صـ16.

(2) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ قبيل فصل في الإحرام 554/3.

(3) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ باب الجنايات 650/3.

ہیں ان کو ''جمرات'' کہا جاتا ہے، عام لوگ ان کو چھوٹا، درمیانہ اور بڑا شیطان بھی کہتے ہیں۔[1]

جَبَلِ رَحْمَتْ:

عرفات میں وہ پہاڑ جس کے دامن میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے وقوف فرمایا تھا۔[2]

جَبَلِ أَبِيْ قُبَيْسْ:

مکہ مکرمہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے جو صفاپہاڑی کے قریب ہے، اب سعودی حکومت نے اس کے اوپر شاہی محل تعمیر کروایا ہے، ابوقبیس ایک شخص کا نام تھا، جس نے اس پہاڑ پر سب سے پہلے مکان بنایا تھا، اسی نسبت سے اس کو ''جبلِ أبی قبیس'' کہا جاتا ہے۔[3]

جَنَّتُ الْـمُعَلّٰى:

مکہ مکرمہ کا وہ قبرستان جہاں اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اور بعض دوسرے صحابۂ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُم مدفون ہیں۔[4]

جَنَّتُ البَقِيعْ:

یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جو مسجد نبوی کی مشرقی سمت مسجد نبوی سے تھوڑے سے فاصلہ پر واقع ہے، اس میں تقریبا 10 ہزار صحابہ کرام اور بہت زیادہ تعداد میں

---

(1) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب في رمي جمرة العقبة 606/3.

(2) "مرقاة المفا تيح": كتاب المناسک ـ باب قصة حجة الوداع ـ الفصل الأول 472/5.

(3) "تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: جبل أبى قبيس صـ148.

(4) "الفقه الإسلامي وأدلته": كتاب الحج والعمرة ـ الفصل الثاني 353/3.

اولیاءاللہ مدفون ہیں۔[1]

یہ قبرستان صبح کو فجر کی نماز کے بعد اور شام کو عصر سے مغرب تک مردوں کے لئے کھلی رہتی ہے، البتہ خواتین کا داخلہ یہاں ممنوع ہے۔

جَبَلِ أُحُدْ:

مسجد نبوی سے تقریبا 4 کلومیٹر کے فاصلہ پر یہ مقدس پہاڑ واقع ہے جس کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«هذا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّه.»

''یہ احد کا پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم احد سے محبت رکھتے ہیں۔''[2]

اسی پہاڑ کے دامن میں 3ھ میں جنگ احد ہوئی جس میں نبی کریم ﷺ زخمی ہوئے اور تقریبا70 صحابہ کرام شہید ہوئے، مہاجرین میں سے نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ، حضرت عبداللہ بن جحش، مصعب بن عمیر اور شماس بن عثمان رضی اللہ عنہم اور باقی انصار تھے۔

اس غزوہ میں نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے، آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا، اور ہونٹ مبارک چھل گیا، اسی طرح نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ بنایا گیا، ان کی ناک اور کان کاٹ دیئے گئے، ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے حضرت صفیہ کے غم اور بعد میں اس کو سنت بنائے جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کو اسی حال میں چھوڑ دیتا تاکہ ان کو چرند، پرند کھا لیتے، مجھے اس سے پہلے اتنا بڑا صدمہ کبھی نہیں پہنچا، اور اس منظر سے زیادہ میرے لئے باعثِ غصہ

---

(1) "غنية الناسك": فصل في زيارة أهل البقيع صـ384.

(2) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (2889)كتاب الجهاد والسير ـ باب فضل الخدمة في الغزوة.

کوئی منظر نہیں ہے۔[1]

نبی کریم ﷺ خاص اہتمام سے یہاں تشریف لاتے اور شہداء کو سلام و دعا سے نوازتے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قیامت تک جو کوئی بھی شہدائے احد پر سلام پیش کرتا ہے تو وہ ضرور اس کا جواب دیتے ہیں۔[2]

حَجَرِ أَسوَدْ:

یہ پتھر بیت اللہ کے جنوبی کونے میں لگا ہوا ہے، اس پر چاندی کا خول چڑھا ہوا ہے اور آٹھ (8) سیاہ ٹکڑوں کی شکل میں ہے، یہ پتھر جنت سے آیا ہوا ہے۔

حُدَیْبِیَّة:

حدودِ حرم سے باہر ایک مقام کا نام ہے، یہاں بیعت رضوان کا واقعہ سنہ 6 ہجری میں پیش آیا، اسی مقام پر صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا جسے قرآن نے فتح مبین قرار دیا، یہاں حدیبیہ نام کا ایک کنواں تھا جس کی نسبت سے جگہ کا نام بھی پڑ گیا، آج کل یہ شمیسیہ کے نام سے معروف ہے، یہاں سے دو (2) کلو میٹر آگے حرم کی حد شروع ہوتی ہے، یہ جگہ مسجد حرام سے تقریباً 24 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔[3]

حَطِیْمْ:

بیت اللہ کی شمالی جانب دیوار سے متصل زمین کا وہ حصہ جس کا دیوار سے احاطہ کیا

---

(1) "الدرة الثمينة في أخبار المدينة": الباب الثامن في ذكر جبل أحد صـ66،67.

(2) "شرح الزرقاني علي المواهب": المقصدالعاشر ـ الفصل الثاني 211،210/12.

(3) "تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: حديبية: صـ19.

گیاہے حطیم کہلاتاہے، قریشِ مکہ نے زمانۂ اسلام سے قبل بیت اللہ کی تعمیر کے دوران حلال خرچہ کی کمی کے باعث اس حصہ کی تعمیر چھوڑدی تھی، اس میں تین میٹر یعنی تقریبادس(10)فٹ کا حصہ بالاتفاق بیت اللہ کا حصہ ہےاور باقی کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، اس کو حجرِ اسماعیل بھی کہا جاتاہے اس لیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے پاس حضرت ہاجرہ علیہا السلام اوران کے بیٹے کے لیے ایک جھونپڑی نما سائبان بنایا تھا۔[1]

حَرَمْ:

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور تک کی زمین "حرم" کہلاتی ہے جہاں غیر مسلموں کو جانے کی اجازت نہیں، یہاں شکار کرناوغیرہ حرام ہے۔[2]

حِلْ:

حرم کے چاروں طرف یعنی حدودِ حرم سے باہر اور مواقیت کے اندر جو زمین ہے اسے "حل" کہتے ہیں کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام ہیں۔[3]

حَلْق:

احرام سے نکلنے کے لیے سر کے بال مونڈوانے کو "حلق" کہتے ہیں۔[4]

دَمْ:

مختلف جنایات کی سزامیں بکری وغیرہ ذبح کرناواجب ہوتاہے اس کو"دم" کہتے

---

(1) "تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: حطيم صـ48.

(2) "الفقه الإسلامي وأدلته": الفصل الثاني: خصائص الحرمين 341/3.

(3) "الفقه الإسلامي وأدلته": المطلب الثاني: ميقات الحج والعمرة المكاني 130/3.

(4) "الفقه الإسلامي وأدلته": واجبات الحج: الحلق أو التقصير 247/3.

ہیں۔[1]

ذُوْالْـحُلَيْفَة:

یہ مدینہ منورہ کی جانب سے آنے والوں کا میقات ہے، یہ مدینہ منورہ سے تقریباً (10) کلو میٹر کے فاصلہ پر مکہ مکرمہ کے راستے میں آتا ہے، یہاں ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے، آج کل یہ مقام ''أبيار علي'' کے نام سے مشہور ہے۔[2]

رَمَل:

جس طواف کے بعد سعی ہو اس کے پہلے تین چکروں میں پہلوانوں کی طرح اکڑ کر چلنے کو ''رمل'' کہا جاتا ہے۔[3]

رُکْنِ عِرَاقی:

بیت اللہ کا شمالی مشرقی کونہ جو عراق کی طرف واقع ہے۔[4]

رُکْنِ شَامِيْ:

بیت اللہ کا شمالی مغربی کونہ جو شام کی طرف واقع ہے۔[5]

رُکْنِ يَمَانِيْ:

بیت اللہ کا جنوبی مغربی کونہ جو یمن کی طرف واقع ہے۔[6]

---

(1) "غنية الناسك": باب الجنايات صـ238، 239.
(2) "تاريخ مكة مكرمة "، عنوان: ذوالحليفة صـ25.
(3) "إرشاد الساري": فصل في صفة الشروع في الطواف إلخ صـ148.
(4) "عمدة القاري": باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح 26/3.
(5) "شرح السيوطي علي مسلم" رقم الحديث: (1187) 281/3.
(6) "عمدة القاري": باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح 26/3.

رَمِيْ:

10ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ اور 11، 12ذی الحجہ کو تینوں جمرات کو سات سات کنکریاں مارنے کو ''رمی'' کہتے ہیں۔[1]

سَعِيْ:

حج یا عمرہ میں صفااور مروہ کے درمیان سات چکر لگانا ''سعی'' کہلاتا ہے۔[2]

شَاذْرَوَانْ:

اس سے مراد کعبہ شریفہ کی دیوار کے نچلے حصہ میں ابھرا ہوا منڈیر نما حصہ ہے جو مطاف کی زمین سے قریب ہے، یہ بیت اللہ کا حصہ نہیں ہے، البتہ حطیم کی طرف بنی ہوئی پٹی بیت اللہ کا حصہ ہے، زمین سے اس پٹی کی بلندی تقریبا 13 سینٹی میٹر اور اس کا عرض 45 سینٹی میٹر ہے، شاذروان کے بنانے سے مقصود بیت اللہ کی دیواروں اور غلاف کی حفاظت ہے۔[3]

صَفَا:

بیت اللہ کے قریب جنوب کی جانب ایک پہاڑی کا نام ہے ، آج کل اوپر کے تھوڑے سے حصے کے علاوہ اس کا اکثر حصہ تعمیر میں چھپ گیا ہے اس لیے نظر نہیں آتا۔[4]

---

(1) "الفقه الإسلامي وأدلته": كتاب الحج و العمرة ـ المطلب الثاني: رمي الجمار في مني وحكم المبيت فيها 236/3.

(2) "الموسوعةالفقهية الكويتية": باب السعي 11/25.

(3) "تاريخ مكة مكرمة": عنوان: شاذروان صـ53.

(4) "تاريخ مكة مكرمة": عنوان: صفا صـ86.

طَوَافِ قُدُوْمْ:

حجِ افراد کرنے والا مکہ معظمہ پہنچتے ہی جو پہلا طواف کرتا ہے اور حج قران کرنے والا عمرہ سے فارغ ہو کر جو طواف کرتا ہے اسے ''طوافِ قدوم'' کہتے ہیں۔[1]

طَوافِ زِیَارَتْ:

اس طواف کا نام ہے جو وقوفِ عرفات کے بعد کیا جاتا ہے۔[2]

طَوافِ وَدَاعْ:

وہ طواف جو حج سے واپسی کے موقع پر کیا جاتا ہے،اسے ''طوافِ صدر'' بھی کہتے ہیں۔[3]

عَرَفَاتْ:

مسجد حرام سے جنوب مشرق کی جانب تقریباً 22 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع بڑا میدان ''عرفات'' کہلاتا ہے،اس جگہ 9 ذی الحجہ کو زوال سے غروب تک وقوف کیا جاتا ہے، اس میدان کی حدود کی نشان دہی کے لیے بورڈ لگائے گئے ہیں، اسی میدان میں حضرت حواء اور حضرت آدم علیہما السلام کا جنت سے اترنے کے بعد تعارف ہوا تھا، اسی تعارف کی وجہ سے اس کو میدانِ عرفات کہتے ہیں، بعض حضرات نے یہ توجیہ کی ہے کہ اس مقام پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا «هَلْ عَرَفْتَ؟» یعنی کیا آپ حج کے احکامات سمجھ گئے تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا، اس وجہ سے

---

(1) "إرشاد الساري": باب أنواع الأطوفة ص156- 158.

(2) حوالہ بالا۔

(3) حوالہ بالا۔

اس کو عرفات کہا جانے لگا۔[1]

غَارِ حِرَا:

یہ غار جبلِ نور کی چوٹی پر مسجد حرام کے شمال مشرق میں واقع ہے،اس مبارک غار میں رسول اللہ ﷺ اپنی بعثت سے پہلے عبادت کیا کرتے تھے، یہاں نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔[2]

غَارِ ثَوْرْ:

یہ مکہ مکرمہ سے تقریبا 4 کلومیٹر کے فاصلہ پر جنوبی سمت میں واقع ہے، اس غار میں نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہوئے تین(3) دن قیام فرمایا تھا۔[3]

قِرَانْ:

حج کے مہینے شروع ہوجانے کے بعد حج وعمرہ دونوں ایک ہی سفر میں ایک ہی احرام میں ادا کرنا ''حجّ قران'' کہلاتا ہے۔[4]

قَارِنْ:

حجِ قران کرنے والے کو''قارن'' کہتے ہیں۔[5]

قَصَرْ:

---

(1) "تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: ميدان عرفات صـ125.

(2) "تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: غار حرا صـ134.

(3) "تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: غارثور صـ145.

(4) "كتاب التعريفات": باب القاف صـ123.

(5) "البدائع": كتاب الحج ـ فصل: بيان ما يحرم به 377/2.

احرام سے نکلنے کے لیے کم از کم سر کے چوتھائی حصہ کے بالوں کو انگلی کے ایک پورے کے بقدر کاٹنے کو ''قصر'' کہتے ہیں۔[1]

مُفْرِدْ:

حجِ افراد کرنے والے کو ''مُفْرِدْ'' کہتے ہیں۔[2]

مُتَمَتِّع:

حجِ تمتع کرنے والے کو ''مُتَمَتّع'' کہتے ہیں۔[3]

مُحْرِمْ:

احرام باندھنے والے کو ''مُحْرِمْ'' کہا جاتا ہے۔[4]

مِیْقَاتْ:

وہ مقام جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والوں کے لیے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں۔[5]

مَطَافْ:

بیت اللہ کے چاروں طرف مسجدِ حرام کے اندر طواف کرنے کی جگہ کو ''مَطَافْ'' کہتے ہیں۔[6]

---

(1) "إرشاد الساري ": فصل في الحلق والتقصير صـ253.
(2) "البدائع": كتاب الحج ـ فصل في بيان ما يحرم به 388/2.
(3) "كتاب التعريفات": باب التاء صـ48.
(4) "إرشاد الساري": باب الإحرا م صــ100.
(5) "الفقه الإسلامي وأدلته": المبحث الثالث: مواقيت الحج والعمرة 129/3.
(6) "إرشاد الساري ": فصل في أماكن الإجابة صــ548.

مقام إبراهيم:

یہ جنتی پتھر ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر کی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات اس پتھر پر معجزانہ طور پر اب بھی موجود ہیں، یہ آج کل بیت اللہ کے دروازہ والی جانب کے سامنے مطاف کے اندر شیشوں میں محفوظ ہے۔[1]

مُلْتَزَم:

حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان بیت اللہ کی وہ دیوار جس سے لپٹ کر دُعا مانگنا مسنون ہے۔[2]

مِيْلَيْنِ أَخْضَرَينْ:

صفا اور مروہ کے درمیان وہ مقام جہاں حجاج کرام دوڑ کر چلتے ہیں۔[3]

مَرْوَةُ:

بیت اللہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی جس پر سعی ختم ہوتی ہے جو صفا کے بالمقابل ہے، اس کے اور صفا کے درمیان تقریباً چار سو پچاس (450) میٹر کا فاصلہ ہے، یہ بھی اب صفا کی طرح اوپر والے کچھ حصے کے علاوہ باقی عمارت میں چھپ گیا ہے۔[4]

---

(1) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب في طواف القدوم 499/2.

(2) "الفقه الإسلامي وأدلته": المبحث الرابع: أعمال الحج والعمرة إلخ 152/3.

(3) "تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: ملتزم صـ47.

(4) "تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: مروه صـ91.

مِنٰی:

یہ مسجدِ حرام سے سات (7) کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے جبکہ سرنگ کے راستے سے پیدل صرف چار(4)کلو میٹر کا فاصلہ ہے ، یہ وہ جگہ ہے جہاں حجاج کرام 8ذی الحجہ کو قیام اور 10، 11اور 12ذی الحجہ کو رمی کرتے ہیں۔[1]

مزدلفة:

منی سے جنوب کی جانب تقریباً 5کلو میٹر کے فاصلے پر واقع میدان جہاں 10ذی الحجہ کی رات قیام اور فجر کے بعد وقوف کیا جاتا ہے۔[2]

مَسْجِدِحَرَامْ:

وہ مسجد جس میں بیت اللہ واقع ہے۔

مَسْجِدِ خَیْفْ:

یہ منٰی میں جمرہ اولیٰ (چھوٹے شیطان) کے نزدیک ہے،ایک روایت کے مطابق ستر(70)انبیاء علیہم السلام نے اس مسجد میں نماز پڑھی ہے۔[3]

مَسْجِدِ جِنْ:

یہ مسجد جنت المعلّٰی کی طرف جاتے ہوئے بائیں جانب ہے اور کراسنگ پل سے متصل ہے،اس کو ''مسجدِ جن'' اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس جگہ پر جنات کی ایک بڑی جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا تھا۔[4]

---

(1) "تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: منى صـ 113.

(2) "الفقه الإسلامي وأدلته": المبحث الرابع: أعمال الحج والعمرة إلخ 137/3، 138.

(3) "تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: مسجد خيف صـ 114.

(4) "تاريخ مكة مكرمة "، عنوان: مسجد جن صـ150.

مَسْجِدِ نَمِرَہ:

یہ مسجد میدانِ عرفات میں واقع ہے، مسجد کی مغربی سمت میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کا نام نمرہ ہے اسی وجہ سے اس کو "مسجدِ نمرہ" کہا جاتا ہے، یہ مسجد دو حصوں میں منقسم ہے، اگلا حصہ عرفات سے باہر ہے اور پچھلا حصہ عرفات کے اندر ہے، مسجد کے اندر عرفات کی حد واضح کرنے کے لیے بورڈ آویزاں ہیں۔[1]

مسجدِ قبا:

مسجدِ قبا مسجدِ نبوی سے تقریباً چار (4) کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے، مسلمانوں کی یہ سب سے پہلی مسجد ہے، نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو قبیلہ بنی عوف کے پاس قیام فرمایا اور آپ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ خود اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی، اس مسجد سے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى﴾ یعنی وہ مسجد جس کی بنیاد اخلاص اور تقوی پر رکھی گئی۔[2]

مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد مسجد قبا دنیا بھر کے تمام مساجد سے افضل ہے۔[3]

نبی اکرم ﷺ کبھی سوار ہو کر، کبھی پیدل چل کر، مسجد قبا تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا تشریف لاتے اور فرماتے کہ میں نے

---

(1) "تاريخ مكة مكرمة "، عنوان: مسجد نمره صـ128، 129.

(2) "غنية الناسك": فصل في زياره مسجد قباء صـ387.

(3) أخرجه "مسلم" رقم الحديث: (1399) كتاب الحج ـ باب فضل مسجد قباء.

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اسی طرح ہفتہ کے دن آتے ہوئے دیکھا ہے۔(1)

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور مسجد قبا میں آکر دو رکعت نماز پڑھے تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔(2)

مسجد جمعہ:

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سب سے پہلے اسی مسجد میں جمعہ ادا فرمایا تھا، یہ مسجد قبا کے قریب ہی واقع ہے۔(3)

مسجد مصلی یا مسجد غمامہ:

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہاں عیدین کی نماز کی پڑھتے تھے۔(4)

مسجدِ فتح:

یہ مسجد جبل سلع کے غربی کنارے پر اونچائی پر واقع ہے، غزوۂ خندق میں جب تمام کفار مدینہ پر مجتمع ہو کر چڑھ آئے تھے اور خندقیں کھودی گئیں تھیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس جگہ دعا فرمائی تھی، چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی، اس مسجد کے قریب کئی چھوٹی چھوٹی مسجدیں بنی ہوئی تھیں جو مسجد سلمان فارسی، مسجد ابو بکر، مسجد عمر اور مسجد علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کے نام سے مشہور ہیں، یہ مساجد دراصل غزوۂ خندق کے موقع پر ان حضرات کے پڑاؤ تھے جن کو محفوظ اور متعین کرنے کے لئے غالباً سب سے پہلے حضرت عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ان کو مساجد کی شکلیں دی ہیں۔

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1193)باب من أتى مسجد قباء كل سبت.

(2) "الدرة الثمينة في أخبار المدينة": الباب الثالث عشر في ذكر المساجد التي بالمدينة وفضلها 125/1، و"مرقاة المفاتيح": باب المساجد ومواضع الصلاة ـ الفصل الأول 590/2.

(3) "إرشادالساري": فصل في المساجد المنسوبة إليه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صـ573.

(4) "إرشادالساري": فصل في المساجد المنسوبة إليه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صـ574.

یہ مقام مساجد خمسہ کے نام سے مشہور ہے، اب سعودی حکومت نے اس جگہ پر ایک بڑی عالیشان مسجد (مسجد خندق) کے نام سے تعمیر کی ہے۔

مسجد فتح کی خاص فضیلت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح میں تین دفعہ دعا مانگی، پیر کے دن، منگل کے دن اور بدھ کے دن تو اللہ تعالیٰ نے بدھ کے دن آپ کی دعا قبول فرمائی، دو نمازوں کے درمیان، اس خوشی کا اثر آپ کے چہرہ انور پر ظاہر ہوا۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں کہ جب بھی مجھے کوئی مشکل کام پیش آیا اور میں نے اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔[2]

مسجد قبلتین:

ایک صحابی نے عصر کی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی، پھر انصار کی جماعت پر ان کا گزر ہوا، وہ انصار صحابہ (مسجد قبلتین) میں بیت المقدس کی جانب نماز ادا کر رہے تھے، اس صحابی نے انصار صحابہ کو خبر دی کہ اللہ تعالے نے بیت اللہ کو دوبارہ قبلہ بنادیا ہے، اس خبر کو سنتے ہی صحابہ کرام نے نماز ہی کی حالت میں خانہ کعبہ کی طرف رخ کر لیا، چونکہ اس مسجد میں ایک نماز دو قبلوں کی طرف ادا کی گئی اس لئے اسے "مسجد

---

(1) "المسند الجامع" رقم الحديث: (2849)باب تابع جابر بن عبدالله 306/4: عن جابر أن النبيﷺ دعا في مسجد الفتح ثلاثا يوم الإثنين، يوم الثلثاء، يوم الأربعاء فاستجيب له يوم الأربعاء بين الصلاتين فعرف في وجهه، قال جابر: فلم ينزل بي أمر مهم غليظ إلا توخيت تلك الساعة فأدعو فيها فأعرف الإجابة.

(2) حوالہ بالا۔

قبلتین'' کہتے ہیں۔[1]

بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بنو سلمہ کی ایک عورت کی زیارت کی جن کا نام ام بشیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا تھا، اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے کھانا تیار کیا جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے ساتھیوں کو مسجد قبلتین میں ظہر کی نماز پڑھائی، جب آپ دو رکعت مکمل کر چکے تو وحی کے ذریعہ سے آپ کو بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا چنانچہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیت اللہ کی طرف پھر گئے، اسی وجہ سے اس مسجد کا نام ''مسجد ذو قبلتین''، رکھا گیا، گویا کہ آپ نے دو رکعت بیت المقدس کی طرف ادا فرمائی اور دو رکعت بیت اللہ کی طرف۔[2]

وُقُوفِ عَرَفَاتْ:

حج کے دوران 9 ذی الحجہ کی فجر سے 10 ذی الحجہ کی فجر تک کسی بھی وقت میدان عرفات میں ٹھہرنا ''وقوفِ عرفات'' کہلاتا ہے۔[3]

وُقُوفِ مُزْدَلِفَة:

10 ذی الحجہ کی فجر کے بعد مزدلفہ میں ٹھہرنا ''وقوفِ مزدلفة'' کہلاتا ہے۔[4]

وَادِئ مُحَسَّر:

مزدلفہ سے متصل وہ جگہ جہاں اکثر مؤرخین کے مطابق اصحابِ فیل کا واقعہ پیش آیا تھا، یہاں وقوفِ مزدلفہ درست نہیں، البتہ علامہ دسوقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے لکھا ہے کہ یہ اصحابِ

---

(1) "إرشادالساري": فصل في المساجد المنسوبة إليه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صـ574.

(2) "الدرة الثمينة في أخبار المدينة": الباب الثالث عشر في ذكر المساجد التي بالمدينة 125/1 - 128.

(3) "غنية الناسك": باب مناسك عرفات، تتمة في حدود عرفات صـ157.

(4) "غنية الناسك": باب أحكام المزدلفة، فصل في شرائط الوقوف بها صـ166.

فیل کی ہلاکت کی جگہ نہیں ہے کیونکہ یہ جگہ حرم کے اندر ہے اور ان کو حرم کی حدود سے باہر ہلاک کیا گیا تھا اس لیے بعض علماء کے نزدیک درست بات یہ ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں ایک شخص نے حالتِ احرام میں شکار کیا تھا، اس پر آسمان سے آگ آئی اور اس کو جلا ڈالا ،اسی وجہ سے اس کو "وادی النار" بھی کہتے ہیں۔[1]

❀❁❀

[1] "تحفة الأحوذي": باب ماجاء أن عرفة كلها موقف 534/3، و"تاريخ مكة مكرمة"، عنوان: وادي محسر صـ118.

حج کی فرضیت

حج کی فرضیت قرآنِ کریم سے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ ٱلْعَـٰلَمِينَ﴾ [آل عمران: 97]

''اور اللہ کے لیے ان لوگوں پر حج فرض ہے جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو شخص اللہ کا حکم نہ مانے تو (اللہ تعالیٰ کا اس میں کیا نقصان ہے؟) اللہ تو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔''

حج کی فرضیت حدیث سے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج ادا کرو۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہے، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔[2]

---

(1) أخرجه "مسلم" رقم الحديث: (1337) باب فُرِض الحج مرة في العمر.

(2) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (8)، كتاب الإيمان ـ باب قول النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بني الإسلام. خمس.

حج کی اہمیت

فرض حج کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اسے حج ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہیے، نہ معلوم کسی مرض میں مبتلا ہو جائے یا راستے کا خرچہ تلف ہو جائے یا کوئی اور مجبوری پیش آجائے (اور پھر یہ فریضہ ادا کرنا ممکن نہ رہے)۔[1]

قدرت کے باوجود حج کی عدم ادائیگی پر سخت وعید:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو ایسی سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج ان لوگوں پر فرض ہے جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔[2]

وسعت کے باوجود ہر پانچ سال بعد حج نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی شکایت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے بندہ کو جسم سے نوازا، اس کے رزق اور مال کو وسیع کیا اور

---

(1) أخرجه "ابن ماجه" رقم الحديث: (2883)أبواب المناسك ـ باب الخروج إلى الحج، قال "عبدالقادر الأرنؤوط": «له شواهد أخرى بهذا المعنى يرتقي بها إلى درجة الحسن».

(2) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (812)أبواب الحج ـ باب ماجاء في تغليظ في ترك الحج، قال "أبوعيسى": «هذا حديث غريب لا نعرفه من هذا الوجه».

اس کے پانچ سال حج کئے بغیر گزر گئے پھر بھی وہ میرے پاس (میرے گھر) نہیں آیا تو وہ محروم ہے (ہماری رحمت اور توجہ سے دور ہے)۔[1]

غور کیجیے! کس قدر سخت وعید یں ہیں، ان لوگوں کے لیے جن پر حج فرض ہو چکا ہو لیکن کسی شرعی مجبوری کے بغیر دنیوی اغراض یا محض سستی کی وجہ سے حج ادا نہیں کرتے، اور کس قدر محبت ہے اللہ کو اپنے بندہ سے جو چاہتا ہے کہ کم از کم ہر پانچ سال بعد میرا بندہ میرے پاس آئے تاکہ میں اس کو نوازوں۔

❀✿❀

---

[1] "موارد الظمأن إلى زوائد ابن حبان": باب فيمن مضت عليه خمسة أعوام 271/10، قال "حسين سليم أسد": رجاله رجال صحيح خلا شيخ حبان وهو ثقة.

حج کے فضائل

حج گناہوں سے پاک ہونے کاذریعہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے حج کیااوراس میں نہ توکسی شہوانی اور فحش بات کاارتکاب کیااورنہ اللہ کی نافرمانی کی تووہ گناہوں سے ایساپاک وصاف ہوکرواپس ہوگاجیسااس دن تھاجس دن اس کی ماں نے اسے جناتھا۔[1]

حجاج کرام اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے خصوصی مہمان ہیں، جواللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دیتاہے، جو دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہیں، جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بعد میں اسے اس کابدلہ دیتے ہیں یعنی ایک درہم کے بدلے میں دس لاکھ دیتے ہیں۔[2]

باربارحج وعمرہ کرنے سے غربت بھی دوراور گناہ بھی:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرے پے درپے کیاکرو کیونکہ یہ دونوں فقرومحتاجی اور گناہوں کواس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح سنار کی بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل دور کردیتی ہےاورحجِ مبرور کاصلہ توبس جنت ہی ہے۔[3]

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1521)باب فضل الحج المبرور.

(2) أورده "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (5)الترغيب في النفقة في الحج والعمرة 2 /105.

(3) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (810)كتاب الحج ـ باب ماجاء في ثواب الحج والعمرة، قال أبوعيسى: حديث ابن مسعود حديث حسن صحيح.

حج کے تمام ارکان کی فضیلت پر جامع حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ اللہ کے رسول! ہم کچھ دریافت کرنے آئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کر لو اور تم کہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہی ارشاد فرمادیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم حج سے متعلق دریافت کرنے آئے ہو کہ حج کے ارادے سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے؟ اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟ اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے؟ اور عرفات پر ٹھہرنے اور شیطانوں کو کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے اور طواف زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس پاک ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری اونٹنی (سواری) جو ایک قدم رکھتی ہے یا اٹھاتی ہے وہ تمہارے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھے جانے اور ایک گناہ معاف ہونے کا ذریعہ ہے، اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر (70) غلاموں کو آزاد کرانے کے برابر ہے۔ اور عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہو تے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ دنیا کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندے دور دور سے میلے کچیلے بالوں کے ساتھ آئے ہیں، میری جنت کے امیدوار ہیں (پھر فرماتے ہیں، اے میرے بندو!) اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذرّوں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیئے۔ میرے بندو! جاؤ، بخشے بخشائے چلے جاؤ، تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کر وان کے بھی گناہ معاف ہیں۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کو کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلہ ایک بڑا گناہ جو ہلاک کرنے والا ہو معاف ہوتا ہے اور قربانی کا بدلہ اللہ کے یہاں تمہارے لیے ذخیرہ ہے، اور احرام کھولنے کے وقت سر منڈوانے میں ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے، ان سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ اس کے مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ آئندہ از سر نو اعمال کر، تیرے پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے۔[1]

حاجی کی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ! تیرے ان بندوں کا تجھ پر کیا حق ہے؟ جو تیرے گھر میں تیری زیارت کریں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے داؤد! ہر زیارت کرنے والے کا زیارت کئے جانے والے پر حق ہوتا ہے اور ان کا حق میرے اوپر یہ ہے کہ میں دنیا میں انہیں عافیت دوں اور جب ان سے ملوں تو انہیں بخش دوں۔[2]

سفر حج میں فوت ہو جانے کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے کے لیے نکلا پھر راستے میں (ان کاموں کے کرنے سے پہلے) اس کو موت آگئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے غازی، حج اور عمرہ کرنے والے کا ثواب قیامت کے

---

(1) أورده "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (32)كتاب الحج ـ الترغيب في الحج والعمرة 103/2، وقال: «رواه"الطبراني" في "الكبير" و"البزار" واللفظ له وقد روي هذا الحديث من وجوه ولا نعلم له أحسن من هذا الطريق».

(2) أورده "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (5271)كتاب الحج ـ باب فضل الحج والعمرة، وقال: «رواه "الطبراني" في "الأوسط" وفيه "محمد بن حمزة الرقي" وهو ضعيف».

دن تک لکھ دیتا ہے۔[1]

حاجی واپس آئے تو سرخرو، فوت ہو جائے تو جنت میں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا گھر اسلام کے اہم ستونوں میں سے ہے جو حج یا عمرہ کرے گا وہ اللہ کی ضمانت میں ہو گا، اگر (اسی حج میں) مر گیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا، اگر اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا تو ثواب اور اخروی دولت کے ساتھ لوٹے گا۔[2]

آخرت میں حاجی کے ساتھ خصوصی معاملہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاجی اپنے خاندان کے چار سو آدمیوں کی شفاعت کرے گا اور وہ حج کے بعد گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح وہ پیدائش والے دن گناہوں سے پاک تھا۔[3]

پیدل حج کرنے کا ثواب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سواری پر حج کرتا ہے اس کو ہر قدم پر ستر (70) نیکیاں ملتی ہے اور جو شخص پیدل حج کرتا ہے اس کو ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو (700) نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، آپ سے دریافت کیا گیا کہ حرم کی نیکیاں کتنی ہوتی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔[4]

---

[1] أورده "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (9456)باب في من خرج غازيا فمات، وقال: «رواه "أبويعلى" وفيه "ابن إسحاق" وهو مدلس، وبقية رجاله ثقات».

[2] اورده "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (36)كتاب الحج ـ الترغيب في الحج والعمرة 104/2.

[3] أورده "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (15)كتاب الحج ـ الترغيب في الحج والعمرة 99/2، وقال: «وفيه راوٍ لم يُسَمَّ».

[4] أورده "الهيثمي" رقم الحديث: (5278)باب في ما يحج ماشيا وقال: «رواه البزار والطبراني في الأوسط والكبير بنحوه، وفيه قصة، وله عند البزار إسنادان: أحدهما فيه كذاب والآخر فيه

سفر حج میں خرچ کرنے کا اجر:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح ہے یعنی حج میں خرچ کرنا سات سو(700) گنا نیکیوں تک بڑھادیا جاتا ہے۔[1]

حج وعمرہ پر جانے والے خانہ کعبہ کے عشاق ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خانہ کعبہ کی زبان اور دو ہونٹ ہیں، اس نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ میرے پاس آنے والے اور زیارت کرنے والے کم ہیں، اللہ نے فرمایا: میں ایسے انسانوں کو پیدا کروں گا جو بہت خشوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے ہوں گے جو تم سے ایسا عشق کریں گے جیسا کہ کبوتر اپنے انڈے سے کرتا ہے۔[2]

❀❀❀

إسماعيل بن إبراهيم عن سعيد بن جبير، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات».

(1) أورده "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (2)كتاب الحج ـ الترغيب في النفقة في الحج والعمرة 112/2، وقال: «رواه أحمد والطبراني في الأوسط والبيهقي، وإسناد أحمد حسن».

(2) أورده "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (5270)باب فضل الحج والعمرة، وقال: «رواه الطبراني في الأوسط، وفيه سهل بن قرين، وهو ضعيف».

عمرہ کے فضائل

یکے بعد دیگرے عمرہ کرنے سے گناہوں کی صفائی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی عرصہ کے (صغیرہ) گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے اور حجِ مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے۔[1]

''حج مبرور اس حج کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا گناہ نہ ہو اور جس کے بعد دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا شوق پیدا ہو جائے۔''[2]

رمضان میں عمرہ کرنے کی انوکھی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میرا خاوند اور ان کے بیٹے تو حج کے لیے چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا (اجر وثواب میں) میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔[3]

ایک روایت میں ہے کہ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔[4]

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1773) كتاب الحج ـ باب وجوب العمرة وفضلها.

(2) "مرقاة المفاتيح ": (2506) كتاب المناسك 422/5.

(3) أورده "المنذري" في "الترغيب"رقم الحديث: (2)الترغيب في العمرة في رمضان 114/2، قال المنذري: «رواه ابن حبان في صحيحه».

(4) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1782)باب العمرة في رمضان.

خواتین اور بوڑھوں کا جہاد:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا(تمہارے لیے) افضل اور بہتر جہاد حج ہے،اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد پھر میں نے کبھی حج ترک نہیں کیا۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوڑھوں، کمزوروں اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔[2]

حطیم میں نوافل پڑھنا کا ثواب:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کعبہ میں داخل ہو کر نماز پڑھنا چاہتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حطیم میں لے گئے اور فرمایا: جب بیت اللہ میں نماز پڑھنا چاہو تو یہاں حطیم میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو کیونکہ یہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے، تیری قوم نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت (حلال کمائی میسر نہ ہونے کی وجہ سے) اس کو چھوڑ دیا تھا۔[3]

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1861)كتاب جزاء الصيد ـ باب حج النساء.

(2) أورده "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (5260)كتاب الحج ـ باب الحث على الحج، وقال: «رواه "أحمد" ورجاله رجال الصحيح».

(3) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (876)باب: ما جاء في الصلاة في الحجر، قال "أبوعيسى": «هذا حديث حسن صحيح».

تلبیہ کے فضائل

تلبیہ پڑھنے کی انوکھی فضیلت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جو بھی مسلمان تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں اور بائیں طرف زمین کی انتہاء تک تمام پتھر، درخت اور ڈھیلے بھی تلبیہ پڑھتے ہیں[1]۔

افضل حج وہ ہے جس میں تلبیہ زیادہ ہو:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا حج سب سے افضل ہے تو آپ نے فرمایا: ''اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ'' یعنی جس حج میں زور زور سے تلبیہ پڑھنا ہو اور جانوروں کا خون بہانا ہو۔[2]

تلبیہ پڑھنے سے صغیرہ گناہ ختم:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو صبح کو احرام باندھے اور شام تک تلبیہ پڑھتا رہے تو اس کے گناہ اس طرح ختم ہو جاتے ہیں گویا کہ اس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہے۔[3]

---

(1) "كشف المناهج والتناقيح في تخريج أحاديث المصابيح" رقم الحديث: (1849)من الحسان، (قال صاحب الكشف)قلت: «رواه "الترمذي" رقم الحديث: (828) و"ابن ماجه"كلاهما من حديث سهل سعد الساعدي وفي سندهما: إسماعيل بن عياش وبقية رجاله موثقون».

(2) أخرجه "الدارمي" رقم الحديث: (1838)باب: أيّ حج أفضل؟، قال "حسين سليم أسد": «رجاله ثقات غير أن "الترمذي" لم يسمع محمّد بن المنكدر من عبد الرحمان بن يربوع».

(3) أخرجه "ابن ماجه" رقم الحديث: (2925)باب الظلال للمحرم، قال "شعيب الأرنؤوط":=

تلبیہ کی وجہ سے صحابۂ کرام کی آوازیں بیٹھ جاتیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ حج کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ابھی دوسرے دن مقام روحاء بھی نہیں پہنچے تھے کہ (زیادہ تلبیہ پڑھنے کی وجہ سے) ہماری آوازیں بیٹھ گئیں۔[1]

تلبیہ ابراہیم علیہ السلام کی پکار کا جواب ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوگئے تو ان سے کہا گیا کہ لوگوں کو حج کے لئے بلاؤ تو انہوں نے عرض کیا کہ کیسے میری آواز لوگوں تک پہنچے گی تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم اعلان کرو آواز پہنچانا میرے ذمہ ہے، پس ابراہیم علیہ السلام نے آواز دی، لوگو! اس خانہ خدا کا حج تم پر مقرر کیا گیا ہے تو اس کو تمام زمین اور آسمان والوں نے سنا، اسی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ دور دراز علاقوں سے "لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ" کہتے ہوئے لوگ آتے ہیں۔[2]

❀❁❀

«إسناده ضعيف، عاصم بن عمر بن حفص وشيخه عاصم بن عبيد الله وهو ابن عاصم بن عمر ضعيفان وقد اضطربا في إسناده».

(1) اورده "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (5374)باب متى يقطع التلبية، قال "حسام الدين": «رواه "الطبراني" في الأوسط" وفيه عمر بن صهبان وهو ضعيف».

(2) أخرجه"الحاكم" رقم الحديث: (3464)تفسير سورة الحج، وقال:«هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرّجاه».

طواف کے فضائل

پچاس طوافوں کا ثواب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پچاس (50) مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرلے وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔[1]

طواف کے ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں اور ستر آدمیوں کی شفاعت:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا، پھر رکن (حجر اسود) کے پاس آکر استلام کیا تو وہ خدا کی رحمت میں ڈوب جاتا ہے، پھر استلام کے بعد جب کہتا ہے:

«بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرْ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَه وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدا عَبْدُه وَرَسُوْلُه.»

تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے، پھر جب بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو ہر قدم پر ستر ہزار (70000) نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ستر ہزار (70000) گناہ معاف ہوتے ہیں اور ستر ہزار (70000) درجات بلند ہوتے ہیں اور اس کے گھر والوں میں سے ستر (70) آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے اور جب مقام ابراہیم پر آکر دو رکعت ثواب کی نیت سے پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ابراہیم علیہ السلام کے خاندان

---

(1) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (866)أبواب الحج ـ باب ما جاء في فضل الطواف، قال أبوعيسى: «حديث ابن عباس حديث غريب».

کے چار (4) غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب دیتے ہیں اور وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔[1]

روزانہ ایک سو بیس رحمتوں میں سے ساٹھ طواف والوں کے لئے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر کا حج کرنے والوں پر روزانہ ایک سو بیس (120) رحمتیں نازل کرتا ہے ان میں سے ساٹھ (60) رحمتیں طواف کرنے والوں کے لیے، چالیس (40) رحمتیں نماز پڑھنے والوں کے لیے اور بیس (20) رحمتیں ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہیں جو بیت اللہ شریف کو صرف تکتے رہتے ہیں۔[2]

---

[1] أورده "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (11)كتاب الحج ـ الترغيب في الطواف والاستلام 115/2، وقال: «رواه أبوالقاسم الأصبهاني موقوفا».

[2] أورده "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (6)كتاب الحج ـ الترغيب في الطواف والاستلام 114/2، وقال: «رواه البيهقي بإسناد حسن».

آبِ زمزم کے فضائل

آب زمزم کی ایک انوکھی فضیلت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی فائدہ اس سے حاصل ہوتا ہے، اگر بیماری سے شفا کی نیت سے پیاجائے تواللہ تعالیٰ شفادے گااور اگر پناہ طلب کرنے کی نیت سے پیاجائے تواللہ تعالیٰ پناہ دے گااور اگر پیاس بجھانے کے لئے پیاجائے تواللہ تعالیٰ پیاس بجھادے گا۔[1]

آبِ زمزم غذا بھی، دوا بھی ہے اور شفا بھی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روئے زمین پر سب سے بہترین پانی زمزم کا ہے جو بھوکے کے لیے کھانا اور بیمار کے لیے شفا ہے۔[2]

آب زمزم دوسری جگہ لے جانا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود زمزم کا پانی لے کر جاتے تھے اور بیماروں کو شفایابی کے لیے پلاتے تھے۔[3]

---

(1) أخرجه "الحاكم" رقم الحديث: (1739)كتاب المناسك، وقال: «هذا حديث صحيح الإسناد إن سلم من الجارودي ولم يخرجاه ووافقه "الذهبي" في "التلخيص"».

(2) أورده "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (1)الترغيب في شرب ماء زمزم 135/2، وقال: «رواه "الطبراني" في "الكبير" ورواته ثقات وابن حبان في صحيحه».

(3) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (963)كتاب الحج ـ باب ماجاء في الحجر الأسود، قال أبوعيسى: «هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه».

حجرِ اسود کے فضائل

حجر اسود کس کے حق میں گواہی دے گا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حجرِ اسود کو ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور ایک زبان ہو گی جس سے وہ بولے گا اور ہر اس شخص کے حق میں گواہی دے گا جس نے اسے دنیا میں سچائی کے ساتھ بوسہ دیا ہو۔[1]

حجر اسود اور رکنِ یمانی سے گناہوں کا مٹنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حجر اسود اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے جس سے وہ اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے جیسا کہ ایک آدمی اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے مصافحہ کرتا ہے۔[2]

❀❀❀

(1) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (961)كتاب الحج ـ باب ماجاء في الحجر الأسود، قال أبوعيسى: «هذا حديث حسن».

(2) "المطالب العالية" رقم الحديث: (1223)باب المزاحمة على تقبيل حجر الأسود، قال ابن حجرالعسقلاني: هذا موقوف صحيح.

وقوفِ عرفات کے فضائل

عرفہ کے دن شیطان کی حالت:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدر کا دن چھوڑ کر کوئی دن ایسا نہیں جس میں شیطان اتنا چھوٹا، شکست خوردہ، ذلیل اور زیادہ غصہ میں ہو جتنا کہ عرفہ کے دن ہوتا ہے اور یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ عرفہ کے دن وہ اللہ کی رحمتوں کا کثرت سے نازل ہونا اور بندوں کے بڑے بڑے گناہوں کا معاف ہونا دیکھتا ہے، ہاں اس طرح کا منظر اس نے بدر کے دیکھا تھا کہ جبریل علیہ السلام فرشتوں کو آگے پیچھے ہٹا کر ان کی صفیں درست کر رہے تھے۔[1]

عرفات میں ٹھہرنے والوں کے لئے مغفرت کی بشارت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں وقوف فرمارہے تھے اور قریب تھا کہ سورج ڈوب جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! لوگوں کو خاموش کرو تو حضرت بلال کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خاموش کرایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میرے پاس جبرئیل علیہ السلام ابھی آئے اور میرے رب کا سلام پہنچایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عرفات اور مزدلفہ والوں کی مغفرت فرمادی اور ان کے حقوق کے ضامن ہوگئے، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ بات ہمارے لئے خاص ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حکم

---

[1] أورده "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (2)كتاب الحج ـ باب الترغيب في الوقوف بعرفة والمزدلفة 120/2، وقال: «رواه "مالك" و"البيهقي" من طريقه وغيرهما مرسل».

تمہارے بعد قیامت تک آنے والوں کے لئے ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہمارے رب کی بھلائی بہت ہوگئی اور اچھی ہوگئی۔[1]

❀۞❀

---

[1] أورده "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (7)الترغيب في الوقوف بعرفة 121/2.

مکہ مکرمہ کے فضائل

اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ۝٩٦ فِيهِ ءَايَاتٌۢ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُۥ كَانَ ءَامِنًا ۗ﴾ [آل عمران: ٩٦ – ٩٧]

''اللہ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے جو تمام دنیا کے لیے برکت اور ہدایت والا ہے، جس میں کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اس میں جو آئے امن والا ہو جاتا ہے۔''

مکہ مکرمہ کی دائمی عزت وشرافت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو حرام اور محترم بنایا اسی دن سے جب کہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تھا لہٰذا اس زمین کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حرمت وعزت کے سبب قیامت تک حرام ومحترم بنایا گیا۔[1]

زمین کا محبوب ترین حصہ مکہ مکرمہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حَزوَرہ مقام پر کھڑے ہو کر مکہ مکرمہ کی نسبت فرما رہے تھے، خدا کی قسم! تو خدائی زمین کا سب سے بہتر حصہ ہے اور اللہ کے نزدیک اللہ کی زمین کا سب سے محبوب حصہ

[1] أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (3834)باب لايحل القتال بمكة.

ہے، اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی بھی یہاں سے نہ نکلتا۔[1]

مکہ مکرمہ میں دجال کے داخلہ پر آسمانی پابندی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شہر ایسا نہیں جہاں دجال نہ پہنچے سوائے مکہ اور مدینہ کے کہ ان کے ہر راستہ پر فرشتے صف بستہ کھڑے ہو کر ان کی حفاظت کریں گے۔[2]

---

(1) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (3925) كتاب المناقب - باب في فضل مكة، قال أبوعيسى: «هذا حديث حسن صحيح غريب».

(2) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1881) كتاب فضائل مدينة - باب لايدخل الدجال المدينة.

حج وعمرہ پر جانے والوں سے دعاؤں کی درخواست

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور فرمایا: اے میرے پیارے بھیا! ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک ایسا کلمہ ارشاد فرمایا جس کے بدلے میں ساری دنیا لینے کو میں تیار نہیں ہوں۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! حج کرنے والوں کی مغفرت فرمادے اور ان لوگوں کی مغفرت فرما جن کے لیے حجاج دعائے مغفرت کرتے ہیں۔[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر داخل ہو جائے اسے سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کے لیے کہو کیونکہ اس کے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔[3]

❀❀❀

---

(1) أخرجه "أبوداود" رقم الحديث: (1498)باب الدعاء، قال "شعيب الأرنؤوط": «إسناده ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله، ومع ذلك قال الترمذي تحت الحديث رقم:(3562) «هذا حديث حسن صحيح».

(2) أخرجه "الحاكم" رقم الحديث: (1612)أول كتاب المناسك، وقال: «هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه قال "الذهبي": في "التلخيص" على شرط مسلم».

(3) أخرجه "أحمد" رقم الحديث: (5371)"عبدالله بن عمر"، قال "محمد أحمد شاكر": «إسناده ضعيف جدا لضعف محمد بن عبد الرحمن بن البيليماني».

حج کی تعریف

حج کا لغوی معنی قصد و ارادہ ہے اور شریعت کی اصطلاح میں حج کے دنوں میں افعالِ حج کی نیت کر کے بیت اللہ کی طرف سفر کرنے کو حج کہتے ہیں۔[1]

حج کا حکم:

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور زندگی میں ایک مرتبہ ادا کرنا فرض ہے۔[2]

حج کب فرض ہوا؟

حج کی فرضیت کے سال کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں لیکن اکثر علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ حج کی فرضیت سنہ 6 ہجری میں ہوئی۔[3]

نبی کریم ﷺ کے حج اور عمروں کی تعداد

رسول اللہ ﷺ نے کل چار (4) عمرے ادا فرمائے ہیں:

(1) عمرۂ حدیبیہ جس میں مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو روک دیا تھا۔

(2) عمرۃ القضا یعنی جو واقعہ حدیبیہ کے اگلے سال رسول اللہ ﷺ نے ذی قعدہ میں ادا کیا تھا۔

(3) عمرۂ جعرانہ جسے سنہ 8 ہجری میں ادا کیا۔

---

(1) "الفقه الإسلامي وأدلته": المبحث الأول: تعريف الحج والعمرة 79/3.

(2) "إرشاد الساري": باب شرائط الحج صـ27.

(3) فتح الباري: كتاب المناسك، باب وجوب الحج وفضله 378/3.

(4) حجۃ الوداع کے ساتھ۔

اور ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک مرتبہ حج ادا فرمایا ہے۔[1]

فرضیتِ حج کے بعد اس میں تاخیر کرنا

حج فرض ہونے کے بعد اس کو فوری طور پر ادا کرنا ضروری ہے، بلا عذر تاخیر کرنا گناہ ہے اور حج بھی بدستور ذمے میں رہتا ہے تاہم بعد میں اگر حج کرلیا جائے تو ادا ہو جاتا ہے اور تاخیر کا گناہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔[2]

بوڑھے والدین کی خدمت کی وجہ سے حج کو مؤخر کرنا

اگر والدین بوڑھے یا بیمار ہوں اور ان کی خدمت کرنے والا کوئی نہ ہو اور حج پر چلے جانے کی وجہ سے ان کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں فرض حج کو موخر کرنے کی گنجائش ہے، جب عذر ختم ہو جائے تو حج ادا کیا جائے۔[3]

عمرے کا حکم:

اگر مالی فراخی ہو تو پوری عمر میں ایک دفعہ عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔[4]

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1779)باب كم اعتمر النبيﷺ، عن قتادة، قال: سألت أنسارضي الله عنه ، فقال: «اعتمر النبي ﷺ حيث ردوه، ومن القابل عمرة الحديبية، وعمرة في ذي القعدة، وعمرة مع حجته».

(2) "الهندية ": كتاب المناسك 216/1.

(3) "غنية الناسك ": قبيل باب شرائط الحج ۔ صـ12

(4) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ۔ مطلب: أحكام العمرة 545/3.

کن لوگوں پر حج فرض ہے؟

حج ہر اس شخص پر فرض ہے جس میں مندرجہ ذیل شرائط پائی جائیں:

- مسلمان ہونا۔
- عاقل بالغ ہونا۔
- آزاد ہونا۔
- حج کے اخراجات کے بقدر مال ہونا۔
- استطاعت زمانۂ حج میں پایا جانا۔
- عورت کے ساتھ جانے کے لیے محرم ہونا۔
- عدت میں نہ ہونا۔
- تندرست ہونا۔
- حکومت کی طرف سے اجازت ملنا۔
- راستے کا پر امن ہونا۔

جس مرد یا عورت میں پہلی پانچ شرطیں پائی جائیں تو اس کے ذمے حج کرنا فرض ہو جاتا ہے[1]، اب اگر کسی عورت میں آخری پانچ (5) شرطیں اور کسی مرد میں آخری تین (3) شرطیں پائی جائیں تو حج پر جانا بھی فرض ہو جاتا ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو انتظار کرے، اگر جانے کی کوئی صورت بن گئی تو حج کرلے ورنہ اپنی طرف سے حجِ بدل کرانے کی وصیت کرے۔[2]

---

(1) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ قبيل مطلب: في من حج بمال حرام 521/3 ـ 535.

(2) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب: في من حج بمال حرام 533/3، 534.

شرائطِ حج کی تفصیل

1۔ مسلمان ہونا:

کافر پر حج فرض نہیں:

حج اور اسی طرح دیگر عبادات کے فرض ہونے کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے، چنانچہ کافر پر حج فرض نہیں۔[1]

حج کرنے کے بعد کفریہ کلمہ کہنے سے دوبارہ حج کا حکم:

اگر حالتِ اسلام میں حج کر لیا تھا اور اس کے بعد خدانخواستہ زبان سے ایسی کفریہ بات نکل گئی جس کی وجہ سے ایمان جاتا رہا تو دوبارہ اسلام لانے کے بعد دوبارہ حج کرنا ضروری ہے اور پہلا حج باطل ہو گیا۔[2]

حالتِ کفر میں کئے ہوئے حج کا حکم:

اگر کسی نے کفر کی حالت میں حج کر لیا تو وہ حج معتبر نہیں ہو گا، اسلام لانے کے بعد اگر حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہے۔[3]

2۔ عاقل و بالغ ہونا:

حالتِ جنون میں کئے ہوئے حج کا حکم:

اگر کسی نے پاگل پن کی حالت میں حج کر لیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو عقل سلیم

---

(1) "غنية الناسك": باب شرائط الحج ۔ صـ32.

(2) حوالہ بالا۔

(3) حوالہ بالا۔

سے نوازا تو حج کی استطاعت رکھنے کی صورت میں اس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہے۔[1]

بلوغت سے پہلے کیا ہوا حج معتبر نہیں:

اگر کسی نے بچپن میں حج کر لیا تو اس سے فرض حج ادا نہیں ہو گا، بالغ ہونے کے بعد اگر حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہے۔[2]

3۔حج کے اخراجات کے بقدر مال ہونا:

فرضیتِ حج کے لیے کتنا مال ہونا ضروری ہے؟

جس کے پاس اتنا مال موجود ہو جس کے ذریعے حج پر جا سکے اور وہاں حج کے دوران اپنے کھانے پینے اور رہنے کا بندوبست کر سکے اور واپس آنے تک اپنے اہل وعیال کا خرچہ نکال سکے، ایسے شخص پر حج فرض ہے لیکن یہ مالیت ان ضروریات کے علاوہ ہونی چاہیے جو ہر انسان کے لیے ناگزیر ہیں جیسے کہ سواری، رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، ہتھیار، قرض کی ادائیگی وغیرہ۔[3]

زائد از ضرورت سامان، مکان یا دکان پر فرضیتِ حج کا حکم:

چونکہ حج کی فرضیت کے لئے زکوۃ کی طرح مال کا نامی ہونا شرط نہیں بلکہ صدقۂ فطر کی طرح زائد از ضرورت مال پر بھی حج فرض ہو جاتا ہے لہٰذا اگر کسی کے پاس رہائشی مکان کے علاوہ کوئی اور مکان ہو یا ذاتی دوکان کے علاوہ کوئی اور دوکان ہو اور اس کے اخراجات کا دارومدار اس دوکان یا مکان پر نہ ہو تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب ہے،

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) حوالہ بالا۔

(3) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج - مطلب في قولهم: يقدم إلخ 529/3 - 530.

اسی طرح اگرایک آدھ دکان یا مکان کو بیچ کر باقی سے اس کے اخراجات پورے ہوتے ہوں تب بھی اس پر حج فرض ہے۔[1]

زائد از ضرورت زمین کا حکم:

اگر کسی کے پاس اتنی زمین ہو جس کی قیمت سے حج کا خرچہ پورا ہو سکتا ہو اور اسے اہل وعیال کے خرچہ کے لیے اس کی پیداوار کی ضرورت نہ ہو بلکہ ان کا نان نفقہ کسی اور ذریعے سے پورا ہوتا ہو تو ایسے شخص پر حج فرض ہے اگرچہ اس کے لیے زمین فروخت کرنی پڑے ۔اسی طرح اگر کسی کے پاس کھیتی باڑی کی اتنی زمین ہے کہ اس میں سے کچھ بیچ کر اس سے حج کا خرچہ اور حج سے واپسی تک اس کے اہل وعیال کے گزر اوقات کا خرچہ نکل سکتا ہے اور باقی اتنی زمین بچتی ہو جس سے آئندہ معاشی ضروریات پوری ہو سکتی ہوں تو اس پر بھی حج فرض ہے۔[2]

زائد از ضرورت سامانِ تجارت کا حکم:

اگر کسی کے پاس اتنا مالِ تجارت ہو کہ مصارفِ حج کے بقدر فروخت کرکے اتنا سرمایہ باقی رہے جس میں تجارت کرکے یہ شخص میانہ روی کے ساتھ گزر بسر کر سکتا ہو تو مصارفِ حج کے بقدر سامانِ تجارت بیچ کر حج کرنا فرض ہے۔[3]

زائد از ضرورت رہائشی مکان کا حکم:

اگر کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کا تھوڑا سا حصہ اس کے رہن سہن کے لیے کافی ہے اور باقی کو بیچ کر حج کر سکتا ہے یا اس کو بیچ کر اس سے کم قیمت والا مکان خرید کر باقی پیسوں سے حج کر سکتا ہے تو شرعاً اس پر بیچنا واجب نہیں لیکن اگر ایسا کر لے

---

(1) "إرشاد الساري": باب شرائط الحج صـ49.

(2) "الهندية ": كتاب المناسك ۔ الباب الأول في تفسير الحج 218/1.

(3) حوالہ بالا۔

تو افضل ہے۔[1]

کسی کی طرف سے حج کا خرچہ ملنے پر فرضیتِ حج کا حکم:

اگر کوئی شخص دوسرے کو حج کرنے کے لیے بطور ہدیہ مال دیتا ہے تو اس کا قبول کرنا واجب نہیں لیکن اگر اس نے قبول کر لیا اور نفلی حج کی نیت کئے بغیر حج کر لیا تو فرض حج ادا ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے کی طرف سے سے قرعہ اندازی میں حج کے لیے نام نکل آیا اور اس نے فرض حج کی نیت کر لی تو فرض ادا ہو جائے گا۔[2]

فرضیتِ حج کے لیے مدینہ منورہ جانے کا خرچہ ہونا ضروری نہیں:

مدینہ منورہ جا کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضہ پر حاضری دینا اگرچہ ہر مؤمن کے لیے بہت بڑی سعادت ہے تاہم ارکانِ حج میں سے نہیں لہٰذا اگر کسی کے پاس اتنے پیسے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر حج تو ادا کر سکتا ہے لیکن مدینہ منورہ جانے کے پیسے نہیں تب بھی اس کے ذمے حج فرض ہے۔[3]

مالِ حرام سے کئے ہوئے حج کا حکم:

حرام یا مشتبہ مال کے ذریعے حج کرنے سے اگرچہ حج کی فرضیت ادا ہو جاتی ہے لیکن ثواب نہیں ملتا۔[4]

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "غنية الناسك": باب شرائط الحج صـ21.

(3) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب في تفضيل قبره النبيﷺ 63/4.

(4) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب في من حج بمال حرام 519/3.

مشتبہ مال والے کے لئے حج کی صحیح ادائیگی کا حیلہ:

اگر کسی کے پاس مشتبہ مال ہو یعنی جس میں حرام کا صرف شائبہ ہو مکمل حرام نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ کسی سے قرضہ لے کر حج ادا کرے اور پھر اس مشتبہ مال سے قرضہ ادا کرے۔[1]

مقروض کے لیے حج پر جانے کا حکم:

جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور پھر مقروض ہو جائے تو اسے چاہیے کہ پہلے قرضہ ادا کرے، پھر حج کے لئے جائے تاہم اگر قرضہ ادا کئے بغیر حج کے لئے جانا چاہتا ہے تو قرض خواہ سے اجازت لے کیونکہ اس کی اجازت کے بغیر جانا مکروہ ہے۔[2]

یاد رہے کہ:

تجارتی قرضے جو عادۃً ہمیشہ جاری رہتے ہیں وہ اس میں داخل نہیں، ایسے قرضوں کی وجہ سے حج کو مؤخر نہیں کیا جائے گا۔[3]

نذر کا حج ادا کرنے سے فرض حج ادا ہو گا یا نہیں؟

کسی نے اپنا فرض حج ادا نہیں کیا تھا اور اس نے یہ نذر مانی کہ اگر بیماری سے اچھا ہو جاؤں تو اللہ کی رضا کے لیے حج کے لئے جاؤں گا، پھر اللہ نے شفا دے دی اور وہ حج کے لئے گیا تو اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا کیونکہ عام لوگ اس قسم کی منت سے فرض حج مراد لیتے ہیں۔[4]

---

(1) "الخانية": كتاب الحج ـ فصل في المقطعات 313/1 (هامش "الفتاوى الهندية").

(2) "الهندية" كتاب المناسك، الباب الثالث في الإحرام 22/1، ونصه: ويكره الخروج إلى الغزو والحج لمن عليه الدين وإن لم يكن عنده مال ما لم يقض دينه إلا بإذن الغرماء إلخ.

(3) "أحكام حج" لمفتي محمد شفيع رحمه الله صـ25.

(4) "الهندية": الباب السابع عشر في النذر بالحج 263/1.

نفلی حج یا عمرہ کرنا بہتر ہے یا فقراء پر صدقہ وخیرات کرنا؟

اگر نفلی حج کے ارادہ کے وقت کسی کی کوئی سخت حاجت سامنے آئی یا مسلمانوں پر کوئی ناگہانی آفت آن پڑی اور اس رقم کے ذریعے سے ان کی مدد کی جاسکتی ہو تو ایسی صورت میں نفلی حج یا عمرہ کی بجائے وہ رقم ان فقراء پر صدقہ کرنا افضل ہے اور عام حالات میں نفلی حج یا عمرہ کرنا افضل ہے۔[1]

4۔استطاعت زمانۂ حج میں پایا جانا:

یہاں حج کے زمانہ سے مراد حج کے مہینے یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں، یہ وقت ان لوگوں کے لیے ہے جو مکہ مکرمہ سے اتنی مسافت پر ہو کہ ان دنوں میں اپنے وطن سے روانہ ہو کر حج کے لیے پہنچ سکیں لیکن اگر وہ اتنے دور رہتے ہوں کہ اس عرصہ میں بھی حج پر پہنچنا ممکن نہ ہو یا ملکی قوانین کی وجہ سے اس وقت میں نہ جاسکتا ہو تو ایسے لوگوں کے لیے زمانۂ حج اس وقت سے شروع سمجھا جائے گا جس وقت ان کے علاقہ کے لوگ عام طور سے سفرِ حج پر روانہ ہوتے ہوں، آج کل کے زمانہ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ کسی ملک میں جب حج کی منظوری کے لیے درخواستیں جمع ہو رہی ہوں تو وہ زمانۂ حج کہلائے گا۔[2]

فرضیتِ حج کے بعد مال کا ضائع ہونا:

اگر کسی کے پاس حج کے مہینوں میں یا جن دنوں میں حج کے لیے درخواستیں جمع ہو رہی ہوں اتنا مال ہو جس سے حج فرض ہو جاتا ہے لیکن اس نے حج کا داخلہ نہیں کرایا یہاں تک کہ اس کا مال کسی وجہ سے ضائع ہو گیا یا اپنی کسی ضرورت میں لگا لیا تو اس کے

---

(1) "إرشاد الساري": باب المتفرقات صـ525.

(2) "إرشاد الساري": باب شرائط الحج صـ54.

ذمہ حج فرض رہے گااور اگر اس سے پہلے ضائع ہو جائے یا اپنی کسی ضرورت میں لگالے تو حج فرض نہیں ہو گا۔[1]

فرضیتِ حج کے بعد دیگر کارِ خیر میں مال خرچ کرنا کیسا ہے؟

جس آدمی پر حج فرض ہو چکا ہو تو اس کے لئے حج کے خرچہ کے بقدر پیسے ایسے دینی کاموں میں لگانا بھی جائز نہیں جو اس پر فرضِ عین نہیں جیسے کہ مسجد و مدرسہ بنانا، خیراتی مسافر خانہ بنانا، پانی کی سبیل یا ہسپتال بنانا یا تبلیغی سفر کرنا وغیرہ بلکہ ان پیسوں سے حج کرنا ضروری ہے۔[2]

عمرہ کرنے کے بعد سعودی عرب میں حج کا مہینہ شروع ہونے پر حج کا حکم:

اگر رمضان کے مہینے میں عمرہ کرنے گیا اور وہاں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ شوال کا مہینہ شروع ہو گیا تو اگر اس کے پاس ایام حج تک ٹھہرنے اور حج کر کے واپس آنے کا خرچہ موجود ہو اور حکومت کی طرف سے اس کو وہاں ٹھہرنے کی اجازت بھی ہو اور اس نے پہلے فرض حج نہ کیا ہو تو اس پر حج فرض ہو گا، ورنہ نہیں ہو گا۔[3]

خلافِ قانون حج یا عمرہ کرنے کا حکم:

کسی بھی اسلامی ملک کا حکمران اپنے ملک کے مفادات کی خاطر جو قوانین وضع کرتا ہے اگر وہ شریعت کے کسی حکم سے ٹکراو نہ رکھتے ہوں تو ان کو ماننا ضروری ہے، لہٰذا حج وعمرہ کے لئے حکومت سعودیہ کی طرف سے یا جانے والے کے اپنے ملک کی طرف سے بنائے گئے قوانین کا احترام لازمی ہے، ان قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حج یا

---

(1) "غنية الناسك": فصل: إذا وجد شرائط الوجوب والأداء صـ33.

(2) "إرشاد الساري": باب شرائط الحج صـ54.

(3) "الهندية": كتاب المناسك 216،217/1، وكذا في "كتاب الفتاوى" للشيخ خالد سيف الله: الحصة الرابعة، عنوان: حج سے متعلق سوالات صـ73.

عمرہ کرنے سے اگرچہ حج وعمرہ ادا ہوجائیں گے، تاہم قانون کی خلاف ورزی کا گناہ ہوگا۔[1]

5۔ عورت کے ساتھ محرم کا ہونا:

محرم کی اہمیت حدیث سے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اور ہرگز کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے، یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا نام فلاں فلاں جہاد میں شرکت کے لیے لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لیے نکلی ہے توآپ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔[2]

محرم کی تعریف فقہاء کی آراء کی روشنی میں:

محرم سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کے ساتھ ہمیشہ کے لیے اس کا نکاح حرام ہو جیسے باپ، دادا، نانا، بھائی، بیٹا، چچا، ماموں، داماد، سسر، بھتیجا اور بھانجا وغیرہ۔[3]

محرم نہ ملنے کی صورت میں فرضیتِ حج باقی رہے گی یا نہیں؟

عورت کے حج کے لیے شوہر یا کسی محرم کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے، اگر کسی عورت کے ساتھ محرم نہ ہو یا محرم ہو لیکن ساتھ جانے کے لیے تیار نہ ہو تو عورت پر

---

(1) "الدر" مع "الرد": مطلب طاعة الإمام واجبة 422/5، ونصه: (قوله: أمر السلطان إنما ينفذ) أي يتبع ولا تجوز مخالفته...عن الحموي أن صاحب البحر ذكر ناقلا عن أئمتنا أن طاعة الإمام في غير معصية واجبة.

(2) أخرجه "مسلم" رقم الحديث: (3272)باب سفر المرءة مع محرم إلى حج وغيره.

(3) "غنية الناسك": باب شرائط الحج صـ26، و"البحر": كتاب الحج 551/2.

اگرچہ حج فرض ہے لیکن محرم نہ ہونے کی وجہ سے حج پر جانا فرض نہیں اس لئے تاخیر سے گنہگار نہیں ہو گی،[1] البتہ مرتے وقت حج بدل کی وصیت کرنا ضروری ہے۔[2]

کیا محرم کا خرچہ بھی عورت پر واجب ہوگا؟

اگر محرم اپنے خرچہ سے جانے کے لیے تیار نہ ہو تو اس کا خرچہ بھی عورت کے ذمے ہو گا اور جب تک اس کا کوئی انتظام نہ ہو سکے تو تاخیر کی وجہ سے گنہگار نہیں ہو گی۔[3]

محرم کیسا ہونا چاہیے؟

اگر محرم نابالغ ہو یا ایسا بے دین ہو کہ ماں، بہن وغیرہ کے بارے میں بھی اس پر اطمینان نہ ہو تو اس کے ساتھ جانا درست نہیں کیونکہ شریعت نے عورت کے لیے محرم کی شرط اس لیے لگائی ہے تاکہ حج کے سفر میں اس کی آبرو محفوظ رہے اور جو شخص خود قابلِ اعتماد نہیں تو کسی دوسرے سے وہ اس کی حفاظت کیسے کر سکے گا۔[4]

دوسری خواتین یا منہ بولے باپ یا بیٹے کے ساتھ حج کرنا:

حج یا عمرہ کے لئے دوسری خواتین کے گروپ میں شامل ہو کر محرم کے بغیر جانا جائز نہیں، اسی طرح کسی کو اپنا منہ بولا باپ، بیٹا یا بھائی بنا کر اس کے ساتھ حج یا عمرہ پر جانا جائز نہیں، اگر کسی خاتون نے ایسا کیا تو اگرچہ اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا لیکن گنہگار ہو گی۔[5]

---

(1) "غنية الناسك": باب شرائط الحج صـ26.

(2) "الهندية": كتاب المناسك ـ219/1.

(3) حوالہ بالا۔

(4) حوالہ بالا۔

(5) "غنية الناسك": شرائط وجوب الأداء صـ10، ونصه: المحرَم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عَجُوزًا=

کیاسہولت کے اس دور میں بلا محرم سفرِ حج پر جانا جائز ہے؟

آج کل بعض لوگ کسی خاتون کا محرم کے بغیر سفر کرنے کا یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ یہ شرط اس زمانے کے لیے مناسب تھی جبکہ سفر بامشقت تھا، اب جبکہ بہت ساری سفری سہولیات آگئیں اور سواریاں ہر اعتبار سے محفوظ ہو گئیں تو عورت کو محرم کی چنداں ضرورت نہیں رہی۔

یاد رکھنا چاہیے کہ سفر میں آسانی کا پیدا ہونا اس حکم کے لئے حکمت تو ہو سکتی ہے لیکن اس پر حکم کا مدار نہیں رکھا جا سکتا، ممانعت کی اصل وجہ تو نبی کریم ﷺ کے وہ ارشادات ہیں جن میں صراحتاً خواتین کو بغیر محرم کے سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ نیز ان تمام تر سہولیات کے باوجود اگر کوئی خاتون دوران سفر بے ہوش ہو جائے یا کوئی اور مسئلہ پیش آجائے تو اس خاتون کی حفاظت وغیرہ کون کرے گا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر حج پر جانے کا حکم:

جس خاتون پر حج فرض ہو چکا ہو اور شوہر اجازت نہ دے تو اس کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی دوسرے محرم کے ساتھ جانا جائز ہے، البتہ نفلی حج یا عمرہ کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں۔[1]

سفر حج میں محرم کا ہونا کب ضروری ہے؟

عورت کے لیے سفر میں محرم یا خاوند کا ہونا اس وقت ضروری ہے جبکہ عورت مکہ مکرمہ سے 78 کلو میٹر یا اس سے زیادہ دور رہتی ہو لیکن اگر وہ مکہ سے اس سے کم مسافت پر ہو تو محرم کے بغیر بھی حج کے لیے جانا فرض ہے۔[2]

ومعها غيرها من النساء الثقات والرجال الصالحين في مسيرة سفر.

(1) "الهندية": كتاب المناسك 219/1.

(2) "إرشاد الساري": باب شرائط الحج صـ61، 62.

6۔ تندرست ہونا:

مفلوج اور نابینا کے لیے حج کا حکم:

جو شخص نابینا یا مفلوج ہو یا جس کے دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں یا ایک پاؤں کٹا ہوا ہو یا اتنا بوڑھا یا بیمار ہو کہ سخت مشقت کے بغیر سواری پر بھی سفر نہ کر سکے، اگر وہ صاحب استطاعت بن جائے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر حج کرنا یا کرانا فرض نہیں جبکہ امام ابو یوسف و محمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اس پر حج بدل کرانا فرض ہے، البتہ اگر عذر ختم ہو گیا تو دوبارہ خود حج کرے گا، چونکہ اکثر محققین نے امام ابو یوسف و محمد رحمۃ اللہ علیہم کے قول کو پسند کیا ہے اس لیے کسی اور سے حج کرانا لازم ہے، اگر زندگی میں نہ کرا سکا تو مرتے وقت اس کے لئے وصیت کرنا ضروری ہے۔

تاہم اگر یہ لوگ مشقت جھیل کر خود حج کرلیں تو سب کے نزدیک ان کا فرض حج ادا ہو جائے گا، تندرست ہونے کے بعد دوبارہ ان پر حج فرض نہیں۔

یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ معذور ہونے کے بعد اس پر حج فرض ہوا ہو لیکن اگر تندرستی کے زمانہ میں حج فرض ہوا، پھر بعد میں حج کرنے سے پہلے وہ اندھا ہو گیا یا مفلوج ہو گیا اور تازندگی حج کے لیے خود جانے کے قابل نہ رہا تو سب کے نزدیک اس پر حج فرض ہے اس کو چاہیے کہ کسی دوسرے کو مصارف دیکر حج کرائے یا مرتے وقت وصیت کرے۔[1]

---

[1] الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ بيان شرائط وجوب الحج 523/2، 524، ونصه: فلا يجب على مقعد ومفلوج وشيخ كبير لا يثبت على الراحلة بنفسه وأعمى وإن وجد قائدا...في ظاهر المذهب وهو رواية عنهما وظاهر الرواية عنهما وجوب الإحجاج عليهم ويجزيهم إن دام العجز وإن زال أعادوا بأنفسهم...وظاهر التحفة إختيار قولهما وكذا الاسبيجابي وقواه في الفتح ومشي على أن الصحة من شرائط وجوب الأداء إلخ.

7۔عدت میں نہ ہونا:

دورانِ عدت حج کے لیے جانا جائز نہیں؟

عدت والی عورت کے لیے چاہے موت کی عدت ہو یا طلاق کی، نوجوان ہو یا بوڑھی دورانِ عدت حج کے لیے جانا جائز نہیں اگرچہ اس پر حج فرض ہو۔[1] اگر دورانِ عدت حج کے لیے چلی گئی اور حج کے مناسک ادا کر لیے تو اس کا فرض حج تو ادا ہو جائے گا، لیکن شریعت کی خلاف ورزی کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔[2]

سفرِ حج میں طلاق رجعی ملنے کا حکم:

اگر کوئی عورت حج کے سفر میں تھی اور خاوند نے طلاقِ رجعی دے دی تو وہ شوہر کے ساتھ رہے اور بہتر یہ ہے کہ شوہر رجوع کر لے۔[3]

سفرِ حج میں طلاقِ بائن ملنے یا شوہر فوت ہو جانے کا حکم:

اگر خاوند نے سفرِ حج میں طلاقِ بائن دے دی یا شوہر مر گیا جس کی وجہ سے عدت واجب ہو گئی تو اگر یہ جگہ مکہ مکرمہ سے مدتِ سفر سے کم فاصلے پر ہے تو مکہ مکرمہ چلی جائے اور اگر اپنے گھر سے کم فاصلے پر ہو تو گھر لوٹ آئے اور اگر دونوں جگہوں سے مدتِ سفر (78 کلو میٹر) پر ہو تو عدت پوری ہونے تک اس جگہ سے نہ نکلے، البتہ اگر کسی وجہ سے وہاں گزران مشکل ہو تو ایسی جگہ جا سکتی ہے جہاں بآسانی عدت گزار سکے۔[4]

---

(1) "البدائع": كتاب الحج ـ فصل: شرائط فرضيته 301/2.

(2) "غنية الناسك": باب شرائط الحج صـ29.

(3) حوالہ بالا۔

(4) "البدائع": كتاب الحج ـ فصل: شرائط فرضيته 301/2.

ایسی خاتون کو اگر ایام حج میں محرم میسر ہو تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے لئے حج کی ادائیگی درست نہیں لیکن صاحبین کے نزدیک درست ہے، دور حاضر کی بعض مشکلات کی وجہ سے علمائے کرام نے صاحبین کے مذہب پر عمل کرنے کی گنجائش بیان کی ہے۔[1]

❀❁❀

[1] "فتاوی زکریا" مفتی رضاء الحق زید مجدہم: کتاب الحج — ارکان وشرائط 301/2

تاخیرِ حج کے بعض نامعقول اعذار

- بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے سے پہلے والدین کو حج کرانا ضروری ہے، یہ خیال بالکل غلط ہے، دوسری عبادتوں یعنی نماز، روزہ کی طرح حج بھی ایک فرض عبادت ہے جو ہر شخص پر اکیلے فرض ہے، اس کا دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔
- بعض لوگوں کے ذہن میں یہ خیال ہوتا ہے کہ حج بڑھاپے میں کرنے کا کام ہے، ابھی تو جوانی ہے، گناہوں سے بچنا مشکل ہے ، ابھی حج کر لیا تو پھر گناہ ہوتے رہیں گے اس لیے آخری وقت میں حج کر لیں گے، یاد رہے کہ یہ محض ایک شیطانی وسوسہ ہے، ایک تو زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، پتہ نہیں کس وقت ساتھ چھوڑ جائے اور فرض حج ذمہ میں رہ جائے، دوسرا یہ کہ حج جوانی میں کرنا زیادہ باعثِ اجر ہے کیونکہ جوانی میں جس طرح صحیح طریقے سے انسان عبادات کر سکتا ہے، بڑھاپے میں نہیں کر سکتا۔
- بعض لوگ یہ بہانہ بناتے ہیں کہ ابھی بچے چھوٹے ہیں اور ہم نے کبھی بچوں کو اکیلا نہیں چھوڑا، انہیں اکیلا چھوڑ کر کیسے جائیں؟ یہ عذر بھی معقول نہیں، ایسے لوگوں کو اگر کوئی اور اہم سفر در پیش ہو تو اس موقع پر بچوں کے لیے جو انتظام کرتے ہیں وہی اس موقع پر بھی کرنا چاہیے۔

❀❀❀

سفر حج و عمرہ سے پہلے چند ضروری کام

حج و عمرہ کا سفر شروع کرنے سے پہلے درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنا ضروری ہے:

- حج پر جانے سے پہلے کسی ذی رائے آدمی سے مشورہ کریں اور دو رکعت نفل پڑھ کر استخارہ کریں لیکن فرض حج کے لیے جانے کا استخارہ اس بارے میں نہ کریں کہ حج پر جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ اس بارے میں کریں کہ مثلاً فلاں شخص کو سفر میں اپنے ساتھ شریک کروں یا نہ کروں وغیرہ۔[1]
- حج اور عمرہ کے لیے صرف حلال اور پاکیزہ مال خرچ کریں۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال ہی کو قبول کرتا ہے[2]، نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی رزق حلال لے کر حج کے لیے نکلتا ہے اور اپنا پاؤں سواری کے رکاب میں رکھ کر ''لبيك'' کہتا ہے تو آسمان سے پکارنے والا جواب دیتا ہے، تیری ''لبيك'' قبول ہو اور رحمت الٰہی تجھ پر نازل ہو، تیرا خرچ حلال، تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول اور تو گناہوں سے پاک ہے اور جب آدمی حرام کی کمائی کے ساتھ حج کے لیے نکلتا ہے اور سواری کے رکاب پر پاؤں رکھ کر ''لَبَّيْكَ'' کہتا ہے تو آسمان کا منادی جواب دیتا ہے، تیری ''لَبَّيْكَ'' قبول نہیں، نہ تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، تیرا خرچ حرام، تیری سواری حرام اور تیرا حج نامقبول۔[3]

---

(1) "غنية الناسك": باب: ما ينبغي لمريد الحج من آداب سفره صـ35، 36.

(2) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (661)كتاب الزكوة ـ باب ما جاء في فضل الصدقة، قال "أبوعيسى": «حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح».

(3) أورده "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (5280)كتاب الحج ـ باب في الحج بالحرام، وقال: «رواه البزار، وفيه سليمان بن داود اليمامي، وهو ضعيف».

- اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی نیت کریں، دُنیا کی عزت اور نام ونمود کو دل میں جگہ نہ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں وہی عمل مقبول ہے جو صرف اس کی رضا کے لیے کیا گیا ہو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اعمال کے ثواب کا دار ومدار نیتوں پر ہے،[1] نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مالدار لوگ سیر وتفریح، متوسط لوگ تجارت، پڑھے لکھے لوگ ریاء کاری اور غریب لوگ بھیک مانگنے کے لیے حج کریں گے۔[2]

لہٰذا حج وعمرہ کا سفر شروع کرنے سے پہلے اپنی نیتوں کو درست کریں، حج کے دوران بھی اپنی نیتوں کا جائزہ لیتے رہیں اور حج سے واپس آکر بھی اپنے دل کے احوال کو ٹٹولتے رہیں کہ کہیں حج کا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کے علاوہ کوئی اور تو نہیں۔

- چونکہ زندگی اور موت کا کوئی پتہ نہیں، اس وجہ سے جانے سے پہلے اگر آپ پر کسی کا قرضہ ہو اس کو ادا کریں، اگر آپ کے پاس کسی کی امانت ہو اس کو واپس کریں، نیز ایک وصیت نامہ مرتب کریں جس میں ان تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ذکر کریں جو آپ کے ذمہ ہیں اور آپ جانے سے پہلے ان کو ادا نہیں کر سکتے، وہ وصیت نامہ اپنے کسی عزیز یا ہمدرد دوست کے حوالہ کر دیں تاکہ آپ کے بعد وہ ان کی ادائیگی کی فکر کر سکے۔[3]
- روانگی سے قبل اپنے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کریں، توبہ کی قبولیت کے لیے تین کام کرنا ضروری ہیں:

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1) كتاب بدء الوحي - باب كيف بدء الوحي إلى رسول الله.

(2) "المدخل لابن الحاج": فصل: شرائط وجوب الحج 210/4.

(3) " غنية الناسك": باب ما ينبغي لمريد الحج من آداب سفره صـ35.

- اپنے کئے ہوئے تمام گناہوں پر ندامت و افسوس ہونا۔
- فوراً تمام گناہوں کو چھوڑنا۔
- آئندہ گناہوں کے قریب نہ جانے کا پختہ عزم ہونا۔[1]

یاد رہے کہ توبہ سے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن فرائض اور واجبات کی قضا جن کو حقوق اللہ کہا جاتا ہے یا بندوں کے حقوق جن کو حقوق العباد کہا جاتا ہے توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے، اس لیے جن کی قضا یا تلافی ممکن ہے تو جانے سے پہلے ان کی قضا یا تلافی کرنا ضروری ہے۔[2]

حقوق اللہ سے متعلق قابل قضا چیزیں:

⊙ جو نمازیں اور روزے بالغ ہونے کے بعد ادا نہیں کئے ان کا حساب لگا کر اور اگر حساب پورا یاد نہ ہو تو اندازہ لگا کر قضا کریں۔

⊙ اگر گذشتہ زمانہ میں اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کی تو اب حساب لگا کر یا محتاط اندازہ لگا کر فوت شدہ زکوۃ ادا کریں۔

⊙ کوئی قسم کھائی ہو اور پھر اس کے خلاف کیا ہو تو اس کا کفارہ ادا کریں۔

⊙ کوئی نذر و منت مانی ہو اور پوری نہیں کی تو اس کو ادا کریں۔[3]

حقوق العباد سے متعلق قابل تلافی چیزیں:

✧ کسی کا قرض یا کوئی مالی حق آپ کے ذمہ رہ گیا ہو اس کو ادا کریں چنانچہ اگر کسی نے اپنی بہن یا کسی اور حقدار کو وراثت میں اس کا حصہ نہ دیا ہو تو وہ بھی مالی حق ہے

---

(1) "رياض الصالحين": باب التوبة صـ25، 26.

(2) "غنية الناسك": باب ما ينبغي لمريد الحج من آداب سفره صـ34،

(3) حوالہ بالا۔

جس کا دینا ضروری ہے۔

✦ کسی کی امانت آپ کے پاس ہو تو اس کو صاحبِ حق تک پہنچائیں۔

✦ کسی کو آپ نے زبان یا ہاتھ سے تکلیف پہنچائی ہو یا غیبت کی ہو تو اس سے معافی مانگیں۔[1]

وفات شدہ حقدار کو اس کا حق کیسے ادا کیا جائے؟

جس کا مالی حق آپ کے ذمہ ہے اگر وہ مر گیا تو اس کے وارثوں کو ادا کریں یا ان سے معاف کرائیں، اگر حق والے بہت زیادہ ہوں اور ان کے پتے معلوم نہیں تو جس قدر مالی حق ان کا آپ کے ذمہ ہے ان کی طرف سے صدقہ کر دیں اور اگر ہاتھ یا زبان سے ان کو ایذا پہنچائی تھی تو ان کے لیے کثرت سے دعائے مغفرت کرتے رہیں، ان شاءاللہ حقوق کے وبال سے نجات ہو جائے گی۔[2]

حج و عمرہ سے پہلے احکام حج سیکھنا:

حج یا عمرہ پر جانے سے پہلے حج اور عمرہ کے احکامات سیکھیں، نیز دوران سفر بھی علمائے کرام سے مسائل دریافت کرتے رہیں کیونکہ حج و عمرہ کا احرام باندھ کر انسان پر بہت سی شرعی پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں جن کی خلاف ورزی کرنا سخت گناہ ہے اور حرم شریف میں جو گناہ بھی کیا جائے اس کا وبال اور بھی سخت ہوتا ہے، بعض لوگ حج کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم گناہوں سے پاک ہو کر آئے ہیں حالانکہ ہوتا یہ ہے کہ حج کے واجبات اور سنتوں میں کوتاہی کا وبال اور واجباتِ احرام کی خلاف ورزی کے گناہوں کا انبار لے کر آتے ہیں، حرمین شریفین کی برکات اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اگرچہ ان کی معافی کا امکان ضرور ہے مگر اس سے بے فکر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جو گناہ لاپرواہی سے کیا

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) حوالہ بالا۔

جائے اس کے معاف ہونے کا امکان بھی کم ہو جاتا ہے۔

- سفر شروع کرنے سے پہلے اور دورانِ سفر جب فرصت ہو تو حرمین شریفین کے فضائل، حج وعمرہ کے فضائل اور آداب پر مشتمل مستند کتابوں کا ضرور مطالعہ کریں، نمونہ کے طور پر چند کتابیں درج ذیل ہیں:
  - فضائلِ حج: مؤلفہ، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ
  - معلم الحجاج: مؤلفہ، مفتی سعید احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ۔
  - آپ حج کیسے کریں؟: مؤلفہ، مولانا منظور احمد نعمانی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہما۔
  - احکام حج: مؤلفہ، مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔
  - رفیقِ حج: مؤلفہ، مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مد ظلہ العالی۔

جانے سے پہلے تبلیغی جماعت کے ساتھ کچھ نہ کچھ وقت لگائیں، اس سے آپ کو بہت فائدہ ہوگا، نیز کسی اللہ والے پیر یا عالم کی صحبت میں کچھ نہ کچھ وقت گزاریں۔

سفر کے آداب

ہر سفر اور بالخصوص سفر حج وعمرہ میں درج ذیل باتوں کا اہتمام کیا جائے:

- اقرباء اور دوستوں سے رخصت ہوتے وقت اپنا قصور معاف کروائیں، خاص طور سے اگر والدین یا بھائیوں میں سے کوئی ناراض ہو تو ان سے معافی مانگیں اور ان سے دعائے خیر کی درخواست کریں۔

جب عزیزوں سے رخصت ہوں تو یہ دعا مانگیں:

«أَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ الَّذِيْ لاتَخِيْبُ وَدَائِعه»[1]

''میں تم کو اس اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کی حفاظت میں دی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔''

- جب گھر سے نکلنے کا ارادہ کریں تو دو رکعت نفل پڑھیں، بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھیں،[2] اس کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۂ مؤمن کی ابتدائی تین آیتیں پڑھیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے (ان آیات کو پڑھنے والا شخص) ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے۔[3]

اس کے بعد یہ دُعا مانگیں:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِك أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ

---

(1) أورده "المتقي" في "كنز العمال" رقم الحديث: (17470) كتاب السفر ـ الفصل الثاني ـ في آداب السفر.

(2) "الإيضاح في مناسك الحج والعمرة": الباب الأول في آداب سفره 60/1.

(3) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (2879) باب: ما جاء في فضل سورة البقرة ، قال "أبوعيسى": «هذا حديث غريب».

يُجْهَلَ عَلَيّ أَوْأَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ.» [1]

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں خود گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کر دیا جاؤں یا پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں یامیں کسی کے ساتھ جہالت کا برتاؤ کروں یا میرے ساتھ کوئی جاہلوں جیسا پیش آئے یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم ہو۔''

نیز نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جب کوئی شخص گھر سے نکلتے وقت یہ کلمات پڑھتا ہے:

«بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلٰى اللهِ لاحَوْلَ وَلاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ» [2]

''اللہ کا نام لے کر (سفر شروع کرتا ہوں)، اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں، نیکی کی طاقت دینے والا اور برائی سے بچنے کی ہمت دینے والا صرف اللہ ہی ہے۔''

تو اس کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں اور ہر کلمہ کی ادائیگی پر اس کو یہ دعائیں دیتے ہیں: تجھ کو ہدایت دی گئی، تیری کفایت کی گئی اور تیری حفاظت کی گئی، اس کے بعد اس کے دو قرین یعنی شیاطین اس سے ملتے ہیں اور کہتے ہیں اس آدمی سے کیا لینا ہے جس کو ہدایت دی گئی، اس کی کفایت کی گئی اور اس کو محفوظ کیا گیا۔

- جب گھر سے باہر آئیں تو راستہ میں اپنی گنجائش کے موافق کچھ صدقہ دے دیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ صدقہ اللہ کے غصہ کو ٹالتا ہے اور بلاؤں کو رفع کرتا

---

(1) أورده "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (17080) كتاب الأذكار - باب: ما يقول: إذا دخل منزله وإذا خرج منه، وقال: «رواه" الطبراني" في "الكبير" و"الأوسط" وفيه أبوبكر الهذلي وهو ضعيف»

(2) أخرجه "ابن ماجه" رقم الحديث: (3886)باب مايدعو به الرجل إذا خرج من بيته، قال الشيخ شعيب الأرنؤوط: «حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف هارون بن هارون الدشقي، لكن للحديث شواهد يحسن بها، ذكرناها عند الحديث السابق».

ہے۔[1]

⊙ جب سواری پر سوار ہونے کا ارادہ کریں تو تین مرتبہ ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کہیں، جب سوار ہو جائیں تو یہ دعا مانگیں:

«سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذا وَمَا كُنَّا لَه مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَـمُنْقَلِبُوْنَ.»[2]

''پاکی ہے اس ذات کے لئے جس نے اس (سواری) کو ہمارے قبضہ میں دے دیا اور ہم اس کی قدرت کے بغیر اسے قابو میں لانے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف ضرور لوٹنا ہے۔''

«اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُك فِيْ سَفَرِنَا هذا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَاتَرْضٰى اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَاسَفَرَنَا هٰذا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ.»

«اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الأهل، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبة الْـمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْـمُنْقَلَبِ فِي الْـمَـالِ والأهل[3] وَالوَلَدِ والْحَوْرِ بَعْدَ الْكَونِ وَدَعْوَةِ الْـمَظْلُوْمِ.»[4]

''اے اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیز گاری کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جو تجھے پسند ہوں اور جن سے آپ راضی ہوں، اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان بنا دے اور اس کا راستہ جلدی جلدی طے کرا دے۔''

---

(1) أخرجه "ابن حبان" في "صحيحه" رقم الحديث: (3309) باب ذكر إطفاء الصدقة غضب الرب، قال "شعيب الأرنؤوط": «إسناده ضعيف».

(2) أخرجه "مسلم" رقم الحديث: (3275) كتاب الحج ـ باب ما يقول إذا ركب إلى سفر الحج وغيره.

(3) أخرجه "مسلم" رقم الحديث: (3276) كتاب الحج ـ باب ما يقول إذا ركب إلى سفر الحج وغيره.

(4) حوالہ بالا۔

''اے اللہ! تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور ہمارے پیچھے گھر کا جانشین، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقت سے اور بری حالت کے دیکھنے سے اور واپس ہو کر مال، خاندان یا اولاد میں برائی دیکھنے سے اور کام بننے کے بعد بگڑنے سے اور مظلوم کی بددُعا سے۔''

- بہتر ہے کہ آپ جماعت کی شکل میں جائیں، بہتر ہے کہ آپ کا گروپ کم از کم تین آدمیوں پر مشتمل ہو، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اکیلا بندہ شیطان ہے (شیطان کے بہکاوے میں آجاتا ہے) اور دو بھی شیطان ہیں، البتہ تین افراد جماعت ہے۔[1]
- بہتر یہ ہے کہ آپ کے گروپ میں ایسا ساتھی بھی موجود ہو جو عالم فاضل ہو اور حج وعمرہ کے مسائل سے بھی اچھی طرح واقف ہو،[2] اپنے گروپ میں سے ایک شخص کو ذمہ دار بنائیں، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جب تین آدمی سفر میں ہوں تو ان کو چاہیے کہ ایک کو امیر بنالیں۔اپنے تمام امور باہمی مشورہ سے انجام دینا چاہیے۔[3]
- سفر میں کوئی چیز کسی غریب کے سامنے نہ کھائیں، اگر مجبوراً کھانے کی نوبت پیش آئے تو تھوڑا سا اس کو بھی دے دیں۔[4]
- بہتر یہ ہے کہ سفر حج وعمرہ میں دل میں کوئی دنیوی سوچ یا تجارتی فکر لے کر نہ جائیں تاکہ اللہ کی رضا اور اخلاص میں کمی نہ آئے اور دل ودماغ صرف عبادت اور نیک اعمال کی طرف متوجہ رہیں۔[5]

---

(1) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (1674) كتاب الجهاد ـ باب ما جاء في كراهية أن يسافر إلخ، قال "أبوعيسى": «حديث ابن عمر حديث حسن صحيح».

(2) "الإيضاح في مناسك الحج والعمرة ": الباب الأول في آداب سفره 57/1.

(3) أخرجه "أبوداود" رقم الحديث: (2608) كتاب الجهاد ـ باب في القوم يسافرون يؤمرون أحدهم، قال "شعيب الأرنؤوط": «رجاله ثقات وقد اختلف في وصله وإرساله ورجح المرسل».

(4) "رفيق حج": عنوان: رفقائے سفر کے ساتھ حسن سلوک صـ57-

(5) "الإيضاح في مناسك الحج والعمرة ": الباب الأول في آداب سفره 58/1.

⊙ کوشش کریں کہ ہر وقت باوضو رہیں اور باوضو سوئیں اور فرض نماز باجماعت پڑھنے کا اہتمام کریں، جہاز میں بھی نماز پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔[1]

⊙ دورانِ سفر معذور اور حاجتمندوں کی مالی اور جانی خدمت کریں، اپنے خرچہ سے کچھ زائد رقم اپنے ساتھ لے کر جائیں اور اس کو غریبوں مسکینوں اور حاجتمندوں پر صرف کریں، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا: جس کے پاس بھی اپنی ضرورت سے زائد مال ہو اس کو ناداروں پر خرچ کرے۔[2] نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں سب سے پیچھے ہوتے، کمزور کی مدد کرتے، پیدل کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھاتے اور ان کے لیے دعا کرتے۔[3]

⊙ کثرت سے دعائیں مانگیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین دعائیں رد نہیں ہوتیں:

(1) مظلوم کی (2) مسافر کی (3) باپ کی اپنے بیٹے کے لیے۔[4]

⊙ ہر قسم کے گناہ سے بچنے کی کوشش کریں بالخصوص لڑائی جھگڑے، نامحرموں کو دیکھنے، غیبت کرنے اور جھوٹ بولنے سے۔[5]

⊙ بازاری گوشت کھانے اور بلاضرورت کھانے پینے سے بھی حتی الامکان گریز کریں۔

---

(1) "الإيضاح في مناسك الحج والعمرة ": الباب الأول في آداب سفره 72/1.

(2) أخرجه "مسلم" رقم الحديث: (1728) كتاب الحدود ـ باب استحباب المواساة إلخ.

(3) أخرجه "أبوداود" رقم الحديث: (2639)، كتاب الجهاد ـ باب في لزوم الساقة، قال "شعيب الأرنؤوط": «هذا حديث صحيح».

(4) أخرجه "أبوداود" رقم الحديث: (1536) كتاب الصلاة ـ باب الدعاء بظهر الغيب، قال "شعيب الأرنؤوط": «حسن لغيره وهذا إسناده ضعيف لجهالة أبي جعفر».

(5) "فضائل الحج" لسعيد القحطاني: فضائل وآداب وأحكام صـ49.

- اپنے آپ کو اچھے اخلاق اور کردار کا نمونہ بنائیں، چنانچہ صبر، عفو ودر گزر، نرمی، برداشت، تواضع، سخاوت، حیاء، پاکدامنی اور شفقت کو اپنا شعار بنائیں، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: سب سے کامل ایمان والا انسان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں،[1] نیز فرمایا: انسان اچھے اخلاق کی وجہ سے رات بھر عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کے درجہ کو پالیتا ہے۔[2]
- آتے جاتے جہاز وغیرہ کے اصولوں کا خیال رکھیں اور رشوت دے کر اصول کی خلاف ورزی سے اپنے آپ کو بچائے، نبی کریم ﷺ نے رشوت دینے والا اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔[3]

---

(1) أخرجه "أبوداود" رقم الحديث: (4682) أول كتاب السنة ـ باب: الدليل علي زيادة الايمان ونقصانه، قال "شعيب الأرنؤوط": «حديث صحيح وإسناده حسن».

(2) أخرجه "أبوداود" رقم الحديث: (4798)كتاب الأدب ـ باب في حسن الخلق، ، قال "شعيب الأرنؤوط": «حديث صحيح لغيره وإسناده ضعيف لانقطاعه».

(3) أخرجه "الحاكم" رقم الحديث: (7066) عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: «لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي»هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

دورانِ سفر نماز کے احکام

جب آپ اپنے شہر کے حدود سے باہر نکل جائیں توآپ مسافر ہو جائیں گے لہٰذا ظہر، عصر اور عشاء کے وقت بجائے چار رکعت کے دو رکعت فرض پڑھیں گے ، فجر کی دو اور مغرب اور وتر کی تین رکعت ہی ادا کرنی ہوں گی،[1] البتہ مقیم امام کے پیچھے ہر نماز پوری ادا کریں گے[2] اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر جلدی یا تھکن ہے یا کوئی اور دشواری ہے توفجر کی سنتوں کے علاوہ باقی سنتیں چھوڑ سکتا ہے[3] فجر کی سنتوں کی احادیث میں بہت تاکید آئی ہے اس لیے انہیں بہر صورت پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے[4] اور اگر اطمینان کی حالت ہے تو پھر ساری سنتیں پڑھنی چاہیے۔[5]

ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے کا حکم:

ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے میں تفصیل یہ ہے کہ جب تک ہوائی جہاز زمین پر کھڑا ہے یا زمین پر چل رہا ہے اس وقت وہ زمین کے حکم میں ہے اس پر نماز پڑھنا بالاتفاق جائز ہے لیکن جب وہ پرواز کر رہا ہو تو اگر امید ہے کہ زمین پر اترنے تک نماز کا وقت باقی رہے گا تب تو نماز دورانِ پرواز نہ پڑھے اور اگر وقت نکلنے کا اندیشہ ہو تو ہوائی جہاز میں نماز پڑھ لی جائے۔[6]

---

(1) "الدر" مع "الرد": كتاب الصلاة ـ باب صلاة المسافر 726/2.

(2) "الدر" مع "الرد": كتاب الصلاة ـ باب صلاة المسافر 735/2.

(3) "الدر" مع "الرد": كتاب الصلاة ـ باب صلاة المسافر 737/2.

(4) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1169)كتاب الصلاة ـ باب تعاهد ركعتي الفجر ومن سماهما تطوعا.

(5) "الدر المختار": كتاب الصلوة باب صلاة المسافر 737/2.

(6) "الدر" مع "الرد": كتاب الصلوة ـ باب الوتر والنوافل ـ مطلب: الصلاة على الدابة 591/2.

بس یا ریل میں نماز پڑھنے کا حکم:

بس یا ریل میں اگر کسی نماز کا وقت آجائے تو اگر وقتِ مکروہ سے پہلے پہلے کوئی اڈہ یا اسٹیشن آنے کا امکان ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے آنے کا انتظار کیا جائے اور اگر وقت کم ہو اور اڈہ یا اسٹیشن پہنچنے تک نماز قضا ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان کے اندر پڑھنا بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے۔[1] البتہ اگر کوئی عذر ہے مثلاً سر چکراتا ہے تو بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں اور بعد میں لوٹانے کی بھی ضرورت نہیں۔[2]

ریل یا جہاز وغیرہ میں مجبوری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم:

اگر ان سواریوں میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت تو ہے لیکن کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی کوئی جگہ نہیں یا جہاز میں عملہ کی طرف سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے روکا جا رہا ہو تو اس وقت جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھ لے مگر بعد میں یہ نماز لوٹانی پڑے گی کیونکہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے قیام کا فرض ساقط نہیں ہوتا۔[3]

سواری میں بھی قبلہ رو نماز پڑھنا ضروری ہے:

ریل اور ہوائی جہاز وغیرہ میں بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی، بعض لوگ دورانِ سفر قبلہ کی طرف منہ کرنے کا اہتمام نہیں کرتے ان کا یہ طریقۂ کار درست نہیں۔[4]

دورانِ نماز سواری کا قبلہ سے پھر جانے کا حکم:

اگر نماز کے دوران ریل یا ہوائی جہاز وغیرہ کے رخ بدل جانے کا علم ہو جائے تو

---

(1) "كتاب الفقه علي المذاهب الأربعة": مبحث صلاة الفرض في السفينة 127/1.

(2) "الهندية": كتاب الصلاة ـ الباب الخامس عشر في صلاة المسافر 144/1.

(3) "البحر": باب التيمم 244/1 - 248.

(4) "الهنديه": باب شرائط الصلاة ـ الفصل الثالث في استقبال القبلة 63/1.

نمازی کو چاہیے کہ اسی حالت میں اپنا رخ قبلہ کی طرف پھیر لے، اگر قادر ہوتے ہوئے رخ نہیں بدلا تو نماز نہیں ہو گی[1] لیکن اگر اس کو رخ بدلنے کا پتہ نہ چلے تو معاف ہے۔[2]

حاجی کیمپ میں انتظار:

سفر حج کرتے ہوئے عموماً حجاج کرام حاجی کیمپ جاتے ہیں اور وہاں سے پھر ائرپورٹ روانگی ہوتی ہے۔اس قیام میں اپنے اوقات کو زیادہ سے زیادہ قیمتی بنانے کی کوشش کریں، حج کے مسائل سیکھنے اور دیگر حاجیوں کو سکھائیں۔ حاجی کیمپ یا اس کے علاوہ کسی اور جگہ میں جب آپ اپنی طبیعت میں انتشار، پریشانی اور پراگندگی کی کیفیت محسوس کریں تو خود کو کسی اچھے کام میں لگادیں، مثلانوافل پڑھنے لگیں یا اللہ کے ذکر میں یا قران مجید کی تلاوت میں مشغول ہو جائیں۔[3]

❀❀❀

---

(1) "الهندية": الباب الخامس عشر في صلاة المسافر 144/1.

(2) "الهندية": باب شرائط الصلاة 64/1.

(3) "غنية الناسك": باب ما ينبغي لمريد الحج من آداب سفره صـ39.

حج کی قسمیں

عمرہ کو حج کے ساتھ جمع کرنے اور نہ کرنے کے اعتبار سے حج کی تین قسمیں بنتی ہیں:

1. اِفراد
2. قران
3. تمتع

حجِ افراد:

حج افراد کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھیں اور احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کریں۔

افراد کا مطلب:

افراد کے معنی ہے ''اکیلا''چونکہ اس میں صرف حج ہوتا ہے عمرہ ساتھ نہیں ہوتا، اس وجہ سے اس حج کو ''افراد'' اور ایسا حج کرنے والے کو ''مفرِد'' کہتے ہیں۔[1]

حجِ قران:

حج قران کا مطلب یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھیں اور ایک ہی احرام میں دونوں کو ادا کرنے کی نیت کریں۔

قران کا مطلب:

قران کے معنی ہے ''ملانا''چونکہ اس میں حج اور عمرہ دونوں کو ملا کر ایک احرام

---

(1) "البدائع": کتاب الحج، بیان ما یحرم به 377/2، 378.

سے ادا کیا جاتاہے ، اس وجہ سے اس حج کو ''قران'' اور ایسا حج کرنے والے کو ''قارن'' کہتے ہیں۔[1]

حجِ تمتع:

حج تمتع کا مطلب یہ ہے کہ حج کے ساتھ عمرے کو اس طرح جمع کریں کہ حج کے مہینے شروع ہونے پر میقات سے صرف آپ عمرہ کا احرام باندھیں اور مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ سے فارغ ہو کر احرام کھول دیں اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو مسجدِ حرام سے حج کا احرام حج مکمل کریں۔

تمتع کا مطلب:

تمتع کا معنی ہے ''فائدہ اٹھانا'' چونکہ حاجی عمرہ سے فارغ سے ہو کر ایام حج آنے پر حج کے لئے احرام باندھتا ہے اور ایک ہی سفر میں دونوں عبادتوں کا فائدہ اٹھاتا ہے، اس وجہ سے اس حج کو ''تمتع'' اور اس طرح حج کرنے والے کو ''متمتع'' کہتے ہیں۔[2]

کونسا حج کرنا افضل ہے؟

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب سے افضل قران ہے کیونکہ اس میں مشقت زیادہ ہے، پھر تمتع، پھر افراد، لیکن آج کل اکثر حجاجِ کرام چونکہ حج کے دنوں سے کافی عرصہ پہلے وہاں پہنچتے ہیں اور زیادہ عرصہ تک احرام کی پابندیوں میں رہنا دشوار ہوتا ہے اس لیے ان کے لئے حجِ تمتع کرنے میں آسانی ہے، تاہم اگر کوئی آٹھ ذی الحجہ کے قریب مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو افضیلت پر عمل کرتے ہوئے ان کو حج قران ہی کرنا چاہیے۔[3]

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) حوالہ بالا۔

(3) "غنية الناسك": باب القران صـ201.

آفاقی کے لیے حج کی تینوں قسموں کی اجازت ہے لیکن مکی اور جو میقاتوں کے اندر رہنے والے ہیں ان کے لیے تمتع اور قران ممنوع ہے۔[1]

حج کی تین قسموں کا باہمی فرق:

پہلا فرق تو ان تین قسموں کی نیتوں میں ہے پہلی قسم یعنی افراد میں احرام باندھنے کے وقت صرف حج کی نیت کی جاتی ہے، دوسری قسم یعنی قران میں حج اور عمرہ دونوں کی نیت کی جاتی ہے اور تیسری قسم یعنی تمتع میں اوّل احرام کے وقت صرف عمرہ کی نیت کی جاتی ہے اور حج کی نیت اس وقت کی جاتی ہے جبکہ حج کے دن آنے پر حج کے لئے احرام باندھا جاتا ہے۔[2]

دوسرا فرق ان کے احراموں میں ہے، پہلی دونوں قسموں (افراد اور قران) میں احرام افعالِ حج پورا ہونے تک باقی رہے گا اور تیسری قسم (تمتع) میں مکہ معظمہ پہنچ کر افعالِ عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ احرام سر کے بال منڈانے یا کتروانے سے ختم ہو جائے گا اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حرم میں حج کا احرام باندھے گا۔[3]

تیسرا فرق ان کی قربانیوں میں ہے، دسویں ذی الحجہ کو منی میں قربانی کرنا قارن اور متمتع پر واجب ہے جبکہ مفرد کے لیے مستحب ہے۔[4]

---

(1) "الدر المختار": كتاب الحج ـ باب التمتع 646/3.
(2) "البدائع": كتاب الحج ـ بيان ما يحرم به 377/2.
(3) "البدائع": كتاب الحج ـ بيان مايحرم به 378/2.
(4) "إرشاد الساري": كتاب الحج ـ فصل في الذبح صـ249.

حج وعمرہ کے فرائض، واجبات اور سنن

عمرہ کے فرائض:

عمرہ کے فرائض دو(2)ہیں:

1. احرام باندھنا۔
2. طواف کرنا۔[1]

عمرہ کے واجبات:

عمرہ کے واجبات دو(2) ہیں:

1) صفامروہ کے درمیان سعی کرنا۔
2) حلق یاقصر کرنا۔[2]

حج کے فرائض:

حج کے فرائض تین (3) ہیں:

1. احرام باندھنا۔
2. وقوفِ عرفہ (عرفات میں ٹھہرنا)۔
3. طوافِ زیارت کرنا۔[3]

---

(1) "الخانية": كتاب الحج ـ فصل في عمرة 301/1 (هامش"الفتاوى الهندية").

(2) حوالہ بالا۔

(3) "غنية الناسك": باب فرائض الحج وواجباته وسننه ومستحباته صــ44، 45.

حج کے واجبات:

حج کے واجبات چھ (6) ہیں:

1) وقوفِ مزدلفہ (مزدلفہ میں ٹھہرنا)۔
2) دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ کی کنکریاں مارنا۔
3) حجِ قران اور تمتع میں قربانی کرنا۔
4) سر کے بال منڈوانا۔
5) سعی کرنا۔
6) طوافِ وداع کرنا۔[1]

حج کی سنتیں:

- حج افراد اور قران میں طوافِ قدوم کرنا۔
- نویں ذی الحجہ کی رات منیٰ میں گزارنا۔
- منیٰ سے عرفات طلوعِ آفتاب کے بعد جانا۔
- عرفات میں غسل کرنا (اگر بسہولت ممکن ہو)۔
- دسویں ذی الحجہ کی رات مزدلفہ میں گزارنا۔
- مزدلفہ سے منیٰ طلوعِ آفتاب سے پہلے روانہ ہونا۔
- گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کی راتیں منیٰ میں گزارنا[2]۔

فرض کا حکم:

فرائض میں سے اگر کوئی رہ جائے تو حج یا عمرہ ادا نہیں ہوگا اور اس کی تلافی دم سے

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "غنية الناسك": باب فرائض الحج وواجباته وسننه ومستحباته صـ47.

نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔[1]

واجبات کا حکم:

واجبات میں سے اگر کوئی چھوٹ جائے خواہ قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر تو اس کی تلافی میں دم واجب ہو گا۔[2]

سنت کا حکم:

سنتوں میں سے کوئی چھوٹ جائے تو کوئی جزا لازم نہیں، البتہ قصدا چھوڑنا گناہ ہے۔[3]

ہند وپاک کے لوگوں کیلئے کونسا حج آسان ہے؟

پاک وہند سے جانے والے حضرات کے لیے چونکہ حج تمتع میں آسانی ہے اور اکثر وبیشتر حج تمتع کرتے بھی ہیں، اس لیے حج ذیل میں تمتع کا تفصیلی طریقہ ذکر کیا جاتا ہے، اس کے بعد حج قران اور افراد کا بھی مختصرا ذکر کیا جائے گا۔

❀❀❀

---

(1) "إرشاد الساري": باب فرائض الحج ـ فصل في فرائضه صـ74.

(2) "إرشاد الساري": باب فرائض الحج ـ فصل في واجباته صـ80.

(3) "إرشاد الساري": باب فرائض الحج ـ فصل في سننه صـ83.

حج تمتع کا تفصیلی بیان

جیسا کہ پیچھے بیان ہوا کہ حج تمتع میں حج اور عمرہ دونوں ہوتے ہیں، پہلے عمرہ ادا کیا جاتا ہے پھر حج کے ایام میں حج کی ادائیگی ہوتی ہے اسلئے آئندہ صفحات میں پہلے عمرہ کے احکام اور پھر حج کے احکام قدم بقدم بیان کیے جائیں گے۔

عمرہ کا طریقہ قدم بقدم

(1) ۔۔۔احرام باندھنا

احرام حج اور عمرہ کے افعال میں سب سے پہلا عمل ہے جیسے نماز کی ابتدا تکبیر تحریمہ یعنی ''اللہ اکبر'' کہنے سے ہوتی ہے اسی طرح حج اور عمرہ کی ابتداء احرام سے ہوتی ہے۔

احرام کی تیاری :

احرام باندھنے سے پہلے آپ احرام کی تیاری کریں۔

مردوں کی تیاری:

احرام باندھنے سے پہلے ناخن تراش لیں، حجامت بنوالیں، زیرِ ناف اور بغل کے بال صاف کرلیں اور خوب اچھی طرح غسل کریں ورنہ کم از کم وضو کریں، سر اور داڑھی میں تیل لگائیں اور کنگھی کریں، جسم اور احرام کی چادروں پر ایسی خوشبو لگائیں جس کا دھبہ نہ لگے، سلے ہوئے کپڑے اتار کر ایک سفید چادر بطور تہبند باندھ لیں، دوسری چادر اوڑھیں، ایسی جوتی اور چپل اتار دیں جن سے پیروں کے پشت کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جاتی ہو اور مستحب یہ ہے کہ اس کے بعد اگر مکروہ وقت (طلوعِ آفتاب، غروبِ آفتاب اور زوال کا وقت نہ ہو، اسی طرح نمازِ فجر کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک اور نمازِ عصر کے بعد سے غروبِ آفتاب تک کا وقت نہ ہو) تو دو رکعت نفل پڑھ لیں، افضل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھیں، اس نماز میں عام حالات کی طرح سر چادر سے ڈھانک کر رکھیں، نفل پڑھ کر سر کھول

دیں۔[1]

خواتین کی تیاری:

احرام باندھنے سے پہلے جو کام اوپر لکھے گئے ہیں یہ تمام کام خواتین کے لئے بھی مسنون ہیں، البتہ خواتین سلے ہوئے کپڑے بدستور پہنے رکھیں، ہر قسم کی چپل، جوتی بھی پہن سکتی ہیں، احرام سے پہلے غسل چونکہ پاکی حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ صفائی کے لیے ہے اس لیے حیض و نفاس والی عورتیں بھی یہ غسل کریں، اگر غسل نہ کر سکیں تو صرف وضو کر لینا بھی کافی ہے، اگر مکروہ وقت نہ ہو اور ماہواری بھی نہ آرہی ہو تو احرام کی نیت سے دو رکعت نفل اسی ترتیب سے پڑھیں جو اوپر مردوں کے احرام میں مذکور ہے اور اگر مکروہ وقت ہو یا ماہواری آرہی ہو تو نفل نہ پڑھیں بلکہ غسل یا وضو کر کے قبلہ رخ بیٹھ جائیں اور درج ذیل طریقہ سے احرام باندھیں۔[2]

احرام باندھنے کا طریقہ:

دو رکعت پڑھنے کے بعد دعا مانگیں، اس کے بعد عمرہ کے احرام کی نیت کریں، پھر تلبیہ کہیں۔

یادرہے کہ احرام کے کپڑے پہننے کا نام احرام نہیں بلکہ حج یا عمرہ کے احرام کی نیت کرنے اور تلبیہ کہنے کا نام احرام ہے، چونکہ احرام کے کپڑوں کو بھی احرام کہہ دیا جاتا ہے اس لیے بہت سارے لوگ ان کپڑوں کے پہننے کو احرام سمجھ لیتے ہیں جو کہ درست نہیں۔[3]

---

[1] "إرشاد الساري": فصل في صفة الإحرام صـ108- 111.

[2] "الهندية": كتاب المناسك ـ الباب الثالث في الإحرام 222/1.

[3] حوالہ بالا۔

حج تمتع کی نیت:

حجِ تمتع میں چونکہ حج اور عمرہ علیٰحدہ علیٰحدہ ہوتے ہیں اس لئے حج تمتع کے لیے جاتے ہوئے صرف عمرہ کی نیت کریں، حج کی نہ کریں، حج کی نیت آٹھ (8) ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنے کے بعد کریں۔[1]

عمرہ کی نیت:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ»

''اے اللہ! میں عمرہ کرنے کی نیت کرتا ہوں، آپ اس کو میرے لیے آسان کردیجئے اور قبول کر لیجئے۔''[2]

حج کی نیت:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ»

''اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔''

یاد رہے کہ عمرہ یا حج کی نیت دل سے کر لینا کافی ہے، البتہ زبان سے ادا کر لینا بہتر ہے[3] چاہے عربی زبان میں ادا کرے یا کسی اور زبان میں۔

نیت کرنے کے بعد احرام کی نیت سے مرد حضرات تین مرتبہ بلند آواز سے اور خواتین آہستہ آواز سے تلبیہ پڑھے۔

تلبیہ:

«لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ

---

(1) "الإيضاح في مناسك الحج والعمرة": فصل في صفة الإحرام 134/1.

(2) "البدائع": كتاب الحج ـ فصل بيان سنن الحج 336/2.

(3) حوالہ بالا۔

وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لاشَرِيْكَ لَكَ»[1]

''حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں اور سب نعمتیں آپ ہی کی ہیں اور سلطنت بھی آپ ہی کی ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔''

ان الفاظ کو اچھی طرح یاد کرلیں، فرض نمازوں کے بعد، چڑھتے اترتے وقت، کسی سے ملاقات کرتے وقت اور نیند سے بیدار ہوتے وقت اس کو پڑھتے رہیں اور شوق وذوق اور خشیت وخوف کے ساتھ بار بار پڑھتے رہیں۔

تلبیہ پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھیں[2] اور جو دُعا دل میں آئے مانگ لیں، اس موقع پر یہ دعا مانگنا مستحب ہے:

«اللّٰھُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّة وأَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ»[3]

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتا ہوں اور تیرے غصے سے اور دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔''

جب آپ نے عمرہ یا حج کی نیت کرلی اور تلبیہ کہہ دیا تو آپ پر احرام کی ساری پابندیاں لازم ہو گئیں، لہٰذا ان کا خاص خیال رکھیں۔[4]

❀❁❀

---

(1) "صحيح البخاري" رقم الحديث: (1549+) كتاب الحج ـ باب التلبية.

(2) "الهندية": كتاب الحج ـ الباب الثالث في الإحرام 223/1.

(3) أخرجه "الدارقطني" رقم الحديث: (2475)باب المواقيت: عن عمارة بن خزيمة عن أبيه أن النبيﷺ كان إذا فرغ من تلبيته، سأل الله تعالى مغفرته ورضوانه واستعاذ برحمته من النار...كان يستحب للرجل إذا فرغ من تلبيته أن يصلي علي النبيﷺ.

(4) "غنية الناسك": فصل في محرمات الإحرام صـ85.

احرام کی پابندیاں

احرام باندھنے کے بعد درج ذیل پابندیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، ورنہ خلاف ورزی کی صورت میں کفارہ لازم آئے گا جس کی تفصیل جنایات کے بیان میں آرہی ہے۔

وہ پابندیاں جو صرف مردوں کے لیے ہیں:

- سر کو ٹوپی یا چادر سے ڈھانکنا۔
- بدن کی ہیئت پر سلا ہوا کپڑا پہننا جیسے کرتہ، شلوار، پاجامہ، دستانے وغیرہ۔
- ایسا جوتا، بوٹ وغیرہ پہننا جو قدم کے بیچ میں ابھری ہوئی ہڈی کو چھپالے۔[1]

وہ پابندیاں جو مرد وعورت دونوں کے لئے ہیں:

- سر اور جسم کے کسی حصہ سے بال نوچنا، جلانا، کاٹنا یا کٹوانا اور ناخن تراشنا۔
- کپڑے، بدن، سر یا جسم کے کسی اور حصے پر خوشبو لگانا یا خوشبو دار کپڑے استعمال کرنا یا خوشبودار تیل یا صابن استعمال کرنا۔
- چہرہ ڈھانکنا۔
- ہمبستری کرنا یا ہمبستری کی باتیں کرنا یا شہوت سے بوس وکنار کرنا یا چھونا۔
- خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا یا کسی شکار کرنے والے کی مدد کرنا۔
- سر یا جسم یا اپنے کپڑے کی جوں مارنا یا جوں مارنے کے لیے کپڑے کو دھوپ میں ڈالنا یا دھونا۔
- لڑنا جھگڑنا یا گناہ کے کام کرنا۔

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في محرمات الإحرام صـ129- 132.

یادرہے کہ:

یاد رہے کہ اگر کسی نے حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفات سے پہلے ہمبستری کرلی تو اس کا حج فاسد ہو جاتا ہے اور بکری کی قربانی بھی لازم ہو جاتی ہے، نیز حج کے اختتام تک احرام اور اعمالِ حج کی پابندی بھی کرنی ہوگی اور دوسرے سال حج کی قضا بھی کرنی پڑے گی اس لیے اس کا خاص خیال رکھیں۔[1]

❀❁❀

[1] "إرشاد الساري": فصل: إذا جامع في أحد السبيلين قبل الوقوف صـ375.

مکروہاتِ احرام

احرام کی حالت میں درج ذیل کاموں میں سے کوئی کام کرنا اگرچہ جائز ہیں لیکن ناپسندیدہ ہیں:

- جسم سے میل کچیل دور کرنا۔
- سر اور داڑھی میں کنگھی کرنا۔
- سر یا داڑھی کے بال اس طرح کھجلانا کہ بال گرنے کا خطرہ ہو۔
- پھولوں کا ہار پہننا۔
- الٹا لیٹ کر تکیہ پر پیشانی رکھنا، البتہ صرف رخسار رکھنا مکروہ نہیں۔
- ناک، ٹھوڑی اور رخسار کو کپڑے سے چھپانا، البتہ ہاتھ سے چھپانا جائز ہے۔
- وضو کے بعد تولیہ وغیرہ سے منہ خشک کرنا۔
- لونگ اور الائچی ڈال کر پان کھانا، البتہ سادہ پان کھانا جائز ہے۔
- ہر ایسی چیز کھانا یا پینا جس میں تھوڑی مقدار میں خوشبو ملائی گئی ہو لیکن پکائی گئی نہ ہو اور اس کی خوشبو محسوس ہوتی ہو۔[1]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في مكروهات الإحرام صـ133، 134.

مباحاتِ احرام

احرام کی حالت میں مندرجہ ذیل امور بلا کراہت جائز ہیں:

- میل دور کئے بغیر ٹھنڈے یا گرم پانی سے نہانا۔
- انگوٹھی پہننا، چھتری استعمال کرنا، آئینہ میں دیکھنا۔
- مسواک کرنا، ٹوٹا ہوا ناخن کاٹنا، دانت اکھاڑنا۔
- مردوں کے لیے سر اور چہرے اور خواتین کے لیے چہرے کے علاوہ کسی عضو پر پٹی باندھنا۔
- مردوں کے لیے سر اور چہرہ اور خواتین کے لیے چہرہ کے علاوہ باقی تمام بدن کسی کپڑے وغیرہ سے ڈھانکنا۔
- چادر میں پاؤں چھپانا۔
- احرام کی چادر کے اوپر کوئی اور چادر اوڑھنا۔
- احرام کی چادریں اتار کر دوسری چادریں پہننا۔
- ہمیانی یا بیلٹ وغیرہ لنگی کے اوپر یا نیچے باندھنا۔
- حالتِ احرام میں بدن کے کسی حصہ سے خون نکلنا۔
- بالٹی یا سامان سر پر رکھنا۔
- ایسا تیل یا سرمہ استعمال کرنا جس میں خوشبو نہ ہو۔
- خواتین کے لیے دستانے یا زیور پہننا مگر نہ پہننا اچھا ہے۔
- موذی جانوروں کو مارنا جیسے سانپ، بچھو، مکھی، مچھر، بھڑ اور کھٹمل وغیرہ۔
- سوڈا واٹر یا کوئی اور بوتل یا شربت پینا بشرطیکہ اس میں خوشبو ملی ہوئی نہ ہو۔
- آگ سے پکی ہوئی خوشبو دار چیز کھانا۔

☼ نکاح کرنا یا کسی اور کا نکاح کرانا۔[1]

☼ عینک پہننا۔[2]

❀❀❀

(1) "إرشاد الساري": فصل في مباحات الإحرام صـ135، 137.

(2) "إمداد الأحكام " للشيخ المحدث ظفر أحمد العثماني: فصل في الإحرام 180/2.

احرام کے مسائل

احرام کی نیت یا تلبیہ زبان سے کہنے کا حکم:

احرام کے لیے نیت اور تلبیہ دونوں ضروری ہے، البتہ نیت دل میں کرلینا کافی ہے اور زبان سے کہنا بہتر ہے لیکن تلبیہ زبان سے کہنا ضروری ہے۔[1]

تلبیہ کے مخصوص الفاظ کہنا ضروری نہیں:

خاص تلبیہ کے الفاظ کہنا سنت ہے، ضروری نہیں لہٰذا اگر تلبیہ کی جگہ کوئی اورذکر مثلا «لَااِله اِلَّا اللهُ، اَلْحَمْدُ للهِ، أَللهُ أَكْبَرْ» وغیرہ کہدیا تو بھی احرام صحیح ہو جائے گا،[2] لیکن خلافِ سنت ہو گا۔[3]

تلبیہ پڑھنے کا حکم:

اگر کسی نے احرام باندھا،نیت بھی کرلی لیکن تلبیہ پڑھنا بھول گیا یا قصداً نہیں پڑھا اور میقات سے گزر گیا تو اس پر دم واجب ہے۔[4]

حالتِ احرام میں احتلام ہو جانا:

حالتِ احرام میں اگر کسی کو احتلام ہو جائے تو اس سے احرام میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کپڑے اور جسم دھو کر غسل کرلے اور اگر احرام کے کپڑے بدلنے کی ضرورت ہو

---

(1) "إرشاد الساري": فصل: وشرط النية أن تكون بالقلب صـ113، 114.

(2) حوالہ بالا۔

(3) "غنية الناسك": باب الإحرام ـ فصل في ما يقوم مقام التلبية صـ76.

(4) "الدر" مع "الرد": باب الجنايات ـ مطلب لا يجب الضمان إلخ 704/3، 705.

تو بدل لے۔[1]

احرام کا تہبند کسی چیز سے باندھنا:

احرام اس طریقہ سے باندھنا چاہیے کہ وہ خود ہی بدن پر مضبوطی کے ساتھ جما رہے لہٰذا تہبند کی مضبوطی کے لئے اس کو گرہ دینا یا بٹن لگانا اگرچہ جائز ہے لیکن سلائی کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس طرح کرنا مناسب نہیں۔[2]

احرام میں داخل ہونے سے پہلے خوشبو لگانا:

غسل سے فارغ ہو کر نیت اور تلبیہ پڑھنے سے پہلے بدن یا احرام کے کپڑوں پر خوشبو لگانا سنت ہے۔[3]

خوشبودار ٹشو پیپر استعمال کرنا:

بعض ہوائی جہازوں میں ہاتھ منہ پونچھنے کے لیے خوشبودار ٹشو پیپر دیئے جاتے ہیں، اس کو حالتِ احرام میں استعمال نہیں کرنا چاہیے، اگر کسی نے استعمال کیا تو پورا ہاتھ یا پورا منہ اس سے پونچھنے سے دم لازم ہوگا۔ ورنہ صدقہ لازم ہوگا۔[4]

حالتِ احرام میں ماسک (MOSK) استعمال کرنا

ماسک چونکہ چہرہ کی چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کو چھپا لیتا ہے، لہٰذا حالتِ احرام میں ماسک پہننا جائز نہیں، اگر کوئی پہنے تو ایک دن رات سے کم پہننے کی صورت میں صدقہ ورنہ دم لازم آئے گا۔[5]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في حكم دواعي الجماع صـ381.

(2) "غنية الناسك": باب الإحرام ـ فصل في ما ينبغي لمريد الإحرام صـ71

(3) حوالہ بالا۔

(4) "إرشاد الساري": فصل في محرمات الإحرام صـ131.

(5) "غنية الناسك": الفصل الثالث في تغطية الرأس والوجه صـ254،255:

جدہ یامدینہ منورہ کی نیت سے جانے والے کے لئے احرام کا حکم:

مکہ مکرمہ جاتے ہوئے میقات سے احرام باندھنا ضروری ہے[1] چاہے حج کا احرام باندھے یا عمرہ کا، کسی کام سے جانا ہو یا عزیزوں، دوستوں سے ملاقات کے لیے[2] ہاں اگر جدہ کا سفر مکہ معظمہ جانے کی نیت سے نہ ہو بلکہ صرف جدہ یا مدینہ طیبہ جانے کی نیت ہو تو میقات سے احرام باندھنا ضروری نہیں،[3] البتہ بعد میں جب مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کا سفر کرنا ہو تو میقات پر احرام باندھنا واجب ہوگا اور جدہ سے مکہ مکرمہ جانے کی صورت میں اگر حج یا عمرہ کی نیت ہو تو احرام باندھنا ضروری ہے ورنہ بغیر احرام کے بھی داخل ہونا جائز ہے۔

احرام سے بچنے کے لئے حیلہ کرنا:

یادرہے کہ بعض لوگ عمرہ کی مشقت سے بچنے کے لیے حیلہ کے طور پر جدہ میں ایک آدھ دن ٹھہرنے کی ترتیب بنادیتے ہیں یہ جائز نہیں کیونکہ حیلہ کسی حرام یا مکروہ سے بچنے کے لیے کیا جاسکتا ہے لیکن ایسا حیلہ جس سے کوئی حکم شرعی باطل ہو جائے درست نہیں۔[4]

مکہ مکرمہ بار بار آنے جانے والے کے لئے احرام کا حکم:

اگر کوئی شخص ٹیکسی ڈرائیونگ کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے بار بار مدینہ منورہ یا

---

(1) أورده "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (5319) باب الإحرام من ميقات، وقال: «رواه "الطبراني" في "الكبير" وفيه خُصَيْفٌ وفيه كلام وقد وثّقه ابن جماعة».

(2) "إرشاد الساري": فصل في مواقيت الصنف الأول صـ89.

(3) "الدر" مع "الرد": مطلب في المواقيت 552/3.

(4) "غنية الناسك": فصل: وأما ميقات أهل الحل صـ55، وكذا في "فتاوى زكريا": كتاب الحج ـ بيان ميقات 401/3.

میقات سے باہر کسی اور جگہ سے مکہ مکرمہ آتا ہے تو اس کے لیے ہر دفعہ میں احرام باندھ کر عمرہ کرنے میں چونکہ بڑا حرج ہے اس لیے اس پر ہر دفعہ میں احرام باندھ کر عمرہ کرنا لازم نہیں ہے۔[1]

جہاز میں احرام کے کپڑے نہ ہونے کی صورت میں احرام کا طریقہ:

اگر کوئی شخص جہاز میں بیٹھ گیا اور اس کا خیال یہ تھا کہ احرام کے کپڑے جہاز میں پہن کر احرام باندھ لوں گا لیکن جہاز میں بیٹھنے کے بعد پتہ چلا کہ احرام کے کپڑے تو بیگ میں دیگر سامان کے ساتھ چلے گئے تو اس کو چاہیے کہ پہنے ہوئے کپڑوں میں احرام کی نیت کر لے اور تلبیہ کہہ دے، پھر احرام ملنے کے بعد اگر اس نے عام کپڑوں میں بارہ (12) گھنٹوں سے کم وقت گزارا ہو تو صدقہ دے دے اور اگر بارہ (12) گھنٹے یا اس سے زیادہ وقت گزارا ہو تو دم دے دے۔[2]

حالتِ احرام میں لنگوٹ باندھنا یا نیکر پہننا:

کسی عذر کی وجہ سے حالتِ احرام میں لنگوٹ باندھنا جائز ہے، بلا عذر مکروہ ہے، البتہ نیکر پہننا مردوں کے لیے جائز نہیں، اگر کسی نے پہنا تو سلا ہوا کپڑا پہننے کا کفارہ اس پر واجب ہوگا، تاہم خواتین کے لئے چونکہ سلے ہوئے کپڑے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے ان کے لئے یہ دونوں کام کرنا بلا کراہت جائز ہے۔[3]

---

(1) "عمدة القاري": باب دخول مكة والحرم بغير الإحرام 205/10، ونصه: قال "أبوعمر": «لا أعلم خلافا بين فقهاء الأمصار في الحطّابين ومن يدمِنُ الاختلاف إلى مكة ويكثره في اليوم والليلة أنهم لا يؤمرون بذالک لما عليهم فيه من المشقة»، وكذا في "رفيق حج": عنوان: **بلا احرام میقات سے آگے بڑھ جانا** صـ194، وفتاوی زکریا: کتاب الحج ۔ بیان میقات 401/3.

(2) "إرشاد الساري": باب الجنايات صـ 332- 334.

(3) "أحسن الفتاوى" معزيا إلى الدر: كتاب الحج ۔ عنوان: **احرام میں لنگوٹ یا نیکر پہننا** 553/4.

احرام کب باندھا جائے؟

جو لوگ میقات سے باہر رہتے ہیں ان کے لیے میقات تک پہنچنے سے پہلے پہلے احرام باندھنا ضروری ہے، یہ احرام آپ اپنے گھر پر بھی باندھ سکتے ہیں اور حاجی کیمپ میں پہنچ کر بھی اور ہوائی جہاز میں سوار ہو کر بھی، لیکن اس سلسلہ میں درج ذیل مشورہ پر آپ کے لیے عمل کرنا بہتر ہو گا۔[1]

احرم باندھنے سے متعلق مفید مشورہ:

بعض مرتبہ احرام باندھنے کے بعد ہوائی جہاز کی پرواز کسی مجبوری کی وجہ سے منسوخ یا ایک ایک دو دو دن تک مؤخر ہو جاتی ہے، پھر اس وقت احرام باندھنے کی صورت میں سخت دشواری پیش آتی ہے کیونکہ احرام کی پابندیاں اپنے شہر میں رہتے ہوئے نبھانا آسان نہیں اس لیے بہتر یہ ہے کہ آپ گھر پر یا حاجی کیمپ یا ایر پورٹ پر مکمل احرام نہ باندھے بلکہ نیت اور تلبیہ کے علاوہ سب کام تو اپنی رہائش گاہ یا ایئر پورٹ پر پورے کر لیں، البتہ نیت اور تلبیہ اس وقت کہیں، جب جہاز فضا میں بلند ہو جائے یا کم از کم آپ کے جہاز کی پرواز یقینی ہو جائے۔[2]

❀❀❀

---

(1) "غنية الناسك": باب المواقيت صـ53.

(2) "رفيق حج": عنوان: **ایک مفید مشورہ** صـ87.

میقات کا بیان

نبی کریم ﷺ نے مکہ معظمہ کے چاروں طرف کچھ مقامات متعین فرمادیئے ہیں جہاں پہنچ کر مکہ معظمہ جانے والوں پر احرام باندھنا واجب ہے، ان مقامات کو ''میقات'' کہتے ہیں۔[1]

میقات سے پہلے احرام باندھنے میں حکمت:

اس کی مختصر سی حکمت یوں سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے ارد گرد تین دائرے مقرر فرمائے ہیں اور ہر ایک سے متعلق کچھ مخصوص احکامات بتلائے ہیں تاکہ میرا بندہ جب میرے گھر کے پاس آئے تو وہ ان دائروں سے متعلق احکامات کو بجالاتے ہوئے مکمل ادب اور تعظیم کے ساتھ آئے۔[2]

تین دائرے:

- پہلا دائرہ میقاتوں کا ہے، یہ ان لوگوں کو پابند کرنے کے لیے ہے جو حدودِ میقات سے باہر ساری دنیا میں کہیں بھی رہتے ہیں، میقاتوں سے باہر ساری دنیا کو ''آفاق'' اور ایسے لوگوں کو ''آفاقی'' کہتے ہیں۔
- دوسرا دائرہ حرم کا ہے، یہ دائرہ ان لوگوں کو پابند کرنے کے لیے ہے جو میقاتوں کے اندر رہتے ہیں، اس کی حدود مکہ مکرمہ کے چاروں طرف مختلف فاصلوں پر متعین ہیں، اس دائرے میں شکار کرنا، ہری گھاس کاٹنا وغیرہ احرام کی حالت کے

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في مواقيت الصنف الأول صـ89.

(2) "الكفاية": كتاب الحج ـ فصل في المواقيت 105/2 (هامش"فتح القدير").

بغیر بھی حرام ہے، اس کے رہنے والوں کو ''اہلِ حرم'' کہتے ہیں۔

✧ تیسرا دائرہ مسجدِ حرام کا ہے، یہ ان لوگوں کو بعض احکامات کا پابند کرنے کے لیے ہے جو حدودِ حرم میں رہتے ہیں۔[1]

---

[1] "غنية الناسك": باب المواقيت صـ50.

میقات کی قسمیں

میقات کی تین قسمیں ہیں:

- ☼ اہلِ آفاق کا میقات (میقاتوں کی حدود سے باہر رہنے والوں کا میقات)
- ☼ اہلِ حل کا میقات (میقات کے اندر اور حرم سے باہر رہنے والوں کا میقات)
- ☼ اہلِ حرم کا میقات (مکہ مکرمہ اور حدود حرم میں رہنے والوں کا میقات) [1]

اہلِ آفاق کا میقات:

آفاقی کی میقاتیں پانچ ہیں:

1. ذاتِ عِرْقْ
2. ذُوالْـحُلَيْفَة
3. جُحْفَة
4. قَرْنُ الـمنَازِل
5. يَلَمْلَمْ

ذَاتِ عِرْقْ:

یہ عراق کی طرف سے آنے والوں کے لیے میقات ہے، یہ مسجدِ حرام سے تقریبا 100 کلو میٹر دور ہے۔[2]

---

(1) "إرشاد الساري": باب المواقيت صـ87.

(2) كما ورد في حديث أبي داود" رقم الحديث: (1739) باب في المواقيت، قال "شعيب الأرنؤوط ": «رجاله ثقات».

ذُوالْحُلَيْفَة:

یہ مدینہ منورہ اوراس کے راستہ سے آنے والوں کا میقات ہے، یہ مکہ مکرمہ کی شمالی جانب 410 کلو میٹر اور مسجدِ نبوی سے تقریباً 10 کلو میٹر کے فاصلہ پر مکہ مکرمہ کے راستے میں آتا ہے، یہاں ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے، آج کل یہ مقام بیرِ علی کے نام سے مشہور ہے۔[1]

جُحْفَة:

یہ ملکِ شام اور مصر کی طرف سے آنے والوں (مثلا مصر، لیبیا، الجزائر، مراکش وغیرہ) کے لیے میقات ہے، یہ مسجد حرام سے شمال مغرب میں 178 کلو میٹر جبکہ مسجدِ نبوی سے تقریبا 186 کلو میٹر دور ہے۔[2]

قَرْنُ الْمَنَازِلْ:

یہ نجد کے راستے سے آنے والوں (مثلا بحرین، قطر، دمام، ریاض وغیرہ) کے لیے میقات ہے، اس کو آج کل (السیل الکبیر) کہا جاتا ہے، یہ مسجدِ حرام سے تقریبا 78 کلو میٹر دور ہے۔[3]

يَلَمْلَمْ:

یہ اہل یمن اور اس کے راستے سے آنے والوں کے لئے میقات ہے اور پہلے پاک وہند، بنگلہ دیش وغیرہ سے بذریعۂ بحری جہاز آنے والوں کے لیے بھی میقات تھا لیکن اب ہوائی جہازوں کے ذریعے سفر کی وجہ سے یہ میقات نہ رہا، یہ میقات مکہ مکرمہ سے

---

(1) "تاريخ مكة مكرمة": عنوان: ميقات صـ25.

(2) "تاريخ مكة مكرمة": عنوان: ميقات صـ30.

(3) "تاريخ مكة مكرمة": عنوان: ميقات صـ27.

تقریباً 120 کلو میٹر دور ہے۔[1]

پاک وہند اور بنگلہ دیش سے بذریعۂ ہوائی جہاز جانے والوں کا میقات:

پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش سے جدہ جانے والا جہاز اہلِ نجد یا اہلِ عراق کے میقات (قرن المنازل یا ذات عرق) یا ان کے گرد ونواح سے گزرتا ہوا بلکہ بعض اوقات حدودِ حرم کے قریب سے گزرتا ہوا جدہ پہنچتا ہے اس لیے ان ممالک سے بذریعۂ ہوائی جہاز مکہ مکرمہ جانے والوں کے لیے جدہ پہنچنے سے پہلے پہلے احرام باندھنا ضروری ہے۔[2]

اہلِ حل کا میقات:

مواقیت اور حرم کے درمیان جو علاقہ ہے اس کو حل کہا جاتا ہے اور یہاں کے رہنے والوں کو "اہلِ حل" کہا جاتا ہے، اگر یہ لوگ حج یا عمرہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو حدودِ حرم سے پہلے پہلے احرام باندھنا ضروری ہے اور اپنی رہائش گاہ سے باندھنا افضل ہے لیکن اگر کسی اور مقصد سے مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو ان پر احرام باندھنے کی کوئی پابندی نہیں جب چاہیں مکہ مکرمہ جا سکتے ہیں۔[3]

اہلِ حرم کا میقات:

جو لوگ حدودِ حرم میں رہتے ہیں یا حج وعمرہ کی وجہ سے وہاں موجود ہوں ان کے لیے حکم یہ ہے کہ جب وہ حج یا عمرہ کرنا چاہیں تو حج کا احرام زمینِ حرم ہی سے باندھ لیں اور عمرہ کا احرام حل سے باندھے یعنی جعرانہ یا حدیبیہ سے جس کو آج کل شمیسیہ کہتے ہیں، اسی طرح تنعیم یعنی مسجد عائشہ سے بھی باندھ سکتے ہیں، اور تنعیم سے باندھنا

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1525) باب ميقات أهل المدينة.

(2) "جواهر الفقه": احكام حج 115/4.

(3) "غنية الناسك": باب المواقيت صـ55.

افضل ہے۔[1]

بغیر احرام کے میقات سے گزر جانے کا حکم:

اگر کوئی شخص میقات سے بغیر احرام کے گزر جائے تو اس پر دم واجب ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ کسی قریبی میقات پر جا کر احرام باندھ لے تو اس سے دم ساقط ہو جائے گا چاہے وہ کوئی بھی میقات ہو، لیکن میقات سے مراد آفاقیوں کے لیے مقرر کردہ میقات ہے لہٰذا تنعیم یا جعرانہ وغیرہ پر جا کر احرام باندھنے سے دم ساقط نہیں ہو گا۔[2]

---

(1) "غنية الناسك": باب المواقيت صـ57، 58.

(2) "إرشاد الساري": فصل في مجاوزة الميقات بغير إحرام صـ94، 95.

جدہ پہنچ کر:

جدہ پہنچ کر ایئر پورٹ پر کاغذی کاروائی اور سواری کے انتظامات وغیرہ میں بعض اوقات ذرا وقت لگ جاتا ہے اس میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے اور ذکر وعبادت میں مشغول رہنا چاہیے۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے لیکن آج کل اس کا موقع مشکل سے ملتا ہے اس لیے اگر فرصت ہو تو جدہ میں غسل کر کے مکہ مکرمہ روانہ ہونے سے اس سنت پر عمل کیا جاسکتا ہے۔[1]

حرم:

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور تک کی زمین حرم کہلاتی ہے جہاں سے آگے غیر مسلموں کو جانے کی اجازت نہیں، سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وہاں نشانات لگادیئے تھے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ بنوائے، پھر حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے زمانے میں اس کی تجدید کی۔[2]

حدودِ حرم:

- مکہ مکرمہ سے 22 کلومیٹر کے فاصلہ پر "حدیبیہ" تک حرم ہے، جس کو اب شمیسیہ کہتے ہیں۔[3]
- مکہ مکرمہ سے 7.5 کلومیٹر کے فاصلہ پر "تنعیم" (مسجد عائشہ) تک حرم ہے۔

---

(1) "غنية الناسك": فصل في ما ينبغي لمريد الإحرام من كمال التنظيف إلخ صـ70.

(2) "تاريخ مكة مكرمة": عنوان: حرم مکہ کی حدود صـ14.

(3) "تاريخ مكة مكرمة": عنوان: حرم مکہ کی حدود صـ19.

✦ مکہ مکرمہ سے 16 کلو میٹر کے فاصلہ پر ''اضاءۃ لبن'' تک حرم ہے۔
✦ مکہ مکرمہ سے 13 کلو میٹر کے فاصلہ پر ''وادی نخلہ'' تک حرم ہے۔
✦ مکہ مکرمہ سے 22 کلو میٹر کے فاصلہ پر ''جعرانہ''تک حرم ہے۔
✦ مکہ مکرمہ سے 22 کلو میٹر کے فاصلہ پر ''عرفات'' تک حرم ہے۔[1]

جدہ سے حدود حرم کا فاصلہ:

جدہ سے مسجدِ حرام تک تقریباً 80 کلو میٹر کا فاصلہ ہے جبکہ حدودِ حرم کی ابتدا سے مسجدِ حرام تک کا فاصلہ 23 کلو میٹر ہے، حدودِ حرم سے تقریباً 2 کلو میٹر پہلے چیک پوسٹ ہے، یہاں سے ایک سڑک الگ ہوتی ہے جو غیر مسلموں کے لیے مختص ہے، اس پر ایک بورڈ ہے جس پر ''لِغَيْرِ الْمُسْلِمِيْنَ'' لکھا ہوا ہے اس سے تقریباً 2 کلو میٹر بعد حدودِ حرم شروع ہوتا ہے، یہاں سڑک کے دونوں طرف آغازِ حدودِ حرم کی علامت کے طور پر محراب نما ستون بنے ہوئے ہیں اور ''بِدَايَةُ حَدِّ الْحَرَمْ'' کا بورڈ لگا ہوا ہے۔

حدودِ حرم کے بارے میں ایک غلط فہمی:

اس سے 4 کلو میٹر آگے سڑک کے اوپر ایک بہت بڑی رحل بنی ہوئی ہے جس کے بارے میں پہلے مشہور ہے کہ یہ آغازِ حدودِ حرم ہے لیکن یہ بات درست نہیں۔

حرم میں داخل ہوتے وقت کی دعا:

حرم میں داخل ہوتے ہوئے درج ذیل دعا مانگیں جو کہ سلف صالحین سے منقول ہے:

«اَللّٰهُمَّ هٰذَا أَمَنُكَ وَحَرَمُكَ الَّذِيْ مَنْ دَخَلَه كَانَ آمِنًا فَحَرِّمْ دَمِيْ

---

[1] "تاريخ مكة مكرمة": عنوان: حرم مکہ کی حدود صـ14

وَلَحْمِيْ وَعَظْمِيْ وَبَشَرِيْ عَلى النَّارِ، أَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ، فَإِنَّكَ أَنْتَ اللهُ لا إِلٰهَ اِلَّاأَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وأَسْئَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِه»

”اے اللہ! یہ تیرے امن کی جگہ ہے اور تیرا وہ حرم ہے کہ جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہو گیا، تو اس کی برکت اور حرمت سے میرے گوشت پوست اور سارے جسم پر دوزخ کی آگ حرام کر دے، اور قیامت کے عذاب سے مجھے امن نصیب فرما، جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا، بیشک تو اللہ ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تو ہی رحمٰن اور رحیم ہے، میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔“

اب شہنشاہِ ذوالجلال کا شہر اور اس کا گھر قریب ہے، یہ مرکزِ جلال ہے اور یہاں کے در و دیوار سے عاشقی نمایاں ہے، یہاں عاشقانہ طور پر آنے کی ضرورت ہے۔[1]

❀❀❀

(1) "غنية الناسك": باب دخول مكة وحرمها صـ95، 96، ونصه: قال ابنُ عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: «كانت الأنبياءُ يدخلون الحَرَمَ مُشاةً حُفاةً، يطوفون بالبيت ويَقضُون المناسكَ مُشاةً حُفاةً» رواه «ابنُ ماجه»... وأن يُلازم الدعاءَ والاستغفارَ، والأفضلُ أن يقولَ عند دخوله: «اللّهمّ هذا أَمْنُك وحرمُك إلخ.

مکہ مکرمہ میں داخلہ

تھوڑی دیر کے بعد آپ کو مکہ مکرمہ کی عمارتیں نظر آنے لگیں گی، اس وقت پھر اپنے اندر خشیت وادب کی کیفیت پیدا کر کے اللہ سے یہ دعا مانگیں:

«اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰواتِ السَّبْع وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الأَرْضِيْنَ السَّبْع وَمَا أَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنَ وَمَا أَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاح وَمَا ذَرَيْنَ، أَسَئَلُكَ خَيْرَ هٰذهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا وَخَيْرَ مَافِيْهَا وَأَعُوْذُ مِنْ شَرَّ هٰذِه الْقَرْيَةِ وَشَرِّ أَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا.»[1]

"اے اللہ! جو سات آسمانوں کا اور ان چیزوں کا مالک ہے جو ان کے نیچے ہیں، جو سات زمینوں کا اور ان چیزوں کا مالک ہے جو ان زمینوں نے اٹھائے ہوئے ہیں، اور مالک ہے شیاطین کا اور ان کا جنہیں وہ گمراہ کر دیں، اور جو ہواؤں کا اور ان چیزوں کا مالک ہے جسے وہ اڑا کر لے جاتی ہیں، میں آپ سے اس بستی کی اور اس کے بسنے والوں کی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور میں آپ سے اس بستی، بستی والوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی شر سے پناہ چاہتا ہوں۔"

مکہ معظمہ میں داخل ہو جانے کے بعد پہلے اپنے سامان اور جائے قیام کا انتظام کریں تاکہ دل اس میں الجھا نہ رہے، اب اگر آرام کی ضرورت ہو تو آرام کریں ورنہ بہتر یہ ہے کہ آپ وضو کر کے انتہائی آرام اور سکون کے ساتھ تلبیہ (لَبَّيْكَ) پڑھتے

---

[1] أخرجه "الحاكم" رقم الحديث: (1634) كتاب المناسك، وقال: «هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ووافقه "الذهبي" في "التلخيص"».

ہوئے طواف کے لئے مسجدِ حرام کی طرف چلیں۔[1]

چلنے سے پہلے اپنی رہائش گاہ کا ایڈریس اور آس پاس کی کوئی نشانی یا علامت اور حرم شریف کا قریب ترین دروازہ ضرور یاد رکھیں، جن حضرات کے ساتھ خواتین ہوں وہ اپنی خواتین کو بھی مسجد حرام سے ہوٹل تک کے راستہ کی اچھی طرح شناخت کرادیں۔

❀۞❀

---

(1) "صحيح البخاري"رقم الحديث: (1614)كتاب الحج ـ باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة.

مسجدِ حرام میں داخلہ

مسجدِ حرام میں باب السلام سے داخل ہونا سنت ہے لیکن آج کل رش اور مسجد حرام کی توسیع کی وجہ سے باب السلام کو تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے اس لیے جس دروازے سے داخل ہونا بآسانی ممکن ہو وہاں سے داخل ہو جائیں۔[1]

داخل ہونے سے پہلے اپنی جوتیاں کسی شاپنگ بیگ میں ڈال کر اپنے پاس رکھیں یا دروازے کے قریب جوتیوں کے لیے بنی ہوئی الماری میں رکھ دیں اور دروازے کا نام اور نمبر اپنے پاس نوٹ کر لیں تاکہ اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے اور جوتیاں اٹھانے میں آسانی ہو۔

ان جوتوں کے پہننے سے گریز کریں جو باہر دروازوں کے پاس کافی مقدار میں پڑی رہتی ہیں کیونکہ بغیر اجازت کسی دوسرے کی چیز استعمال کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔[2]

داخلہ کے آداب:

مسجد میں داخل ہوتے وقت داہنا پاؤں پہلے داخل کریں اور دل میں درود شریف پڑھ کر یہ دعا مانگیں:

«بِسْمِ اللہ وَالسَّلامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ

---

(1) "الدر" مع "الرد": مطلب في دخول مكة 574/3.

(2) "مجمع الزوائد" رقم الحديث: (6866)باب من أخذ شيئا بغير إذن صاحبه، وقال: «رواه أبويعلى وأبوحرة ووثّـقه أبوداود وضعّفه ابن معين».

ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.»[1]

''اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں ، درود وسلام ہو اللہ کے رسول ﷺ پر، اے اللہ ! میرے گناہوں کو بخش دیں اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیں۔''

مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت بھی ضرور کرلیا کریں، اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے ہی جانا ہو۔[2]

بیت اللہ پر پہلی نظر:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار مواقع پر آسمانوں کے دروازے کھول لیے جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے، ان میں ایک وہ دعا ہے جو بیت اللہ کو دیکھ کر مانگی جائے۔[3]

لہٰذا داخل ہونے کے بعد جس وقت خانہ کعبہ پر آپ کی نظر پڑے تو راستہ سے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہوجائیں اور تین مرتبہ «اَللّٰہ أَكْبَرُ، لا إله إِلَّا اللّٰهُ»[4] کہہ کر یہ دعائیں مانگیں:

«اَللّٰهُمَّ زِدْ هذا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَه وَكَرَّمَه وَعَظَّمَه مِمَّنْ حَجَّه أَوْ اِعْتَمَرَهُ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا[5]، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلامُ وَمِنْكَ السَّلامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا

---

(1) أخرجه "ابن ماجه" رقم الحديث: (771)باب الدعاء عند دخول المسجد.

(2) "غنية الناسك": قبيل مطلب في دخول البيت صـ138.

(3) أورده "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (17253)باب ما يستفتح به الدعاء، وقال: «رواه الطبراني وفيه عفير بن معدان وهو مجمع على ضعفه».

(4) "الدر المختار": كتاب الحج ـ مطلب في دخول مكة 575/3.

(5) أخرجه "البيهقي" في "السنن الكبرى" رقم الحديث: (9213)باب القول عند رؤية البيت.

بِالسَّلام»[1]

''اے اللہ! اپنے اس مقدس گھر کی عزت وعظمت، شرافت وہیبت میں ترقی فرمااور حج اور عمرہ کرنے والوں میں جواس کی تعظیم وتکریم کریں ان کو شرف وعظمت اور نیکی عطا فرما، اے اللہ! تیرا نام سلام ہے اور سلامتی تیری طرف سے ہے،اے ہمارے رب! توہمیں سلامتی عطافرما۔''

ان دعاؤں کاپڑھنا مستحب ہے، اگرکسی کویاد نہ ہوں توجو دعادل میں آئے خوب گڑگڑا کرمانگیں کیونکہ اس وقت دعازیادہ قبول ہوتی ہے۔

یادرہے کہ:

جب بھی بیت اللہ پر آپ کی نظرپڑے تو اس وقت کچھ نہ کچھ دعا مانگ لینی چاہیے۔[2]

مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد:

مسجد حرام میں داخل ہوکر تحیۃ المسجد نہ پڑھیں کیونکہ یہاں بغرضِ طواف آنے والوں کاتحیہ نماز کی بجائے طواف ہے، البتہ جو شخص مسجدِ حرام میں طواف کی غرض سے نہ آیاہو، صرف بیٹھ کر ذکر وتلاوت کرنے یانماز پڑھنے کی غرض سے آیاہو توعام مساجد کی طرح یہاں بھی تحیۃ المسجد پڑھ لینی چاہیے۔[3]

یادرہے کہ:

مسجد حرام پہنچ کرآپ نے عمرہ کے تین اعمال(طواف، سعی، حلق یاقصر) کرنے ہیں جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

---

(1) أخرجه "البيهقي"في "السنن الكبرى" رقم الحديث: (9216)باب القول عند رؤية البيت.

(2) "غنية الناسك": تنبيه في أماكن الإجابة صـ138، ونصه: وزَادَ غيرُه: وعند رُؤيةِ الكعبةِ أي مطلقا للمكيّ والآفاقي في كلّ مكانٍ يَراه (طوالع).

(3) "إرشاد الساري": باب دخول مكة صـ142، 143. وزَادَ غيرُه:وعند رُؤيةِ الكعبةِ أي مطلقا للمكيّ والآفاقي في كلّ مكانٍ يَراه (طوالع).

(2)۔۔۔طواف کرنا

طواف کا مطلب:

طواف کا لفظی معنی ہے کسی چیز کے ارد گرد گھومنا جبکہ شریعت کی اصطلاح میں بیت اللہ کے گرد سات (7) چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں۔[1]

طواف کی ابتداء:

طواف کا آغاز کرنے کے لئے حجرِ اسود کی طرف روانہ ہو جائیں، وہاں پہنچ کر بیت اللہ کے سامنے اس طرح کھڑے ہوں کہ حجرِ اسود آپ کے دائیں طرف آجائے اور تین کام کر لیں:

1) تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔
2) اضطباع کر لیں یعنی احرام کی چادر کو دائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال دیں۔
3) طواف کی نیت کریں۔[2]

طواف کی نیت:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ طَوَافَ الْعُمْرَةِ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ.»

''اے اللہ! میں عمرہ کے طواف کی نیت کرتا ہوں، آپ اس کو میرے

---

(1) "غنية الناسك": باب ماهية الطواف وأنواعه صـ109.

(2) "إرشاد الساري": باب دخول مكة، فصل في صفة الشروع في الطواف إلخ صـ143.

لیے آسان فرمادیجئے اور قبول کر لیجئے۔"[1]

حجراسود کے سامنے آجائیں:

اس کے بعد آپ حجرِاسود کے بالکل سامنے آجائیں اور اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اٹھائیں جیسے کہ نماز میں اٹھاتے ہیں یعنی مرد کانوں تک اور خواتین کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھائیں، ہاتھ اٹھاتے وقت درج ذیل کلمات پڑھیں:

«بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ»

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو سب سے بڑا ہے، تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں، درود وسلام ہو اللہ کے رسول پر۔"

اس کے بعد حجراسود کا استلام کریں۔

استلام کا طریقہ:

استلام کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ حجرِاسود پر اس طرح رکھیں جیسے سجدہ میں زمین پر رکھے جاتے ہیں اور دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سر رکھ کر حجرِاسود کو ادب کے ساتھ بوسہ دیں، ہجوم کی وجہ سے بوسہ دینا مشکل ہو تو حجرِاسود کو دونوں ہاتھوں یا داہنے ہاتھ سے چھو کر ہاتھوں کو بوسہ دیں، ہاتھ بھی نہ رکھ سکیں تو لکڑی یا کسی دوسری چیز سے حجرِاسود کو چھو کر اس چیز کو بوسہ دیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ حجرِاسود کی طرف اس طرح اٹھائیں کہ گویا حجرِاسود پر رکھے ہوئے ہیں اور ہاتھوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف رکھیں، پھر ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ اپنی طرف کرکے ہاتھوں کو بوسہ دیں اور یہ کلمات پڑھیں:

---

(1) "غنية الناسك": فصل في صفة الابتداء بالحجر الأسود صـ99.

«بِسْمِ الله وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلله الْحَمْدُ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُوْلِ الله، اَللّٰهُمَّ إِيْمَاناً بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَا تِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»[1]

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو سب سے بڑا ہے، تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں، درود و سلام ہو اللہ کے رسول پر، اے اللہ! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے وعدے کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے میں اس طواف کو شروع کر رہا ہوں۔''[2]

اگر کسی کے لیے یہ سارے کلمات کہنا مشکل ہو تو صرف ((بِسْمِ الله، اَللهُ أَكْبَرُ، وَلله الْحَمْدُ)) کہنا بھی کافی ہے، اس کے بعد حجرِ اسود کا استلام کریں۔[3]

طواف شروع کریں:

حجرِ اسود کے استلام کے بعد کعبہ کو بائیں طرف رکھ کر طواف شروع کریں، مرد

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في صفة الشروع إلخ صـ143، 144.

(2) "غنية الناسك": فصل في صفة الابتداء بالحجر الأسود صـ99، ونصه: ورَفَع يديه عند التكبير لافتتاحِ الطوافِ حِذاءَ أُذُنَيه مستقبلا بباطن كفّيه الحجرَ الأسودَ كهيئتهما في افتتاح الصلاة، ثم يُرسلهما ثم استلمه إن استطاع من غير أن يُؤذيَ نفسَه أو غيرَه...ومِن المأثور عند الاستلام، وكذا بعده عند ابتداء الطواف أيضا، «بسم الله والله أكبرُ، اللّهمّ إيمانًا بك وتصديقًا بكتابك ووفاءً بعهدك واتباعًا لسنّة نبيّك محمّد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»، وأيضا مِن المأثور: «بسم الله والله أكبرُ إيمانًا بالله وتصديقًا بما جاء به محمدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»"، إلا أن الأوّلَ لم يصِحَّ إلا عن "عليٍ" و"ابنِ عمرَ"رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، والثاني دعا به النبيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حين استلم، كما في «الفتح» ...فإن لم يستطِعْ للزّحمة أو لكون الحجر مُلطّخا بالطِيْب وهو مُحرِمٌ وقف بحذائه مستقبلا له، وفَعَل ما ذكرنا من الأذكار، ورَفَع اليدين حِذاءَ أُذُنيه عند التكبير ثم إرسالهما ثم رَفَع يديه حِذاءَ أذنيه وجَعَل ظاهر كفَّيه إلى وجهه وباطنهما نحوَ الحجر مشيرا بهما إليه كأنّه واضعُهما عليه وقبّلهما بعد الإشارة، وهذا الرفعُ للإشارة لا للتكبير، ذكره في «الكبير».

(3) "احکام حج":عنوان: **طواف کا طریقہ اور حجر اسود کا استلام** صـ47.

حضرات پہلے تین چکروں میں رمل کریں یعنی اکڑ کر شانے ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر پہلوانوں کی طرح ذرا تیزی سے چلیں، باقی چار چکروں میں حسبِ معمول رفتار سے چلیں، البتہ خواتین رمل نہ کریں بلکہ اپنی چال کے مطابق چلیں، دورانِ طواف بلاضرورت ادھر ادھر نہ دیکھیں اور نہ ہاتھ اپنے پہلو یا سینے پر رکھیں[1] طواف کرتے ہوئے تھوڑا سا آگے انسانی قد کے برابر قوس کی شکل میں ایک دیوار آئے گی اس کو ''حطیم'' کہتے ہیں، یہ جگہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے اس لیے اس سے باہر گزر جائیں[2]، آگے چلتے ہوئے جب رکنِ یمانی پر پہنچیں، تو اگر ممکن ہو تو اس کو دونوں ہاتھوں سے یا صرف داہنے ہاتھ سے چھو لیں، اس کو بوسہ دینا یا چھونے کے بعد ہاتھوں کو بوسہ دینا یا صرف بائیں ہاتھ سے چھونا یا دور سے حجرِ اسود کی طرح اس کی طرف اشارہ کرنا جمہور کے نزدیک خلافِ سنت ہے، اگر ہاتھ لگانے کا موقع نہ ملے تو ایسے ہی گزر جائیں۔[3]

جب لوٹ کر حجرِ اسود پر پہنچیں تو «بِسْمِ اللهِ، اَللهُ أَكْبَرُ، وَلِلهِ الْحَمْدُ» کہہ کر حجرِ اسود کا دوبارہ استلام کریں۔[4]

حجرِ اسود سے چل کر جب آپ دوبارہ حجرِ اسود تک پہنچیں تو آپ کا ایک چکر مکمل ہو جائے گا، اب اس طرح باقی چھ چکر لگا کر طواف مکمل کریں، سات چکر پورے ہونے کے بعد آخر میں بھی آٹھویں مرتبہ حجرِ اسود کا استلام کریں۔[5]

---

(1) "إرشاد الساري": باب أنواع الأطوفة صـ176، 177.

(2) كما ورد في "صحيح البخاري" رقم الحديث: (1584)كتاب الحج ـ باب فضل مكة: عن عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قالت: سألت النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن الجدر أمن البيت هو؟ قال: «نعم» إلخ.

(3) "إرشاد الساري": فصل في صفة الشروع في الطواف صـ151.

(4) "الهندية": كتاب الحج ـ الباب الخامس في كيفية إلخ 225/1.

(5) "إرشاد الساري": فصل في صفة الشروع في الطواف صـ147- 152.

طواف کی دعائیں:

دورانِ طواف ذکر اللہ میں مشغول رہنااور دعامانگناافضل ہے، حالتِ طواف میں دعاقبول ہوتی ہے[1] لیکن طواف میں دعا کے لیے ہاتھ نہ اٹھائیں،[2] اس طرح کتابوں سے دیکھ دیکھ کر دعائیں پڑھنا بھی درست طریقہ نہیں کیونکہ مقصود دعاپڑھنا نہیں بلکہ دعامانگنا ہے۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مبسوط'' میں لکھاہے کہ مقاماتِ حج میں کوئی دعا معین کرنااچھانہیں بلکہ جو دل میں آئے اور جس کی ضرورت سمجھے وہ دعامانگیں کیونکہ معین الفاظ کی پابندی سے اکثر رقتِ قلب اور خشوع پیدانہیں ہوتا۔[3]

بعض لوگ طواف کے ہر چکر میں اپنے ہم سفر حاجیوں سے کچھ خاص دعائیں پڑھواتے ہیں جو نہ حاجیوں کو یاد ہوتی ہیں اور نہ وہ ان کے کسی لفظ کا مطلب سمجھتے ہیں، یہ درست طریقہ نہیں، اگر طواف کے دوران کچھ بھی نہ پڑھیں بلکہ خاموش رہیں تب بھی طواف صحیح ہو جاتا ہے، البتہ اگر کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول درج ذیل دعاؤں میں سے کوئی یاد ہو تو اس کا پڑھنا بہتر ہے۔

رکنِ یمانی اور حجرِاسود کے درمیان دعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکنِ یمانی پر ستر (70) فرشتے مقرر ہیں جب کوئی شخص (درج ذیل) دعاکوپڑھتاہے تو یہ فرشتے اس کی اس دعا کے ختم ہونے پر آمین کہتے ہیں۔

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَة، رَبَّنَا آتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِيْ الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.»[4]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في صفة الشروع في الطواف صـ149.

(2) "غنية الناسك": فصل: وأما مستحبات الطواف ـ تنبيه في أماكن الإجابة صـ123.

(3) "غنية الناسك": باب دخول مكة وحرمها صـ98.

(4) أخرجه " المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (5) كتاب الحج 114/2.

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگتا ہوں، اے ہمارے رب! ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

حجر اسود اور حطیم کے درمیان دعا:

«رَبِّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى كِلِّ غَائِبَةٍ لِيْ بِخَيْرٍ.»[1]

''اے اللہ! جو کچھ آپ نے مجھے عنایت فرمایا اس پر مجھے قناعت دے اور اس میں مجھے برکت بھی دے اور میرا مال اور اولاد جو کچھ میرے سامنے نہیں تو اس کی حفاظت فرما۔''

دورانِ طواف دعا:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص پورے طواف میں کسی سے بات چیت کئے بغیر درج ذیل دعا پڑھتا رہتا ہے تو اللہ اس کے دس گناہ معاف فرماتے ہیں اور دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس درجے بلند فرما دیتے ہیں۔

«سُبْحَانَ الله والْحَمْدُ لله ولَاإِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله»[2]

''اللہ پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اللہ ہی کی طرف ہے۔''

---

[1] أخرجه "ابن أبي شيبة" رقم الحديث: (16064) كتاب الحج ـ باب ما يدعو به الرجل.

[2] أخرجه "ابن ماجه" رقم الحديث: (2957) أبواب المناسك ـ باب فضل الطواف.

طواف کے مسائل

رمل اور اضطباع کا حکم:

جس طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی ہو اس میں مردوں کے لیے طواف کے تمام چکروں میں اضطباع کرنا سنت ہے، اسی طرح طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا بھی سنت ہے[1] لیکن خواتین کے لیے یہ دونوں کام مسنون نہیں۔[2]

رمل بھول جانے کا حکم:

اگر رمل کرنا بھول جائے تو اگر پہلے تین چکروں میں یاد آجائے تو کرلے لیکن پہلے تین چکروں میں یاد نہ آئے تو پھر رمل نہ کرے کیونکہ جس طرح پہلے تین چکروں میں رمل کرنا سنت ہے، اسی طرح آخری چار چکروں میں رمل نہ کرنا سنت ہے۔[3]

بوقت استلام بیت اللہ کی طرف منہ وغیرہ پھیرنے کا حکم:

دورانِ طواف بیت اللہ کا استقبال کرنا یعنی مکمل طور پر اس کی طرف گھوم جانا ممنوع ہے، البتہ حجرِ اسود کے استلام کے وقت یا رکنِ یمانی کو چھوتے وقت بیت اللہ کی گھوم جانا درست ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ پیر اپنی جگہ پر مضبوطی سے جمے رہے تاکہ بیت اللہ کی طرف رخ ہونے کی صورت میں طواف کا کچھ حصہ نہ آنے پائے، البتہ اگر ازدحام کی وجہ سے مکمل گھومنا یا گھوم کر پیروں کو اپنی جگہ برقرار رکھنا مشکل ہو تو صرف

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في صفة الشروع في الطواف إلخ صـ143.

(2) "إرشاد الساري": فصل في إحرام المرأة صـ128.

(3) "الهندية": كتاب المناسك ـ الباب الخامس في كيفية أداء الحج صـ226.

چہرہ اور سینہ یا صرف چہرہ گھمانے پر اکتفاء کر لینا بھی درست ہے۔[1]

طواف کے وقت بیت اللہ کی طرف سینہ یا پشت کرنا:

طواف کرتے ہوئے خانہ کعبہ کی طرف سینہ یاپشت کرنامکروہِ تحریمی ہے، اگر اسی حالت میں طواف کا کچھ حصہ طے کیا تو طواف کے اتنے حصے کا اعادہ ضروری ہے ورنہ ایک چکر مزید لگانالازم ہو گا۔[2]

دورانِ طواف تلاوت کرنا بہتر ہے یا دوسرے اذکار؟

طواف کی حالت میں ذکر افضل ہے اور تلاوتِ قرآن بھی جائز ہے مگر ذکر و تلاوت اور دعا بلند آواز سے نہ کرے، تاکہ دوسرے طواف کرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔[3]

زیادہ طواف کرنے کی نیت سے طواف میں جلدی کرنا:

زیادہ طواف کرنے کے خیال سے ہر گز جلدی نہ کرے کیونکہ تھوڑا لیکن اچھا عمل اس زیادہ عمل سے بدرجہا بہتر ہے جس میں مشقت تو زیادہ ہو لیکن عمدہ طریقہ سے ادا نہ کیا جائے۔[4]

---

(1) "غنية الناسك": فصل في واجبات الطواف صـ113، ونصه: ليس شيء من الطواف يجوز عندنا مع استقبال البيت، فإذا استقبله عند استلام أحد الركنين ينبغي أن يقرّ قدمَيه في موضعهما حالة الاستقبال، فإذا فرغ من الاستلام اعتدل قائما على حاله قبلَ الاستقبال وجعل يساره إلى البيت كما كان فيطوف؛ لأنه لو زالت قدماه في موضعهما إلى جهة الباب ولو قليلا في حال استقباله ثم مضى من هناك في طوافه لكان قد قطع جزأ من مطافه وهو مستقبل البيت، هذا.

(2) "غنية الناسك": باب في ماهية الطواف وأنواعه، فصل: وأما محرماته صـ126، ونصه: وأما محرماتُه فابتداءُ الطواف من غير الحجر ولو مما بين الركنين وأداءُ شيء من الطواف مع استقبال البيت، قيل: إلا قُبالة الحجر الأسود في ابتداء الطواف خاصّة.

(3) "غنية الناسك": فصل في واجبات الطواف صـ122.

(4) "غنية الناسك": فصل في واجبات الطواف صـ119.

کن اوقات میں طواف کرنا مکروہ ہے؟

جب نماز کے لیے اقامت ہو رہی ہو یا جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہو تو ان دونوں اوقات میں طواف کرنا مکروہ ہے[1]، اس کے علاوہ کسی بھی وقت میں طواف مکروہ نہیں اگرچہ وہ اوقات کیوں نہ ہوں جن میں نماز مکروہ ہوتی ہے۔[2]

طواف کرنا افضل ہے یا نوافل پڑھنا؟

مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کے لیے نفلی نماز، نفلی طواف سے افضل ہے لیکن باہر سے آنے والوں کے لیے ہر وقت نفلی طواف کرنا نفلی نماز سے افضل ہے۔[3]

جنابت یا بغیر وضو کے طواف کرنا:

جنابت اور بے وضو ہونے کی حالت میں طواف کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے ان حالات میں طواف کیا تو اس کی وجہ سے کفارہ آئے گا جس کی تفصیل جنایات کے بیان میں آرہی ہے۔[4]

دورانِ طواف وضو ٹوٹنے یا کوئی اور عذر پیش آنے کا حکم:

اگر دورانِ طواف کسی کا وضو ٹوٹ جائے یا کسی اور عذر کی وجہ سے طواف چھوڑ دے تو اگر اس نے طواف کے چار چکر یا اس سے زیادہ مکمل کر لیے تھے تو وضو کر کے پھر وہیں سے طواف شروع کرے جہاں چھوڑا تھا اور اگر چار چکر ابھی تک مکمل نہیں کئے تھے تو از سرِ نو طواف کرنا افضل ہے، تاہم رش کی صورت میں اگر افضیلت پر عمل کو چھوڑ کر وہی سے طواف کیا جائے جہاں سے چھوڑا تھا تو کوئی حرج نہیں، البتہ

---

(1) "إرشاد الساري": باب أنواع الأطوفة ـ فصل في مكروهاته صـ183.

(2) "إرشاد الساري": باب أنواع الأطوفة صـ159.

(3) "غنية الناسك":فصل في ما ينبغي له الإعتناء به بعد الفراغ إلخ صـ137.

(4) "إرشاد الساري": فصل في محرماته صـ182.

اگر فرض نماز کی جماعت کی وجہ سے ایسی صورت پیش آئے تو بہر صورت وہیں سے طواف شروع کرے جہاں چھوڑا تھا۔[1]

معذور کے طواف کا حکم:

اگر کسی کو کوئی ایسا عذر ہے جس کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹھہرتا ہو مثلاً زخم جاری ہے یا پیشاب کے قطرے مسلسل گرتے ہیں یا عورت کو استحاضہ کا خون آرہا ہے تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ ایک نماز کے وقت میں وضو کرے، پھر اس وضو سے اس وقت میں جتنے چاہے طواف کرے، نمازیں پڑھے اور قرآن کی تلاوت کرے، دوسری نماز کا وقت داخل ہونے تک اس عذر کے ہوتے ہوئے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اگر طواف مکمل ہونے سے پہلے ہی دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے تو وضو کر کے طواف مکمل کرے، لیکن اگر عذر والی بیماری کے علاوہ کسی اور وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے۔[2]

دورانِ طواف کھانے پینے کا حکم:

طواف کی حالت میں کچھ کھانا مکروہ ہے، پینا جائز ہے،[3] کیونکہ نبی کریم ﷺ نے طواف کے دوران آبِ زمزم نوش فرمایا تھا۔[4]

طواف کے چکروں کی تعداد میں شک ہونا:

اگر طواف کے چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو کم تعداد شمار کر کے باقی

---

(1) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب في القدوم 582/3.

(2) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب في أحكام الآيسة 553/1-557.

(3) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب في القدوم 582/3، 583.

(4) أخرجه "البيهقي" في "السنن الكبرى" رقم الحديث: (9297) كتاب الحج ـ باب الشرب: عن ابن عباس «أن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شرب ماء في الطواف».

چکروں سے طواف مکمل کر لینا چاہیے۔[1]

یاد رہے کہ:

"طواف کے چکر گننے کے لئے آج کل سات دانوں والی تسبیح بھی بآسانی مل جاتی ہے، بوقتِ ضرورت اس سے کام لینا چاہیے۔"

طواف کا آٹھواں چکر لگانے کا حکم:

اگر کسی نے جان بوجھ کر طواف کا آٹھواں چکر بھی لگالیا تو اب چھ چکر اور ملا کر طواف پورا کرنا واجب ہے، اور یہ دو طواف ہو جائیں گے جن کے بعد چار رکعت واجب الطواف ادا کرے۔[2]

استلام کرنا سنت مؤکدہ ہے یا مستحب؟

حجر اسود کا استلام یعنی بوسہ دینا یا ہاتھ وغیرہ لگانا پہلی اور آٹھویں مرتبہ میں بالاتفاق سنتِ مؤکدہ ہے، بیچ والے چکروں میں مستحب ہے۔[3]

حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے خاطر کسی اور کو تکلیف دینا:

حجرِ اسود کا استلام مسنون ہے اور کسی مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے لہٰذا اگر کسی کو تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہو تو براہِ راست حجر اسود کو بوسہ دینے کی ہر گز کوشش نہیں کرنی چاہیے،[4] ایسے ہی ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمر! تو مضبوط آدمی ہے لہٰذا (حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے) کسی کمزور کو تکلیف نہ دینا،

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في مسائل شتى صـ184.

(2) "غنية الناسك": فصل في الأخذ في الطواف وكيفية أدائه صـ105.

(3) "إرشادالساري": باب أنواع الطواف صـ159.

(4) "الدر المختار": مطلب في دخول مكة 577/3.

اگر بآسانی موقع ملے تو چوم لینا ورنہ دور سے اشارہ کر دینا اور تکبیر و تہلیل کہہ دینا۔[1]

خوشبودار حجرِ اسود یا رکن یمانی کو چونا:

اگر حجر اسود پر یا رکن یمانی پر خوشبو لگی ہو (جیسا کہ عموماً لگی ہوئی ہوتی ہے) تو حالتِ احرام میں اس کو نہیں چونا چاہیے، ورنہ تھوڑی خوشبو لگنے کی صورت میں صدقہ اور زیادہ لگنے کی صورت میں دم لازم آئے گا۔[2]

نفلی طواف کا طریقہ:

نفلی طواف کا طریقہ بھی وہی ہے جو عمرہ کے طواف کا ہے، البتہ اس میں رمل اور اضطباع کا عمل نہیں ہوگا،[3] نیز نفلی طواف میں چونکہ احرام نہیں ہوتا اس لیے اس میں حجر اسود یا رکن یمانی پر اگر خوشبو لگی ہو تب بھی ان کو چھونا یا حجر اسود کو بوسہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بیت اللہ کے کن مقامات کا بوسہ لینا جائز ہے:

حجر اسود اور دروازے کی چوکھٹ کے علاوہ بیت اللہ کے کسی اور حصہ کا بوسہ لینا ممنوع ہے، بعض لوگ جہالت میں بیت اللہ کے مختلف جگہوں کو یا مقام ابراہیم کو بوسہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں۔[4]

---

(1) أخرجه "أحمد" رقم الحديث: (190) عن "عمر" رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أنه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال له: «إنك رجلٌ قويٌّ لا تُزَاحِم على الحجر فتُؤذي الضعيفَ، إن وجدت خلوة فاستلِمْه، وإلّا فاستقبِلْه، وكبّر، وهلِّل» قال "شعيب الأرنؤوط" في تعليقاته: حديث حسن، رجاله ثقات.

(2) "التاترخانية": كتاب الحج ـ نوع منه في التطييب إلخ 589/3.

(3) "غنية الناسك" فصل في سنن الطواف صـ119، ونصه: والأصل أن كل طواف بعده سعيٌ، فمِنْ سنّته الاضطباعُ والرمل وإلا فلا.

(4) "غنية الناسك": تنبيه في أماكن الإجابة صـ127، 126.

طواف کے بغیر حجرِ اسود کا بوسہ لینا کیسا ہے؟

نبی کریم ﷺ سے صراحتاً بلا طواف حجر اسود کا بوسہ لینا ثابت نہیں، البتہ بعض صحابہ کرام جیسے حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بلا طواف بھی ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ انہوں نے اس طرح رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کیا ہو گا، لہٰذا طواف کے بغیر بھی حجر اسود کا بوسہ لینا درست ہے۔[1]

طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت واجب الطواف ادا کریں۔

❀❁❀

(1) أخرجه "ابن أبي شيبة" رقم الحديث: (13571)كتاب الحج ـ من كان يحب أن لا يخرج: عن نافع عن ابن عمر: أنه كان لا يخرج من المسجد حتى يستلم،كان في طواف أو في غير طواف، وأخرج أيضا (14749): عن عباد وابن جعفر قال: «رأيت ابن عباس أنه جاء يوم التروية فقبل الحجر ثم سجد عليه فعل ذالك ثلاثا».

دورکعت نماز پڑھنا

طواف سے فارغ ہو کر اضطباع کی حالت ختم کردیں، مقام ابراہیم کی طرف آئیں، اس وقت بہتر یہ ہے کہ آپ کی زبان پر یہ آیت ہو:

﴿وَٱتَّخِذُواْ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥]

"اور بناؤ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ۔"

مقام ابراہیم کے پاس آکر دورکعت واجب ادا کریں۔(1)

یاد رہے کہ ہر قسم کے طواف کے بعد دورکعت نماز پڑھنا واجب ہے خواہ طواف فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل، نیز ان دورکعتوں کا مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرنا افضل ہے، اس لیے بہتر تو یہ ہے کہ مقامِ ابراہیم کے پاس آکر اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ کے اور خانہ کعبہ کے درمیان مقام ابراہیم ہو، لیکن ہجوم کے وقت مقام ابراہیم کے پاس پڑھنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ اس سے طواف کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، ایسی صورت میں مسجد حرام میں جہاں جگہ ملے پڑھ لیں ورنہ حدودِ حرم میں اپنی رہائش گاہ پر پڑھ لیں، مگر حرم سے باہر پڑھنا مکروہ ہے۔(2)

دوگانۂ طواف اوقاتِ ممنوعہ یا مکروہہ میں پڑھنا :

دوگانۂ طواف ممنوع اوقات میں پڑھنا جائز نہیں، ممنوع اوقات تین ہیں: طلوع شمس، غروب شمس اور زوال شمس، اگر کسی نے ان اوقات میں ادا کرلیں تو دوبارہ

---

(1) "غنية الناسك": فصل في أخذ في الطواف صـ106.

(2) "غنية الناسك": فصل في واجبات الطواف صـ116.

پڑھنا واجب ہے۔[1]

نیز دوگانۂ طواف اوقاتِ مکروہہ میں پڑھنا مکروہ ہے، مکروہ اوقات دو ہیں: نماز فجر کے بعد سے لے کر طلوعِ شمس تک اور نماز عصر کے بعد سے لے کر غروبِ شمس تک چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب نمازِ فجر کے بعد طوافِ وداع کیا تو طواف کے نفل پڑھے بغیر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے اور جب مقامِ ذی طوٰی پر پہنچے تو طواف کے دو رکعت ادا کئے،[2] لہٰذا اگر کسی نے ان اوقات میں یہ رکعتیں ادا کرلیں تو لوٹانا بہتر ہے۔[3]

دوگانۂ طواف کب پڑھنا مسنون ہے؟

طواف کی دو رکعتیں طواف کے متصل بعد پڑھنا سنت ہے، بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقتِ مکروہ ہو تو اس کے گزرنے کے بعد پڑھ لینی چاہیے۔[4]

دوگانۂ طواف میں قرأت اور ان کے بعد دعا کا حکم:

دوگانۂ طواف کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ نیز سلام پھیرنے کے بعد اپنے عزیز و اقارب وغیرہ کے لیے دعا مانگنا مستحب ہے۔[5]

دوگانۂ طواف کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی دعا:

حضرت آدم علیہ السلام کو جب آسمان سے اتارا گیا تو انہوں نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور پھر مقام ابراہیم والی جگہ کے پاس آکر دو رکعت نفل پڑھے اور یہ دعا مانگی:

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في ركعتي الطواف صـ174.

(2) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1627)كتاب الحج ـ باب الطواف بعد الصبح والعصر.

(3) "إرشاد الساري": فصل في ركعتي الطواف صـ174.

(4) "غنية الناسك": فصل في واجبات الطواف صـ116.

(5) "إرشاد الساري": فصل في صفة الشروع في الطواف صـ152.

«اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِيْ وَعَلانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ، وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَأَعْطِنِيْ سُؤلِيْ، وَتَعْلَمُ مَافِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ إِيْمَاناً يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْناً صَادِقاً حَتّٰى أَعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُصِيْبُنِيْ إِلَّا مَا كُتِبَتْ لِيْ، وَرِضاً بِمَا قَسَّمْتَ لِيْ»

''اے اللہ! بے شک تو میرے ظاہر اور باطن کو جانتاہے لہٰذا میری معذرت قبول فرما، اور تو میری حاجت کو جانتا ہے تو میرے سوال کو پورا فرما،اور میرے دل کی باتوں کو جانتاہے تو میرے گناہوں کو معاف فرما۔''

''اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتاہوں جو میرے دل کے ساتھ رہے اور ایسا سچا یقین مانگتاہوں جس سے میں یہ جان لوں کہ ہر نفع اور نقصان جو مجھے پہنچے تو وہ میری قسمت میں پہلے سے لکھا ہوا ہوتا ہے اور مجھے اس تقسیم پر راضی فرما جو آپ نے میرے لیے کی ہے۔''

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس دعا کو مانگنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے آدم! میں نے تمہاری توبہ قبول کرلی اور تیرے گناہ معاف کردیئے، تیری اولاد میں سے جو بھی مجھ سے یہ دعا مانگے گا تو میں اس کے گناہ بخشوں گا اور اس کے اہم کاموں کے لیے کافی ہو جاؤں گا اور شیطان کو اس سے دور کردوں گا اور ہر تاجر سے بڑھ کر اس کو تجارت میں نفع دوں گا اور دنیا ذلیل بن کر اس کے پاس آئے گی اگرچہ وہ اسے نہ چاہتاہو۔[1]

کئی طواف ادا کرکے نوافل ایک ساتھ ادا کرنا:

کئی طواف ادا کرکے نوافل کو ایک ساتھ ادا کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر وقتِ مکروہ میں کئی طواف ایک ساتھ ادا کئے تو سب کے نوافل ایک ساتھ پڑھنے میں بھی کوئی مضائقہ

(1) أخرجه "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (17426) كتاب الأدعية - باب دعاء آدم عليه السلام.

نہیں لیکن سب طوافوں کی طرف سے صرف دو رکعت پڑھنا کافی نہیں بلکہ ہر ایک کے لیے الگ الگ پڑھنا ضروری ہے۔[1]

دوگانۂ طواف ادا کرنے کے بعد آپ نے ملتزم پر جانا ہے۔

❀❁❀

[1] "إرشاد الساري": فصل في مكروهاته صـ183.

ملتزم پر دعا مانگنے کا طریقۂ کار

حجرِ اسود اور دروازۂ بیت اللہ کے درمیان تقریباً دو میٹر کعبہ کی دیوار کا جو حصہ ہے ملتزم کہلاتا ہے، اس مقام پر خاص طور سے دعا قبول ہوتی ہے،[1] حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے حجرِ اسود اور دروازہ کے درمیان کھڑے ہو کر اپنا سینہ، چہرہ، کلائیاں اور ہتھیلیاں ملتزم پر دعا کرنے کے لیے رکھیں اور فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔[2]

یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں پر اللہ کے بندے بیت اللہ کی دیوار سے چمٹے ہوئے اس طرح بلک بلک کر رو رہے ہوتے ہیں اور اللہ کے گھر کا واسطہ دے کر اس طرح مانگ رہے ہوتے ہیں کہ جس طرح ستائے ہوئے بچے اپنی ماں سے چمٹ کر روتے اور بلبلاتے ہیں، جس وقت وہ یارب البیت! یا رب البیت! "اے گھر والے، اے گھر کے مالک" کہتے ہیں تو ایک کہرام مچ جاتا ہے، سخت سے سخت دل بھی بھر آتا ہے، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور دعاؤں کی قبولیت کا اطمینان سا ہونے لگتا ہے، خدا کی طرف رجوع اور انابت کا یہ ایک ایسا منظر ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کو اس گئے گزرے دور میں بھی اپنے مالک سے جو تعلق ہے اس کا عشر عشیر بھی دوسری قوموں میں کہیں نظر نہیں آتا۔

لہٰذا اس جگہ کی دیوار پر اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے اوپر سیدھے بچھا دیں اور اپنا سینہ دیوار سے ملا دیں اور رخسار بھی دیوار پر رکھیں۔

---

(1) "إرشاد الساري ": باب في صفة الشروع في الطواف صـ152، 153.

(2) أخرجه "أبوداود" رقم الحديث: (1899) كتاب المناسك ـ باب الملتزم.

اگر ملتزم پر لوگوں کا ہجوم ہو تو پھر اس کے قریب جانے کی کوشش نہ کریں بلکہ اس سے کچھ دور کھڑے ہو کر دعا کریں اور خشوع اور خضوع سے خوب رو رو کر دعا کریں۔

ملتزم پر دعا مانگنے کے بعد آبِ زمزم پر آجائیں۔

❀❁❀

آبِ زمزم پینے کا طریقۂ کار

ملتزم سے فارغ ہو کر آپ آبِ زمزم کے پاس آجائیں اور خوب جی بھر کر آب زمزم پیئیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: منافق اور مؤمن میں فرق یہ ہے کہ مؤمن آبِ زمزم خوب پیٹ بھر کر پی سکے گا، منافق نہیں۔[1]

آبِ زمزم پینے کا سنت طریقہ:

اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ آپ قبلہ رو بیٹھ جائیں اور خوب پیٹ بھر کر تین سانس میں پیئیں، شروع میں «بسم االله» اور آخر میں «الحمد الله» کہیں، پھر یہ دعا پڑھیں:[2]

آبِ زمزم پینے کی دعا:

«اَللّٰهُمَّ أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ»[3]

''اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والا علم، کشادہ روزی اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں۔''

آبِ زمزم بیٹھ کر پینا چاہیے یا کھڑے ہو کر؟

آب زمزم بیٹھ کر ہی پینا چاہیے، البتہ کھڑے ہو کر پینا بھی بلا کراہت جائز ہے،

---

(1) أخرجه "الحاكم" رقم الحديث: (1738)كتاب المناسك، وقال: «هذا حديث صحيح على شرط الشيخين».

(2) "غنية الناسك": فصل في أخذ في الطواف صـ106.

(3) أخرجه "الحاكم" رقم الحديث: (1739)كتاب المناسك، وقال: «هذا حديث صحيح الإسناد إن سلم من الجارودي».

جہاں تک نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کھڑے ہو کر آب زمزم پینے کا تعلق ہے تو وہ بیان جواز کے لیے تھا یعنی اگر کوئی کھڑے ہو کر پی لے تو بلا کراہت جائز ہو گا،[1] البتہ بعض علماء نے حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے کھڑے ہو کر پینے کو ہی مستحب لکھا ہے۔[2]

آبِ زمزم سے وضو یا غسل کرنے کا حکم:

اگر جسم پاک ہو تو برکت کے لیے آبِ زمزم سے وضو یا غسل کرنا جائز ہے، البتہ اس سے استنجا کرنا اور جسم یا کپڑوں کی نجاست دور کرنا جائز نہیں اور نہ ہی جنابت کا غسل کرنا جائز ہے۔[3]

پہلے آب زمزم پینا پھر ملتزم پر جانا کیسا ہے؟

دوگانۂ طواف سے فارغ ہو کر جس طرح پہلے ملتزم پر جانا اور پھر آب زمزم پینا درست ہے اسی طرح پہلے آب زمزم پینا اور پھر ملتزم پر جانا بھی درست ہے لہٰذا جس کے لیے جس میں سہولت ہو اس طرح کر لے۔[4]

---

(1) "الموسوعة الفقهية الكويتية": باب آداب الشرب من ماء زمزم 24/ 14، 15، ونصه: ونص بعض المحدثين والفقهاء على أنه يسن الجلوس عند شرب ماء زمزم كغيره، وقالوا: إن ما روى الشعبي عن ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أنه قال: سقيت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من زمزم وهو قائم محمول على أنه لبيان الجواز، ومعارض لما رواه ابن ماجه عن عاصم قال: ذكرت ذلك لعكرمة فحلف بالله ما فعل – أي ما شرب قائما – لأنه كان حينئذ راكبا.

(2) "إعلاء السنن" تحت رقم الحديث: (2809)باب يستحب أن يشرب المودع من ماء زمزم إلخ 213/10، ونصه: واستحب علماءنا أن يشرب ماء زمزم قائما ويشير إليه ما في حديث إبن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا آية ما بيننا وبين المنافقين أنهم لا يتضلعون والتضلع لا يتأتى إلا قائما.

(3) "إرشاد الساري": قبيل فصل أمر كسوة الكعبة إلخ صـ545.

(4) "غنية الناسك": فصل في أخذ في الطواف صـ107.

نویں بار استلام کرنا:

طواف، ملتزم اور آبِ زمزم سے فارغ ہو کر سعی سے پہلے حجر اسود کا نویں بار استلام کرنا مستحب ہے، لہٰذا آپ بھی حجر اسود کا استلام کرتے ہوئے «بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ» کہیں اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیج کر صفا مروہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔[1]

❀❀❀

[1] "إرشاد الساري": قبيل باب أنواع الأطوفة صـ154.

(3)۔۔۔ سعی کرنا

سعی کا مطلب:

سعی کے لفظی معنی دوڑنے کے ہیں اور شرعاً صفا مروہ کے درمیان مخصوص طریقے پر سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں۔[1]

سعی کا پسِ منظر:

یہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے ایک مخصوص عمل کی یادگار ہے جو انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ کے حکم پر اس ﴿وادئ غَیْر ذِيْ زَرْعٍ﴾ (بے آب وگیاہ وادی) میں معصوم بچے کے ساتھ چھوڑنے کے بعد بے چینی کی حالت میں کیا تھا، اس وقت اللہ کی اس مضبوط ایمان والی بندی کے یہ الفاظ تھے «اِذَنْ لَا یُضَیِّعُنَا (اللّٰہُ)» یعنی اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔[2]

سعی کا مسنون طریقہ:

نویں بار استلام کرنے کے بعد آپ سنت کے مطابق ''باب الصفا'' سے سعی کی جگہ کی طرف آئیں، کسی دوسرے دروازے سے جائیں تو بھی جائز ہے، نکلتے وقت بایاں قدم پہلے باہر رکھیں اور مسجد سے نکلنے کی یہ دعا پڑھیں:

«بِسْمِ اللهِ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ علیٰ رَسُوْلِ اللهِ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ

---

(1) "القاموس الفقهي": حرف السين 173/1.

(2) كما ورد في "صحيح البخاري" رقم الحديث: (3364) كتاب أحاديث الأنبياء، عن ابن عباس.

وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ»[1]

''اللہ کا نام لے کر (میں مسجد سے نکلتا ہوں)درود اور سلام ہو اللہ کے رسول پر، اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

صفا کے قریب پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں آپ بھی یہ الفاظ کہیں:

«أَبْدَأُ بِمَا بَدَءَ اللهُ بِهِ إِنَّ الصَّفَا وَالْـمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ الله»[2]

''میں ابتدا کرتا ہوں اس چیز سے جس سے اللہ نے ابتدا کی ہے یعنی یہ کہ بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''

پھر صفا پر اتنا چڑھیں کہ بیت اللہ نظر آسکے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر لیں، اگر ستونوں کی وجہ سے بیت اللہ نظر نہ آئے تو کوئی حرج نہیں[3] خواتین مردوں کے ہجوم کے وقت صفا یا مروہ پر چڑھنے کی کوشش نہ کریں،[4] اس کے بعد دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں جیسے دعا میں اٹھائے جاتے ہیں، کانوں تک نہ اٹھائیں جیسے نماز کے شروع میں اٹھائے جاتے ہیں، پھر عورتیں دل ہی دل میں اور مرد حضرات اونچی آواز سے «لاإِلٰهَ إِلَّااللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ» تین بار کہیں اور درود شریف پڑھ کر دعا مانگیں۔[5]

---

(1) أخرجه "ابن ماجه" رقم الحديث: (771)كتاب المساجد ـ باب الدعاء عند دخول المسجد.

(2) أخرجه "الدارقطني" رقم الحديث: (2545)كتاب الحج ـ باب المواقيت: عن جابر عن رسول ﷺ قال: «ابدءوا بما بدأ الله تعالى به، ثم قرأ إن الصفاء والمروة من شعائرالله». [البقرة:158]، ورواه الترمذي، رقم: (862) بصيغة الخبر «نبدأ»، قال أبوعيسى:«هذا حديث حسن صحيح».

(3) "إرشادالساري": باب السعي بين الصفا والمروة صـ189.

(4) "غنية الناسك": فصل في إحرام المرأة صـ94.

(5) "غنية الناسك": فصل في كيفية اداء السعي صـ129.

یوں تو اختیار ہے جو چاہے ذکر کریں اور جو چاہے دعا کریں مگر جو دعا رسول اللہ ﷺ سے اس جگہ منقول ہے وہ یہ ہے:

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه، لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلىٰ كُلِّ شَيءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه، أَنْجَز وَعْدَه وَنَصَرَ عَبْدَه وَهَزَمَ الاَحْزَابَ وَحْدَه»[1]

''کوئی معبود نہیں سوائے ایک اللہ کے جس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے اور تعریف اسی کے لیے ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اس ایک اللہ کے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور لشکروں کو تنِ تنہا شکست دے دی۔''

اس موقع پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے:

«اَللّٰهم إِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ وَإِنَّكَ لا تُخْلِفُ الْـمِيْعَادَ وَاِنِّيْ أَسْئَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلاسْلامِ أَنْ لَّا تَنْزِعْهُ مِنِّيْ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ وَأَنَا مُسْلِمٌ»[2]

''اے اللہ! بے شک تو نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا اور یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا، میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے آپ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا، اب وہ مجھ سے واپس نہ لیں یہاں تک کہ اسلام کی حالت میں مجھے موت دے دے۔''

---

[1] أخرجه "مسلم" (1218) كتاب الحج ـ باب حجة النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عن جابر بن عبد الله رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

[2] أخرجه "مالك" في "المؤطا" رقم الحديث: (128)باب البدء بالصفا في السعي، وأخرجه "مجد الدين ابن الأثير" في "جامع الأصول" رقم الحديث: (1507)قال "عبد القادر الأرنؤوط": «إسناده صحيح ».

یہ دعائیں تین تین مرتبہ پڑھیں اور اس کے علاوہ جو چاہیں دعا مانگیں کیونکہ یہ قبولیت کی جگہ ہے۔

اس کے بعد سعی کی نیت کریں(1) اور بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی درج ذیل کلمات کہیں:(2)

سعی کرنے کی نیت:

"یااللہ! میں آپ کی رضا کے لیے صفامروہ کے درمیان سعی کاارادہ کرتاہوں اس کو میرے لیے آسان کردیجیے۔"

پھر ذکر کرتے ہوئے صفاسے داہنی طرف اتر کر مروہ کی طرف چلیں، جب ان سبز ٹیوب لائٹس کے قریب پہنچ جائیں جو چھت میں صفااور مروہ کی دونوں اطراف میں لگی ہوئی ہیں تو مرد حضرات وہاں دوڑنا شروع کریں اور خواتین اپنی عام چال کے مطابق چلیں، مردوں کی طرح دوڑ کر نہ چلیں، نیز مرد حضرات بھی تیز نہ دوڑیں بلکہ درمیانہ روی اختیار کریں۔(3)

سعی کے دوران ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگتے رہیں یا قرآن کی تلاوت کرتے رہیں، سعی کے دوران کوئی خاص دعا لازم نہیں، البتہ نبی کریم ﷺ سے یہ مختصر دعا منقول ہے، آپ بھی اس کو یاد کرلیں اور سعی کے درمیان اس کو خاص طور سے وردِ زبان رکھیں:

ربِّ اغفِرْ وارحَمْ، إنّك أنتَ الأعزُّ الأكرمُ»(4)

---

(1) "غنية الناسك": فصل في مستحباته صـ135.

(2) "إرشادالساري": فصل: وشرط النية أن تكون بالقلب صـ113.

(3) "غنية الناسك": فصل في كيفية أداء السعي صـ129.

(4) أخرجه ابن أبي شيبة"(15807) من طريق الأعمش، والطبراني في "الدعاء" (870)، والبيهقي في سنن الكبرى (9351)، باب الخروج إلى الصفا والمروة: من طريق منصور عن أبي وائل عن مسروق =

"اے ہمارے رب! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما، بے شک آپ بڑے ہی عزت والے اور کرم والے ہیں۔"

جب سبز لائٹس کے احاطہ سے نکل جائیں تو مرد بھی اپنی چال کے مطابق چلیں، دوڑ کر نہ چلیں۔

دورانِ سعی آپ کو عالم اسلام کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ کے مسلمان عشق و سر مستی کی سی کیفیت میں آتے جاتے نظر آئیں گے، قدم بڑھاتے ہوئے اللہ کی بندیاں اور بندے اللہ کے سامنے سر جھکائے ہوئے چلے جا رہے ہیں، ان میں امیر بھی ہیں، غریب بھی، سرخ و سفید بھی، عربی و عجمی بھی، کوئی شامی ہے تو کوئی پاکستانی، کوئی مغربی ہے تو کوئی فلپائنی، مرد بھی اور عورت بھی، لیکن کسی کو دیکھنے اور توجہ کرنے کی فرصت نہیں، بعض اوقات اس مجمعِ عشاق کو دیکھ کر قلب پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اسلام کی محبت جوش مارتی ہے، وطن و قوم کی حدبندیاں ٹوٹنے لگتی ہیں، ذات و نسب، زبان وعلاقہ کے تعصب سے نکل کر وحدتِ کلمہ اور دینی وحدت کا احساس ابھرنے لگتا ہے، اس لیے سعی کے وقت اللہ تعالیٰ خصوصیت سے اپنے بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے، ایسے وقت میں خلوصِ دل سے جو بھی جائز حاجت آپ اللہ سے مانگیں گے، اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائیں گے۔

مروہ پہنچ کر:

مروہ پر پہنچ کر اوپر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوں اور جس

قال: جئت مسلّما على عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وصحبت عبد الله بن مسعود رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حتى دخل في الطواف فطاف ثلاثة رملا وأربعة مشيا...فلما هبط إلى الوادي سعى، فقال: «اللهم اغفر وارحم وأنت الأعز الأكرم» فذكره موقوفا وليس فيه «وتجاوز عما تعلم»، قال البيهقي: «هذا أصح الروايات في ذلك عن ابن مسعود».

طرح صفا پر ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی ویسا ہی عمل یہاں بھی کریں، یہ ایک چکر پورا ہو گیا، یہاں سے پھر صفا پر جائیں اور جیسا صفا سے مروہ جاتے ہوئے عمل کیا تھا ویسا ہی عمل یہاں بھی کریں، جب صفا پر پہنچیں تو یہ دو چکر ہو جائیں گے، اس طرح صفا مروہ کے درمیان کل سات چکر پورے کرنے ہیں، آخر میں آپ کا ساتواں چکر مروہ پر ختم ہو گا، جس پر آپ کی سعی بھی ختم ہو جائے گی۔[1]

❀❀❀

---

(1) "الهندية": كتاب الحج ـ الباب الخامس في كيفية إلخ 226/1.

سعی کے مسائل

سعی کے لیے وضواور کپڑوں کی پاکی کا حکم:

بغیر وضواور ناپاک کپڑوں میں بھی اگرچہ سعی ہو جاتی ہے لیکن سعی میں باوضو ہونااور کپڑوں کا پاک ہونا مستحب ہے۔[1]

نفلی سعی کرنا کیسا ہے؟

سعی بذاتِ خود عبادت نہیں بلکہ طواف کے تابع ہو کر یہ عبادت ہے لہذا بغیر طواف کے صرف نفلی سعی کرنادرست نہیں۔[2]

طواف کے بعد سعی میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟

سعی طواف کے فورا بعد کرناواجب نہیں، سنت ہے، لہٰذا اگر تھکان یا کسی اور عذر کی وجہ سے درمیان میں کچھ وقفہ آجائے تو مضائقہ نہیں۔[3]

سعی کے لیے احرام کا حکم:

عمرہ کی سعی کے لیے احرام شرط ہے، اگر کسی نے احرام کے بغیر کرلی تو دم واجب ہوگا، البتہ حج کی سعی میں قدرے تفصیل ہے جو حج کے بیان کے آخر میں آرہی ہے۔[4]

---

(1) "غنية الناسك": فصل في سنن السعي صـ135.

(2) "إرشاد الساري": فصل في شرائط صحة السعي صـ193.

(3) "إرشاد الساري": باب السعي بين الصفا والمروة صـ189.

(4) "غنية الناسك": فصل في ركن السعي و شرائطه صـ132.

بلاعذر سواری پر سعی کرنا:

سعی پیدل کرنا واجب ہے، کوئی عذر ہو تو وہیل چیئر پر بھی کر سکتے ہیں، تاہم اگر بغیر عذر کے وہیل چیئر پر سعی کرلی تو دم واجب ہوگا۔[1]

سعی کے چکروں کی تعداد میں شک ہونا:

اگر سعی کے چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو کم تعداد شمار کر کے سعی مکمل کرلیں۔[2]

دورانِ سعی نماز کھڑی ہونے کا حکم:

سعی کے چکر پے درپے لگانا سنت ہے، اگر سعی کے دوران فرض نماز شروع ہو جائے یا جمعہ کا خطبہ شروع ہو جائے تو سعی کو روک دے، پھر جس جگہ سعی چھوڑی تھی اسی جگہ سے دوبارہ شروع کردے۔[3]

سعی کے بعد آپ نے دوگانۂ شکر ادا کرنا ہے۔

دوگانۂ شکر:

سعی کے سات چکر پورے کر کے آپ کی سعی پوری ہوگئی، بعض روایات میں اس موقع پر آپ ﷺ سے دو رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے لہٰذا اگر مکروہ وقت نہ ہو تو مطاف میں یا مسجد حرام کی حدود میں جہاں بآسانی ممکن ہو آپ یہ دو رکعت نفل ادا کریں۔[4]

---

(1) "غنية الناسك": فصل في واجبات السعي صـ133.

(2) "غنية الناسك": باب السعي بين الصفا والمروة صـ130.

(3) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب في طواف القدوم 582/3.

(4) كما ورد في "الكبير للطبراني" (683): عن المطلِب بن أبي وداعة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ «أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» صلى في حاشية الطواف، وليس بينه وبين الطواف سترة»" هذا لفظ عبد الله بن صالح، وقال ابن عبد الحكم في حديثه: قال: رأيت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لما قضى سعيه=

سعی کے بعد دو رکعت نفل مروہ پر ادا کرنا کیسا ہے؟

سعی کے بعد شکرانہ کے نوافل مروہ پر ادا کرنا مکروہ ہے۔[1]

سعی سے فارغ ہو کر:

اب آپ کے ذمہ عمرہ کے افعال میں سے صرف سر کے بال کاٹنا باقی ہے۔

❀❀❀

صلى في حاشية الطواف ليس بينه وبين الطائفين سترة». وكذا في "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ فصل في الإحرام 457/3.

(1) "إرشاد الساري": فصل: فإذا فرغ من السعي صـ200.

(4)۔۔۔سر کے بال کاٹنا

استرہ سے سر کے بال منڈوانے کو ''حلق'' اور قینچی وغیرہ سے انگلی کے ایک پورے کے بقدر کتروانے کو ''قصر'' کہتے ہیں۔

حلق یا قصر کرنے کا طریقہ:

سعی کے بعد مرد حضرات سر کے بال خود یا کسی دوسرے سے منڈوائیں، اگر بال لمبے ہوں تو انگلی کے ایک پورے کی لمبائی کے بقدر تمام سر کے بال کتروانا (قصر کرنا) بھی جائز ہے لیکن منڈوانا افضل ہے، آپ ﷺ نے حلق کرنے والوں کے لیے تین مرتبہ مغفرت کی دعا فرمائی ہے اور قصر کرنے والوں کے لیے ایک مرتبہ۔[1]

خواتین کے بال کاٹنے کا طریقہ:

خواتین کو چاہیے کہ کسی باپردہ جگہ میں سارے سر کے بال خود کتریں یا کسی عورت یا محرم سے کتروائیں، اور سارے بال آسانی سے کتروانے کی ایک صورت یہ ہے کہ سر کے بالوں کے دائیں بائیں اور پیچھے تین حصے بنا کر ہر حصہ سے انگلی کے ایک پورے کی لمبائی کے برابر کاٹ لیں۔[2]

چونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں اس لیے مرد و عورت دونوں کے لیے قصر کرنے میں بہتر یہ ہے کہ انگلی کے ایک پورے کی لمبائی سے کچھ زیادہ بال کاٹے تاکہ

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1728)كتاب الحج ـ باب الحلق والتقصير عندالإحلال: عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللهم اغفر للمحلقين» قالوا: وللمقصرين، قال: «اللهم اغفر للمحلقين»، قالوا: وللمقصرين، قالها ثلاثا، قال: «وللمقصرين».

(2) "إرشاد الساري": فصل في الحلق والتقصير ص252، 253.

سب بال کترنے میں آجائیں۔[1]

یادرہے کہ:

مروہ کے اوپر بعض لوگ ہاتھوں میں قینچی لیے کھڑے ہوتے ہیں اور لوگوں کے چند بال کاٹ کر کہہ دیتے ہیں کہ تم حلال ہوگئے جن کی دیکھادیکھی بعض حنفی مسلک کے لوگ بھی ان سے بال کتروادیتے ہیں، یاد رکھیں کہ جب تک کم از کم سر کے چوتھائی حصہ کے بال نہ کتروائے جائیں اس وقت تک حنفی مسلک کے مطابق محرم حلال نہیں ہوتا، ایسی صورت میں اگر کوئی احرام کھولے گا تو بال نہ کاٹنے کا دم لازم ہوگا۔[2]

❀❀❀

(1) "غنية الناسك": فصل في الحلق والتقصير صـ174.

(2) "إرشاد الساري": فصل في الحلق والتقصير صـ252، 253.

بال کاٹنے کے مسائل

خواتین کے لیے سر کے بال منڈوانے کا حکم:

احرام سے نکلنے کے لیے خواتین بالوں کا قصر کریں گی حلق نہیں کریں گی کیونکہ خواتین کے لیے سر کے بال منڈوانا حرام ہے۔[1]

حلق یا قصر میں کم از کم کتنے بال کاٹنا ضروری ہے؟

ایک چوتھائی کے بقدر بال منڈوانا یا کترواناواجب ہے اور سارے بال منڈوانا یا کتروانا سنت ہے، چوتھائی سر سے کم کاٹنے یا کتروانے سے حلق یا قصر ادا نہیں ہو گا[2] لیکن صرف چوتھائی سر کے بال کاٹنے پر اکتفاء کرنا مکروہِ تحریمی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ''قزع'' سے منع فرمایا ہے یعنی یہ کہ انسان سر کے بعض حصہ کے بال کٹوائے اور بعض چھوڑ دے اس لیے پورے سر کے بال کٹوانے چاہیے۔[3]

جو شخص حلق اور قصر دونوں پر قادر نہ ہو:

اگر کسی شخص کا سر گنجا ہے تو سر پر صرف استرہ پھیرنا واجب ہے لیکن اگر سر زخمی ہو اور استرہ پھیرنا بھی نقصان دہ ہو تو یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے اور حلق کے بغیر احرام سے حلال ہو جائے گا۔ البتہ حج ادا کرنے کی صورت میں بہتر یہ ہے کہ احرام کھولنے میں

---

[1] حوالہ بالا۔

[2] حوالہ بالا۔

[3] أخرجه "أبوداود" رقم الحديث: (4193) كتاب الترجل، باب في الذؤابة: عن ابن عمر، قال: نهى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن القزع. والقزع: أن يحلق رأس الصبي، فيترك بعض شعره.

ایام نحر کی آخری تاریخ یعنی 12 ذی الحجہ تک انتظار کرے۔[1]

اس عورت کا حکم جس کے بال کسی وجہ سے گر گئے ہوں:

اگر کسی خاتون کے بال کینسر وغیرہ کی وجہ سے گر جائیں تو اس کے لیے قصر معاف ہے، لہٰذا قصر کے عمل کے بغیر ہی وہ حلال ہو جائے گی، البتہ حج ادا کرنے کی صورت میں بہتر یہ ہے کہ احرام کھولنے میں ایام نحر کی آخری تاریخ یعنی 12 ذی الحجہ تک انتظار کرے۔[2]

مصنوعی بالوں کے حلق یا قصر کا حکم:

اگر سر پر بال نہ ہونے کی وجہ وِگ (Wig) کی شکل میں مصنوعی بال لگے ہوئے ہوں جن کو بوقتِ ضرورت سر سے ہٹایا جاسکتا ہو تو مردوں کے لئے ان کو ہٹا کر سر پر استرہ پھیرنا ضروری ہے اور خواتین کے لئے قصر معاف ہوگا، اور اگر وہ فکس شکل میں لگے ہوئے ہوں جیسا کہ آج کل باقاعدہ بالوں کی پیوندکاری کی جاتی ہے تو اگر وہ عام بالوں کی طرح باقاعدہ نشوونما کرتے ہوں اور کاٹنے کی صورت میں دوبارہ لگانے پر بھاری خرچہ آتا ہو اور وہ سر کے بعض حصہ پر لگے ہوئے ہوں تو ان کے علاوہ باقی بالوں میں سے چوتھائی کے بقدر بال کاٹے جائیں اور اگر پورے سر پر لگے ہوں تو ایسی صورت میں حلق یا قصر معاف ہوگا۔[3]

---

(1) "غنية الناسك": فصل في الحلق صـ175، ونصه: ويجب إجراء الموسى علي الأقرع إن أمكنه هو المختار... ولو تعذر الحلق تعين التقصير أو تعذر التقصير...تعين الحلق أو تعذرا جميعا بأن يكون شعره قصيرا أو برأسه قروح لا يمكنه الحلق سقطا عنه وحل بلا شيئ والأفضل أن يؤخر الإحلال إلىٰ آخر أيام النحر، وكذا في "الدر" مع "الرد" كتاب الحج ـ مطلب في رمي جمرة العقبة 612/3، و"بذل المجهود" كتاب المناسك ـ باب الحلق والتقصير 180/9.

(2) حوالہ بالا۔

(3) حوالہ بالا۔

سر کے کچھ بال کٹوا کر احرام کھولنے کا حکم:

اگر کسی نے ناواقفیت کی وجہ سے سر کے چند بال کٹوا کر احرام کھول لیا تو اس پر بال نہ کٹوانے کی وجہ سے ایک دم آئے گا اور اگر مختلف موقعوں پر ایسا کیا ہو تو اس کے اعتبار سے متعدد دم آئیں گے۔[1]

الیکٹرانک مشین کے ذریعے بال کاٹنے کا حکم:

چونکہ بال کاٹنے کی مشین میں چھوٹی چھوٹی قینچیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں اس لیے اس کے ذریعہ سے بال کاٹنا قینچی کے حکم میں ہے لہٰذا اگر کسی کے بال لمبائی میں کم از کم انگلی کے ایک پورے کے بقدر ہیں تو اس کے لیے مشین سے بال کاٹنا جائز ہے ورنہ استرے سے مونڈنا ضروری ہے۔[2]

زیادہ عمروں کی وجہ سے خواتین کے بالوں کا چھوٹا ہو جانا:

زیادہ عمروں کی وجہ سے اگر کسی خاتون کے بال زیادہ چھوٹے ہونے کا خدشہ ہو تو اس کی وجہ سے اس کو زیادہ عمروں سے روکا نہیں جائے گا، البتہ اگر اس کے بال اتنے چھوٹے ہو رہے ہوں کہ مردوں کی مشابہت لازم آتی ہو جو کہ مکروہ تحریمی ہے تو ایسی صورت میں مذکورہ عورت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے صرف تین چار بال کاٹ کر حلال ہو سکتی ہے۔[3]

کیا واجباتِ عمرہ میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

عمرہ کے واجبات میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے لہٰذا پہلے سعی اور پھر قصر

---

(1) "غنية الناسك": باب الجنايات صـ241.

(2) **نوٹ:** بال کاٹنے کی مشین میں چونکہ چھوٹی چھوٹی قینچیاں ہوتی ہیں اس لیے اس پر قینچی یعنی قصر کے احکام لاگو ہوں گے۔

(3) دیکھیے: تبویب فتاوی دار العلوم کراچی1014/ 73.

کرنا ضروری ہے ورنہ خلاف ورزی کی صورت میں دم آئے گا۔[1]

مبارک ہو :

قصر کرنے پر آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا، جس کے بعد آپ سے احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں، اب آپ کے لیے وہ سب چیزیں حلال ہو گئیں جو احرام کی وجہ سے حرام ہو گئی تھیں۔

❀❀❀

(1) "إرشاد الساري": باب العمرة صـ510.

عمرہ کے متفرق مسائل

کن ایام میں عمرہ کرنا ممنوع ہے؟

پانچ ایام یعنی 9ذی الحجہ سے 13ذی الحجہ تک کے علاوہ سال کے تمام ایام میں عمرہ کرنا جائز ہے لیکن ان پانچ(5)ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔[1]

زیادہ عمرے کرنا افضل ہے یا طواف؟

زیادہ عمرہ کرنے کی بنسبت زیادہ طواف کرنا افضل ہے بشر طیکہ طوافوں میں اتنا وقت صرف کرے جتنا کہ ایک عمرہ کے مکمل ہونے میں لگتا ہے کیونکہ طواف اصل ہے اور تمام حالات میں کرنا جائز ہے لیکن ایک ہی سال میں زیادہ عمرہ کرنے کو بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔[2]

کسی اور کی طرف سے عمرہ یا نفلی طواف کرنے کا حکم:

اپنے زندہ یا وفات شدہ والدین یا کسی دوست کی طرف سے نفلی عمرہ یا نفلی طواف کرنا جائز ہے، نیت کرنے کا طریقہ یہ ہے:

"اے اللہ! یہ عمرہ یا یہ طواف میں اپنے والد یا والدہ یا بیوی کی طرف سے کرنے کی نیت کرتا ہوں، ان کی طرف سے آپ قبول فرمالیں اور میرے لیے آسان فرمادیں۔"

---

(1) "إرشاد الساري": باب العمرة ـ فصل في وقتها صـ510.

(2) "إرشاد الساري": فصل فإذا فرغ من السعي صـ201، ونصه: أن إكثار الطواف أفضل أم إكثار الإعتمار؟ والأظهر تفضيل الطواف لكونه مقصودا بالذات ولمشروعيته في جميع الحالات ولكراهة بعض العلماء إكثارها في سنة.

یاد رہے کہ ایک ہی طواف یا عمرہ کئی افراد کی طرف سے کرنا بھی جائز ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ عمرہ یا طواف اپنی طرف سے کرکے اس کا ثواب کسی دوسرے شخص کو یا کئی افراد کو بخش دیا جائے۔[1]

سفرِ حج میں متعدد عمرے کرنے کا حکم:

حج تمتع کرنے والا جتنے چاہے عمرے کر سکتا ہے، البتہ حج قران کرنے والا ایک عمرہ کرنے کے بعد حج تک دوسرا عمرہ نہیں کر سکتا، اسی طرح حج افراد کرنے والا حج تک کوئی عمرہ نہیں کر سکتا، البتہ حج مکمل ہونے کے بعد ہر قسم کا حج کرنے والے کے لیے مزید عمرے کرنا جائز ہے۔[2]

❀❀❀

---

(1) "البدائع": كتاب الحج ـ باب شرائط النيابة في الحج 454/2، ونصه: فإن من صام أو صلّى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات أو الأحياء جاز ويصل ثوابها إليهم عندأهل السنة والجماعة وقد صح عن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه ضحّى بكبشين أملحين أحدهما عن نفسه والأخر عن أمته ممن آمن بوحدانية الله تعالى وبرسالته، وكذا في "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ باب الحج عن الغير، مطلب في إهداء ثواب الأعمال للغير 13/4، 12.

(2) حوالہ بالا۔

عمرہ کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں معمولات

مکہ معظمہ میں طواف سے بہتر مشغلہ اور وظیفہ کوئی نہیں، آپ سارا دن طواف کر سکتے ہیں، بعض لوگ ہر نماز کے بعد طواف کرتے ہیں، بعض بڑے مجمع کو پسند کرتے ہیں کہ نہ معلوم کس کی برکت سے ہمارا طواف اور ہماری دعائیں بھی قبول ہو جائیں۔[1]

اگر ہو سکے تو روزہ رکھے اور وہاں کے فقرا پر حسبِ استطاعت صدقہ و خیرات کرتے رہیں۔[2]

قرآن کریم کی تلاوت کریں، اگر ہو سکے تو کم از کم ایک کلامِ پاک ختم کریں[3] اسی طرح استغفار، درود شریف اور «سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لله، اَللهُ اَكْبَرُ، لَااِلٰهَ اِلاَّ اللهُ اور سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ» کی زیادہ سے زیادہ تسبیح پڑھیں۔

اشراق، چاشت، اوّابین، تہجد، زوال کی نفلیں، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، صلوٰۃ التوبہ اور صلوٰۃ التسبیح کا اہتمام کریں بشرطیکہ وقتِ مکروہ نہ ہو۔

زیادہ سے زیادہ وقت مسجدِ حرام میں گزاریں، آتے وقت اعتکاف کی نیت ضرور کر لیا کریں، اگر عبادت نہ ہو سکے تو بیت اللہ کی طرف دیکھتے رہیں، اس کا اپنا اجر ہے،[4] دنیوی باتوں سے پرہیز کریں۔

---

(1) "غنية الناسك": فصل في ما ينبغي له الاعتناء به إلخ صـ138- 144.

(2) "إرشاد الساري": فصل: ويستحب أن يصوم ما أمكنه صـ585.

(3) "غنية الناسك": فصل: وإذا دخل مكة صـ189، 190.

(4) "غنية الناسك": فصل في ما ينبغي له الاعتناء به بعد الفراغ إلخ صـ138.

کبھی کبھی حطیم کے اندر بھی نفل نماز پڑھ لیا کریں، یہ جگہ بیت اللہ کا حصہ ہے، اس کے اندر نماز پڑھنا اور بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنا ثواب کے اعتبار سے برابر ہے۔[1]

ان سب امور کے علاوہ دعوت و تبلیغ کا کام بھی کرتے رہیں کیونکہ امتِ محمدیہ کو اسی کام کی وجہ سے دوسری امتوں پر فوقیت دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ﴾ [آل عمران: ١١٠]

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لیے بھیجی گئی ہو، تم نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔“

❀❀❀

---

[1] كما ورد في "سنن الترمذي" رقم الحديث: (876) باب ما جاء فى الصلاة في الحجر، قال أبوعيسى: «هذا حديث حسن صحيح».

حرمین شریفین سے متعلق چند مسائل

مکہ مکرمہ میں دورانِ قیام نماز کا حکم:

اگر ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ تک مکہ معظمہ میں کم از کم پندرہ (15) دن یا اس سے زیادہ قیام کرنے کی نیت ہو تو آپ مقیم ہیں لہٰذا مکہ معظمہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں آپ پوری نماز پڑھیں گے[1] اور اگر پندرہ (15) دن سے کم کی نیت ہو تو آپ مسافر ہیں لہٰذا اکیلے نماز پڑھنے کی صورت میں ظہر، عصر اور عشاء کے فرض دو دو رکعت پڑھیں گے، اسی طرح منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی آپ قصر کی نماز پڑھیں گے[2] اور باجماعت نماز پڑھنے کی صورت میں مقیم امام کے ساتھ پوری چار رکعتیں پڑھیں گے[3] لیکن نمازِ فجر، مغرب اور وتر ہمیشہ پوری پڑھیں گے، ان میں قصر جائز نہیں ہے، اس طرح چار رکعت والی سنت نماز بھی چار ہی پڑھیں گے۔[4]

---

(1) "المنحة": كتاب الصلاة ـ باب صلاة المسافر 233/2 (هامش"البحر الرائق").

(2) "الدر"مع "الرد": كتاب الصلاة ـ باب المسافر 726/2- 736.

(3) حوالہ بالا۔

(4) حوالہ بالا۔

نوٹ: مذکورہ بالا حکم اس وقت ہے جبکہ منی، مزدلفہ اور مکہ مکرمہ کی آبادی کو الگ الگ شمار کیا جائے اور ہر جگہ کو مستقل مکان کی حیثیت حاصل ہو لیکن اگر ان کی آبادی ملی ہوئی شمار کی جائے اور ان مقامات کو ایک ہی حیثیت حاصل ہو تو ایسی صورت میں اگر کسی کے مکہ، منی اور مزدلفہ میں قیام کے سب دن پندرہ بنتے ہو تو وہ مقیم ہوگا ورنہ مسافر ہوگا۔ "جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی، جامعۃ الرشید کراچی اور دیگر کئی علمائے کرام کا آج کل فتوی اسی پر ہے کہ یہ تینوں مقامات موضع واحد کے حکم میں ہیں لہٰذا ان کے قیام کے مجموعی ایام کو جمع کیا جائے گا، مفتی محمد شعیب بنگلوری صاحب نے اپنے مقالہ "مکہ و منی کیا ایک شہر ہے یا مختلف؟" میں اپنی تحقیق کا نچوڑ بھی یہی پیش کیا ہے، تاہم بعض جید علمائے کرام کا اب بھی یہی موقف ہے کہ مکہ، منی اور مزدلفہ الگ الگ مقامات ہیں، لہٰذا ان کے قیام کے =

مسجدِ حرام میں نمازی کے سامنے گزرنے کا حکم:

مسجدِ حرام میں نمازی کے سامنے گزرنے کا عام حالات میں وہی حکم ہے جو عام بڑی مساجد کا ہے یعنی نمازی کے سامنے دو صف چھوڑ کر گزرنا جائز ہے، البتہ مجبورا دو صف کے اندر سے گزرنا پڑے تو سجدہ کی جگہ چھوڑ کر آگے سے گزر جائے لیکن اگر رش کی وجہ سے یہ بھی مشکل ہو تو سجدہ کی جگہ سے بھی گزرنے کی گنجائش ہے۔[1]

غیر حنفی علمائے کرام کے بیانات سننے کا حکم:

حرمین شریفین کے بعض مقامات پر دوسرے مسلک کے علمائے کرام بیانات کرتے ہیں اور ان میں وہ اپنے مسلک کے مطابق بعض ایسے مسائل بیان کر دیتے ہیں جو مسلک حنفی سے مطابقت نہیں رکھتے، ان کے سننے سے عوام پریشان ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات تشفی حاصل کرنے کے لیے کوئی حنفی مفتی بھی نہیں ملتا، اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ ان مقات پر حنفی مسلک لوگ صرف ان علمائے کرام کے بیانات سنیں جو ان کے مسلک سے وابستہ ہوں۔

بیت اللہ کی طرف پاؤں کرنا یا قرآن پاک پر ٹیک لگانا:

بیت اللہ کی طرف پاؤں کرنا، اس کی طرف تھوکنا، قرآن شریف پر ٹیک لگانا، اسے زمین پر رکھنا، اس کا تکیہ بنانا بڑی بے ادبی اور گناہ ہے، ان سب باتوں سے بچنا ضروری ہے۔[2]

مجموعی ایام کو جمع نہیں کیا جائے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب) تفصیل کے لیے دیکھیے: "فتاوی دار العلوم زکریا": کتاب الحج، فصل شعائر حج سے متعلق احکام 3 518.

(1) "رفيق سفر": عنوان: بیت اللہ پر پہلی نظر صـ92.

(2) "الهندية": الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف 319/5.

حرمین شریفین میں مرغی کے گوشت کا استعمال:

جو مرغیاں سعودی عرب کی اپنی کمپنیوں میں ذبح ہو کر مارکیٹ میں ملتی ہیں وہ تو حلال ہیں مثلاً: الصفوة، ولید، الفقیہ اور الوطنی وغیرہ اور جو مرغیاں باہر سے پیک شدہ آتی ہیں اگر وہ کسی مستند ادارہ کی طرف سے حلال تصدیق شدہ ہوں تو ان کے استعمال کی بھی گنجائش ہے لیکن اگر کسی مرغی کے بارے میں یہ پتہ نہ چل سکے تو احتیاط اسی میں ہے کہ اس کے کھانے سے گریز کیا جائے۔[1]

آمین بالجہر کہنا یا مغرب سے پہلے نوافل پڑھنا:

فقہ حنفی کے مطابق نماز میں آمین آہستہ کہی جاتی ہے لہٰذا حرمین شریفین میں وہاں کے لوگ اگر اپنے مسلک کے مطابق زور سے آمین کہیں تو حنفی مسلک والے کو آمین آہستہ کہنے کی سنت پر عمل کرنا چاہیے،[2] اسی طرح مغرب کی اذان کے بعد جماعت کھڑی ہونے سے پہلے دوسرے مذاہب میں نوافل پڑھنا مسنون ہے لیکن حنفی مسلک کی تحقیق کے مطابق نوافل پڑھنا مسنون نہیں، اس لیے اگر کوئی اپنے مسلک کے مطابق پڑھ رہا ہو تو اس کو روکنا نہیں چاہیے اور خود پڑھنے کا معمول نہیں بنانا چاہیے۔[3]

❀❀❀

---

(1) دیکھیے: فتویٰ نمبر (55153/55) جامعۃ الرشید، کراچی" مصدقہ: حلال فاونڈیشن، نیز دیکھیے "احکام الذبائح" مولفہ: مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ ص: 104، 105۔

(2) "الهندية": كتاب الصلاة ـ الفصل الثالث في سنن الصلاة 1/ 74.

(3) "الدر" مع "الرد": كتاب الصلاة ـ مطلب يشترط العلم بدخول الوقت 46/2، 47.

حج کا طریقہ قدم بقدم

حج کی تیاری:

8ذی الحجہ کو چونکہ حج کے ایام شروع ہو جاتے ہیں اس لئے 8 ذی الحجہ سے منی جانے اور احرام کی تیاری کریں، احرام کی تیاری کی تفصیل شروع میں احرام کے بیان میں گزر چکی ہے۔

حج کے پانچ دن

8ذی الحجہ سے 12ذی الحجہ تک کے پانچ (5) دن حج کے دن کہلاتے ہیں، یہی دن اس سارے سفر کا حاصل ہیں اور انہیں میں اسلام کا اہم رکن (حج) ادا ہوتا ہے۔[1]

---

(1) "إرشاد الساري": باب المواقيت صـ86.

8ذی الحجہ (حج کا پہلا دن)

8ذی الحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد حالتِ احرام میں سب حاجیوں کو منیٰ جانا ہے، اہل حرم اور حجِ تمتع کرنے والا جس نے عمرہ کرکے احرام کھول دیا تھا آج حرم ہی سے حج کا احرام باندھیں گے۔

تجویز:

8ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد مکہ مکرمہ سے منی جانا مستحب ہے [1] لیکن آج کل حجاج کرام کی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے بعض ٹور آپریٹرز (Tour operators) حجاج کرام کو 8 ذی الحجہ کی رات سے ہی منی بھیجنا شروع کردیتے ہیں، چونکہ وہ رش کی مجبوری کی وجہ سے اس طرح کرتے ہیں اس لئے ان سے اس سلسلہ میں الجھنا نہیں چاہیے بلکہ ان کے ساتھ چلے جانا چاہیے، ہاں اگرآپ کو کل منی اپنی ترتیب سے جانے میں کوئی مشکل نہ ہو تو بڑی خوشی سے سنت پر عمل کیجئے اور کل منی چلے جائیں۔

احرام کی تیاری:

منی جانے سے پہلے سنت کے مطابق غسل یا وضو کرکے اپنی رہائش گاہ میں احرام باندھیں، پھر مکروہ وقت نہ ہو تو حرم میں آکر دو رکعت نفل ادا کریں۔

افضل یہ ہے کہ پہلے نفلی طواف کریں اور طواف کی دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد احرام کے لئے دو رکعت نفل پڑھیں۔ [2]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في الرواح صـ207، 208.

(2) "إرشاد الساري": فصل في الإحرام من المكة المشرفة صـ207.

حج کا احرام کہاں سے باندھا جائے؟

حج کا احرام حدود حرم میں کسی بھی جگہ سے باندھا جاسکتا ہے، اپنی قیام گاہ پر بھی باندھ سکتے ہیں اور منی پہنچ کر بھی باندھ سکتے ہیں کیونکہ منی اور مزدلفہ حدودِ حرم میں داخل ہے،[1] البتہ مسجد حرام سے باندھنا افضل ہے۔[2]

حج کی نیت

حج کی نیت آپ عربی میں کر سکتے ہیں اور اردو میں بھی جس کا طریقہ یہ ہے

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ»[3]

"یااللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول فرمایئے۔"

اگر فرض حج ہے تو احرام باندھتے وقت فرض حج کی نیت کریں، نفلی ہے تو نفل حج کی نیت کریں لیکن بہتر یہ ہے کہ نفلی حج کی نیت نہ کریں اگرچہ آپ پہلے فرض حج ادا کر چکے ہیں کیونکہ اس کا امکان ہے کہ پہلے حج میں کمی کوتاہی ہونے کی وجہ سے وہ ادا نہ ہوا ہو تو یہ حج اس کا قائم مقام ہو جائے گا۔[4]

کسی اور کی طرف سے نیت کرنے کا طریقہ:

اگر کسی اور کی طرف سے آپ حج ادا کر رہے ہیں تو اس کا نام لیں کہ میں فلاں بن فلاں کی طرف سے یا اپنے والد یا والدہ یا بیوی کی طرف سے حج کا احرام باندھتا ہوں،

---

(1) "غنية الناسك": باب أحكام المزدلفة صـ162، ونصه: فإذا دنا من مزدلفة يستحب أن يدخلها ماشيا ويغتسل لدخولها لأنها من الحرم المحترم.

(2) "الهداية": كتاب الحج ـ باب التمتع 243/1، ونصه: والشرط أن يحرم من الحرم، أما المسجد فليس بلازم بل هو أفضل.

(3) "إرشاد الساري": باب الإحرام صـ111، 112.

(4) "غنية الناسك": فصل في كيفية الإحرام صـ73.

اے اللہ! آپ اس کو اس کی طرف سے قبول کر لیجئے اور میرے لئے آسان کر دیجئے۔[1]

اس کے بعد حج کے احرام کی نیت سے مرد بلند آواز سے اور خواتین آہستہ آواز سے تین مرتبہ تلبیہ کہیں۔[2]

تلبیہ:

«لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ»[3]

''حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک تمام تعریفیں اور سب نعمتیں آپ ہی کی ہیں اور سلطنت بھی آپ ہی کی ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔''

تلبیہ پڑھتے وقت یہ خیال کریں کہ میرے مالک اور پروردگار نے اب سے ہزاروں برس پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے اپنے بندوں کو حج کا بُلاوہ دلوایا تھا اور اپنے گھر کی حاضری کے لئے بُلوایا تھا، میں اس کا یہ جواب عرض کر رہا ہوں، اور اپنے مالک ہی سے عرض کر رہا ہوں اور وہ سن رہا ہے اور میرے اس حال کو دیکھ رہا ہے۔

پھر درود شریف پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر خوب دل سے یہ دعا مانگ لیجئے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّار»[4]

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں اور تیرے غصے اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔''

---

(1) "غنية الناسك": فصل في كيفية الإحرام صـ74.

(2) حوالہ بالا۔

(3) أخرجه "مسلم" رقم الحديث: (1184)باب التلبية وصفتها ووقتها.

(4) "غنية الناسك": فصل في كيفية الإحرام صـ74.

اس موقع پر خصوصیت سے آپ کو یہ دعا بھی کرنی چاہیے:

”اے اللہ! میں تیرے حکم کی تعمیل میں اور تیری رضا کے لئے اپنا ملک اور گھر بار چھوڑ کر تیرے در پر حاضر ہوا ہوں، اور میں نے حج کا احرام باندھا ہے تو اپنی خاص مدد اور توفیق سے صحیح طریقہ پر میرا حج ادا فرمادے، اور اپنے خاص کرم سے اسے قبول فرما اور حج کی خاص برکتوں سے مجھے سرفراز فرما۔“[1]

تلبیہ پڑھتے ہی احرامِ حج شروع ہو گیا اور احرام کی پابندیاں شروع ہو گئیں، اب آپ ہر قسم کے گناہوں اور جھگڑوں وغیرہ سے بچتے رہیں[2] اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور نمازوں کے بعد ذوق وشوق اور اللہ کی عظمت ومحبت کے استحضار کے ساتھ خواتین آہستہ آواز سے اور مرد بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے رہیں۔[3]

عمرہ کے احرام کے بعد طواف شروع کرنے پر تلبیہ ختم ہوا تھا اور اب حج کا احرام باندھنے سے دوبارہ شروع ہو جائے گا اور دسویں تاریخ کو جب آپ جمرۃ العقبہ (بڑے شیطان) کی رمی کریں گے اس وقت تلبیہ کا سلسلہ ختم ہو گا۔[4]

اگر آپ ایامِ حج سے اتنا پہلے مکہ مکرمہ پہنچ رہے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ دن قیام سے پہلے ہی حج شروع ہو جاتا ہے اور منی چلے جاتے ہیں تو آپ مسافر ہوں گے اور منی، عرفات، مزدلفہ میں چار رکعت والی نمازوں میں قصر کریں گے، البتہ کسی مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو امام کے ساتھ پوری نماز ادا کریں، اور اگر حج شروع ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ میں آپ کے پندرہ دن پورے ہو رہے ہیں تو آپ مقیم ہوں گے اور

---

(1) "غنية الناسك": باب دخول مكة صـ96.

(2) "غنية الناسك": فصل في محرمات الإحرام صـ85.

(3) "إرشاد الساري": باب الإحرام ـ فصل في شرط التلبية إلخ صـ115، 116.

(4) "غنية الناسك": فصل في كيفية وقوف الرمي صـ170.

ان مقامات میں آپ مکمل نماز پڑھیں گے۔[1]

منٰی کو روانگی:

اب آپ منی روانہ ہوں گے، منی مسجدِ حرام سے مشرقی جانب تقریبا 7 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے جبکہ سرنگ کے راستے سے پیدل صرف 4 کلو میٹر کا فاصلہ ہے،[2] اب چونکہ مکہ معظمہ میں آپ کی مستقل واپسی بارہویں یا تیرہویں ذی الحجہ کو ہو گی، اس لئے جاتے ہوئے اپنے ساتھ موسم کے لحاظ سے چار، پانچ دن کا ضروری سامان لے لیں، لیکن زیادہ وزنی سامان ساتھ لے جانے سے حتی الامکان گریز کریں تاکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی میں سہولت ہو۔

حج کے یہ چند دن آپ کے اس عظیم سفر کا نچوڑ ہے اس لئے کھانے وغیرہ میں زیادہ وقت نہ لگائیں، بلکہ کم کھانے پر اکتفا کریں، پھلوں اور پانی کا زیادہ استعمال کریں۔

بہتر یہ ہے کہ منٰی، عرفات اور مزدلفہ کا سفر آپ گاڑی میں کریں، پیدل جانے کی صورت میں بعض اوقات ایک نئے آدمی کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اگر آپ راستہ وغیرہ سے واقف ہیں تو پیدل جانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

ایک کارآمد نکتہ:

منٰی جاتے وقت اور اسی طرح منٰی سے عرفات اور وہاں سے مزدلفہ اور پھر وہاں سے منٰی روانہ ہوتے وقت یہ خیال کریں کہ میرا مولا اب مجھے وہاں بلا رہا ہے اور بس یہ خیال کر کے وہاں کو روانہ ہوا کریں، اگر یہ بات آپ کو نصیب ہو گئی تو انشاءاللہ اس چلت پھرت اور بھاگ دوڑ میں بڑی لذت پائیں گے۔

---

(1) "الدر" مع "الرد": كتاب الصلاة ـ باب المسافر 726/2 ـ 736.

(2) "تاريخ مكة مكرمة": صـ113.

منیٰ میں نظام الاوقات:

منیٰ خیموں کا عظیم الشان شہر جہاں تک نظر کام کرتی ہے سفید رنگ کے خیمے نظر آتے ہیں، سارا عالمِ اسلام آپ کو یہاں سمٹا ہوا نظر آئے گا، حدود کی تقسیم کے بغیر یہاں ہندی ہے، وہاں پاکستانی ہے، یہ مصری ہے وہ شامی ہے اور اگر ذرا بھٹک جائے تو پھر قیام کا پتہ لگانا مشکل، آج منیٰ میں کوئی خاص کام آپ کو نہیں کرنا ہے بلکہ آج کا سارا دن اور آج کی پوری رات (یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن اور آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات) یہاں گذارنا ہی ایک عمل ہے، یہاں اللہ کا ذکر اور قرآنِ پاک کی تلاوت اور دعاؤں میں مشغول رہیں، حج کے مسائل سیکھتے سکھاتے رہیں اور کہیں کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہو تو علماء سے پوچھتے رہیں، دوسروں کو ان اعمالِ خیر کی ترغیب دیں اور اس وقت کو یاد کریں جب منی کے اس میدان میں رسول اللہ ﷺ اللہ کا پیام اور کلمہ لے کر یہاں جمع ہونے والے لوگوں میں پھرا کرتے تھے اور اللہ کی طرف اور اس کے دین کی طرف ان کو بلایا کرتے تھے۔

منیٰ میں پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کریں، رات کو منی میں رہیں، رات میں کچھ دیر سو بھی جائیں کہ کل حج کے نچوڑ کا دن ہے تاکہ آج رات کی مکمل شب بیداری کل کے معمولات پر اور صحت پر اثر انداز نہ ہو، شب کے آخری حصے میں اگر اللہ نے توفیق دی تو اٹھیں اور نفل پڑھیں، ذکر اور دُعا کریں۔

منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا اور رات کا قیام کرنا سنت ہے، اگر منی آئے بغیر کوئی سیدھا عرفات چلا جائے تو بھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔[1]

---

[1] "غنية الناسك": فصل في الرواح من مكة إلى مني صـ146.

9ذی الحجہ (حج کا دوسرا دن)

آج یعنی 10ذی الحجہ کو فجر کی نماز منٰی میں پڑھیں، نماز کے بعد مرد بلند آواز سے اور خواتین آہستہ آواز سے تکبیراتِ تشریق اور تلبیہ پڑھیں۔

تکبیراتِ تشریق:

«اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَ للّٰہُ أَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰہَ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَللّٰہِ الْحَمْدُ»[1]

تکبیراتِ تشریق کس پر واجب ہیں؟

9ذی الحجہ کی فجر سے 13ذی الحجہ کی عصر تک ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیراتِ تشریق کہنا ہر مسلمان پر واجب ہے، مرد ہو یا عورت، مسافر ہو یا مقیم۔[2]

عرفات کو روانگی:

آج آپ نے حج کا سب سے بڑا رکن ''وقوف عرفہ'' ادا کرنا ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: حج عرفہ ہے، پس جو شخص مزدلفہ کی رات صبح طلوع ہونے سے پہلے میدان عرفات میں آیا تو اس کا حج ادا ہو گیا۔[3]

---

(1) "مصنف ابن أبي شيبة"رقم الحديث: (5679)كتاب الصلاة ـ التكبير من أي يوم هو؟.

(2) "الدر المختار": باب العيدين ـ مطلب في تكبيرات التشريق 71/3 – 76.

(3) أخرجه "ابن ماجه" رقم الحديث: (3015)باب من أتى عرفة قبل الفجر إلخ:عن عبد الرحمن بن يعمر الديلي قال: شهدت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهو واقف بعرفة، وأتاه ناس من أهل نجد، فقالوا: يا رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كيف الحج؟ قال: «"الحج عرفة، فمن جاء قبل صلاة الفجر ليلة جمع فقد تمّ حجُّه».

9ذی الحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد جب کچھ دھوپ پھیل جائے، تو منیٰ سے عرفات جانے کے لئے تیاری کرکے تلبیہ کہتے ہوئے اور ذکر کرتے ہوئے عرفات کو روانہ ہو جائیں۔[1]

عرفات یہاں سے تقریباً "5.11کلومیٹر" کے فاصلے پر ہے جبکہ مزدلفہ تقریبا "5.5" کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے جہاں واپس آنا ہے اور شب گزاری کرنی ہے، اللہ کی بہت سی بندیاں اور بندے منیٰ سے عرفات کا راستہ بھی پیدل طے کرتے ہیں بلکہ اس کا حق تو یہ ہے کہ سر کے بل طے کیا جائے، اگر آپ پیدل جانے کی ہمت کر سکیں تو بہت بہتر لیکن اگر آپ کو اپنے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ اگر پیدل گئے تو اتنے تھک جائیں گے کہ ذکر و دعا میں جو نشاط اور خوش دلی ہونی چاہیے خدانخواستہ وہ نہ رہے گی یا اپنے خیمہ تک پہنچنا مشکل ہو گا تو بہتر یہ ہے کہ آپ سواری پر چلے جائیں۔

تجویز:

عرفات سے جانے کا مسنون وقت تو طلوع آفتاب کے بعد ہے لیکن رش کی وجہ سے بعض ٹور آپریٹرز اپنے حجاج کرام کو نویں ذی الحجہ کی رات سے ہی عرفات منتقل کر دیتے ہیں، چونکہ وہ رش کی مجبوری کی وجہ سے اس طرح کرتے ہیں، اس لئے ان سے اس سلسلہ میں الجھنا نہیں چاہیے بلکہ ان کے ساتھ چلے جانا چاہیے، ہاں اگر آپ کو کل عرفات اپنی ترتیب سے جانے میں کوئی مشکل نہ ہو تو بڑی خوشی سے سنت پر عمل کیجئے اور کل عرفات چلے جائیں۔

عرفات کا پروگرام:

عرفات پہنچ کر اگر ضرورت ہو تو کچھ دیر آرام کر لیں اور پھر جب زوال کا وقت

---

[1] "إرشاد الساري": فصل : الرواح من منى إلى عرفات صـ209.

قریب آجائے تو وقوف کے لئے تیاری کرلیں، بہتر یہ ہے کہ غسل کرلیں، اگر غسل نہ کرسکیں تو وضو ہی کرلیں۔[1]

عرفات کی حدود:

اس کی حدود چاروں طرف سے متعین ہیں اور اب سعودی حکومت نے ان حدود پر نشانات لگوادیئے تاکہ وقوفِ عرفات جو حج کا رکنِ اعظم ہے حدودِ عرفات سے باہر نہ ہو، میدانِ عرفات میں ایک مسجد واقع ہے جس کو "مسجدِ نمرہ" کہا جاتا ہے، مسجد کی مغربی سمت میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کا نام نمرہ ہے اسی وجہ سے اس کو "نمرہ" کہا جاتا ہے، یہ مسجد دو حصوں میں منقسم ہے، اگلا حصہ عرفات سے باہر ہے اور پچھلا حصہ عرفات کے اندر ہے، مسجد کے اندر عرفات کی حد واضح کرنے کے لئے بورڈ آویزاں ہیں، اس حصۂ زمین کو جو عرفات میں داخل نہیں "بطنِ عرنہ" کہا جاتا ہے، یہاں کا وقوف معتبر نہیں، البتہ اس میں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھنا جائز ہے۔[2]

وقوفِ عرفات:

وقوف کے لفظی معنی ٹھہرنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں ذی الحجہ کے زوالِ آفتاب سے لے کر دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک کے وقت میں عرفات میں قیام کرنا وقوفِ عرفات کہلاتا ہے۔[3]

وقوفِ عرفات کا وقت:

ذی الحجہ کے دن زوال سے لے کر 10 ذی الحجہ کی صبح صادق تک کسی بھی وقت کم از کم ایک لمحہ کے لئے میدانِ عرفات میں ٹھہرنا فرض ہے اور غروب تک وہاں پر

---

(1) "إرشاد الساري": باب الوقوف بعرفات و أحكامه صـ211.

(2) "غنية الناسك": فصل في صفة الوقوف بعرفة صـ153.

(3) "إرشاد الساري": فصل في شرائط صحة الوقوف صـ226.

ٹھہرے رہنا واجب ہے، لہٰذا اگر ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ٹھہرے تو حج ادا نہیں ہوا[1] اور اگر کوئی ٹھہرا لیکن سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حدود سے نکل آیا اور دوبارہ واپس نہیں آیا یا غروب کے بعد واپس لوٹ آیا تو دم واجب ہو گا تاہم اگر سورج غروب ہونے سے پہلے لوٹ آیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔[2]

دسویں ذی الحجہ کی رات کو وقوف کرنے کا حکم:

اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے 9ذی الحجہ کی زوال سے مغرب تک وقوفِ عرفہ نہ کر سکا تو وہ اگلے دن کی صبح صادق سے پہلے پہلے کسی بھی وقت وقوف کر سکتا ہے، ایسا کرنے سے اس کا فرض ادا ہو جائے گا اگرچہ یہ وقوف چند منٹ کا ہی کیوں نہ ہو اور دن کو وقوف نہ کرنے کی وجہ سے اس پر کوئی دم بھی نہیں آئے گا۔[3]

ظہر اور عصر کی نماز ایک وقت میں ادا کرنے کا حکم:

عرفات کی مسجدِ نمرہ میں ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں ایک ساتھ باجماعت ادا کی جاتی ہے لہٰذا اگر کسی کو مسجد نمرہ میں بآسانی موقع ملا تو ظہر اور عصر کی نمازیں دونوں ظہر کے وقت میں ادا کرے جس کی ترتیب یہ ہے کہ امام خطبہ کے بعد پہلے ظہر کی دو رکعت نماز پڑھاتا ہے اور اس کے بعد عصر کی تکبیر کہی جاتی ہے اور عصر کی نماز دو رکعت پڑھاتا ہے، تاہم اگر حاجی مقیم ہو تو اس کو چاہیے کہ دونوں نمازوں میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت اکیلے پڑھ کر سلام پھیر دے۔

لیکن اگر کسی بھی وجہ سے کوئی شخص وہاں کے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھ سکا تو اس

---

(1) "البدائع": كتاب الحج ـ فصل : وأما ركن الحج فشيئان 303/2.

(2) "الهندية": كتاب المناسك ـ الفصل الخامس في الطواف إلخ 247/1.

(3) "إرشاد الساري": فصل في شرائط صحة الوقوف صـ227، و"درس ترمذي": باب ماجاء في من أدرك الإمام إلخ 60/3، 161.

کو چاہیے کہ ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں باجماعت اپنے خیمہ میں ادا کرلے۔[1]

جائے وقوف:

عرفات میں جہاں چاہیں وقوف کر سکتے ہیں مگر افضل یہ ہے کہ جبلِ رحمت جو عرفات کا مشہور پہاڑ ہے اس کے قریب جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے وقوف فرمایا تھا وہاں وقوف کریں، بالکل اس جگہ نہ ہو تو جس قدر اس سے قریب ہو تو بہتر ہے لیکن اگر جبل رحمت کے پاس جانے میں دشواری ہو یا واپسی کے وقت اپنا خیمہ تلاش کرنا مشکل ہو تو اپنے خیمہ میں ہی وقوف کرلیں۔[2]

وقوف کی سب سے بہتر دعا:

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کے روز بہترین دعا جو میں نے مانگی یا مجھ سے پہلے انبیاء نے مانگی ان میں بہتر دعا یہ ہے:

«لاَ اِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلىٰ كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ»[3]

نیز حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بھی مسلمان عرفہ کے دن مغرب کے وقت عرفات کے میدان میں قبلہ رو کھڑے ہو کر «لاَ اِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلىٰ كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ»

---

(1) "غنية الناسك" فصل في شرائط جواز الجمع صـ153، ونصه:ولو فُقد شرطٌ منها يصلّى كلَّ صلاة في الخَيْمة على حدةٍ في وقتها بجماعة أو غيرها.

(2) "غنية الناسك": فصل في ركن الوقوف صـ160.

(3) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (3585)باب في دعاء يوم عرفة، وقال: هذا حديث غريب.

سو (100) مرتبہ پڑھے، پھر قل ھو اللہ أحد اور درود شریف سو(100) مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں، اے فرشتو! کیا بدلہ ہے میرے اس بندے کا جس نے میری تعریف کی اور میری بڑائی بیان کی اور مجھے پہچانا اور میرے نبی پر درود بھیجا، تم گواہ رہو کہ میں نے اس کی مغفرت کردی اور اس کی شفاعت اس کے حق میں قبول کرلی، اگر میرا یہ بندہ مجھ سے سوال کرے تو میں تمام عرفہ والوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کرلوں گا۔[1]

عرفات کی خاص دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ تر دعا یہ تھی:

«اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْراً مِّمَّا نَقُوْلُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلاَتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَإِلَيْكَ مَآبِيْ وَلَكَ رَبِّ نِدَائِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصُّدُوْرِ وَشَتَاتِ الاَ مْرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاتَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيء بِهِ الرِّيْحُ»[2]

”اے اللہ! تیرے لئے تمام تعریفیں ہیں جیسے کہ تو کہتا ہے اور اس سے بہتر جو ہم کہتے ہیں، اے اللہ میری نماز، میری قربانی اور میری زندگی اور موت تیرے لئے ہے، تیری طرف مجھے لوٹنا ہے، اے میرے رب!

---

(1) أخرجه "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (1804)باب في الترغيب في الحج والعمرة وما جاء: عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم «ما من مسلم يقف عشية عرفة بالموقف فيستقبل القبلة بوجهه» إلى أن قال: «رواه البيهقي وقال هذا متن غريب وليس في إسناده من ينسب إلى الوضع».

(2) أخرجه "البيهقي" في "شعب الإيمان" رقم الحديث: (3779)باب الوقوف يوم عرفة بعرفات.

تیری طرف میری پکار ہے، اے اللہ! میں عذابِ قبر دل کے وسوسوں اور معاملہ کے منتشر ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں اس خیر کو مانگتا ہوں جو ہوا لے کر آئے اور اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دعا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اس موقع پر دستِ مبارک اٹھا کر تین مرتبہ «اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ» کہا اور پھر یہ دعا مانگی:

«لَا اِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدَي وَقِنِيْ بالتقوىٰ وَاغْفِرْلِيْ فِيْ الْآخِرَةِ وَالْأُوْلىٰ»

"کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اس کے لئے تعریف ہے، اے اللہ! تو مجھے ہدایت پر رکھ اور مجھے پاک فرما اور تقوی کے ذریعے میری حفاظت فرما اور میری دنیا اور آخرت میں بخشش فرما۔"

پھر ہاتھ چھوڑ دیئے اتنی دیر جتنی دیر میں "سورۂ فاتحہ" پڑھی جاتی ہے، اس کے بعد پھر ہاتھ اٹھا کر وہی کلمات اور دعا پڑھی، پھر اتنی دیر یعنی بقدر "سورۂ فاتحہ" ہاتھ چھوڑے رکھے، پھر تیسری مرتبہ وہی کلمات اور دعا پڑھی۔[1]

دعا مانگنے کا طریقہ:

افضل تو یہ ہے کہ آپ قبلہ رخ ہو کر مغرب تک وقوف کریں، اگر پورے وقت میں کھڑے نہ ہو سکیں تو جس قدر کھڑے ہو سکتے ہیں کھڑے رہیں، پھر بیٹھ جائیں، پھر ہمت ہو تو کھڑے ہو جائیں اور پورے وقت میں خشوع اور خضوع کے ساتھ بار بار

---

(1) أخرجه "ابن أبي شيبة" رقم الحديث: (14704) كتاب الحج، باب من كان يأمر بتعليم المناسك.

تلبیہ پڑھتے رہیں۔[1] ان دعاؤں میں بھی عام دعاؤں کی طرح ہاتھ اٹھانا مستحب ہے، جب تھک جائیں تو ہاتھ چھوڑ کر بھی دعا مانگ سکتے ہیں۔[2]

نبی کریم ﷺ کی امت کے لئے دعا:

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کی عمر بھر کی ان محنتوں کو نہ بھولیں جو دین کے پھیلانے اور بندوں کا رشتہ اللہ سے جوڑنے کی راہ میں آپ نے فرمائیں، ہمارا ایمان، ہماری نماز، ہمارا حج اور ہمارا دینی عمل ان کی اس محنت اور کاوش کا ہی پھل ہے، اس لئے نبی کریم ﷺ کے لئے اور آپ ﷺ کی آل اور اصحاب اور ہر زمانہ کے دین کے خادموں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے رحمت اور رفعِ درجات کی دعا کریں۔

نیز نبی کریم ﷺ کے بعد سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے مانگیں اور اس کے علاوہ دین کی پھر سے سرسبزی اور سربلندی اور اس کے ساتھ اپنی اور اپنی نسلوں کی اور سب مسلمانوں کی گہری اور دائمی وابستگی کی دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔

اس کے علاوہ جو دعائیں خشوع اور خضوع کے ساتھ مانگی جائیں وہی بہتر ہیں، خواہ کسی بھی زبان میں مانگیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر شخص کو مانگنے کا طریقہ نہیں آتا، ہماری جان و مال اور ماں باپ قربان ہوں رسول اللہ ﷺ پر کہ آپ نے ہمیں دینی مقاصد کے ساتھ دنیاوی کاموں اور ضرورتوں کے لئے بھی ایسی دعائیں سکھا دیں جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتی تھیں، یہ دعائیں علماء نے مستقل کتابوں میں جمع کر دی ہیں مثلاً ''الحزب الاعظم'' نیز اس کا خلاصہ ''مناجاتِ مقبول'' چھپی ہوئی ہر جگہ ملتی ہے اس میں لکھی ہوئی دعائیں بھی بوقتِ ضرورت مانگی جاسکتی ہیں۔

---

[1] "إرشاد الساري": فصل في صفة الوقوف صـ220.

[2] "إرشاد الساري": فصل في شرائط صحة الوقوف صـ228.

وقوف کے لئے جبل رحمت پر چڑھنا کیسا ہے؟

بعض لوگ ناسمجھی سے وقوف کے لئے جبلِ رحمت کے اوپر چلے جاتے ہیں، یہ عمل خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔[1]

جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں وقوف کرنا:

وقوفِ عرفات کے لئے حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں، اس حالت میں بھی وقوف صحیح ہوجاتا ہے۔[2]

عرفات یا منی میں جمعہ کی نماز:

اگر وقوفِ عرفہ جمعہ کے دن ہو تو عرفات میں شہر نہ ہونے کی وجہ سے جمعہ نہیں پڑھا جائے گا بلکہ ظہر کی نماز ادا کی جائے گی، البتہ منی میں جمعہ کے دن جمعہ کی نماز ادا کی جائے گی۔[3]

کسی خاص حج کو حج اکبر کہنا کیسا ہے؟

اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جس سال عرفہ جمعہ کے دن ہو وہ حجِ اکبر ہوتا ہے لیکن قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ ہر سال کا حج حج اکبر ہے، یہ اور بات ہے کہ حسنِ اتفاق سے جس سال نبی کریم ﷺ نے حج فرمایا، اس میں یوم عرفہ کو جمعہ کا دن تھا، مگر حج اکبر سے اس کا کوئی تعلق نہیں، قرآن مجید میں حج ہی کو حج اکبر کہا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَأَذَٰنٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦٓ إِلَى ٱلنَّاسِ يَوۡمَ ٱلۡحَجِّ ٱلۡأَكۡبَرِ أَنَّ ٱللَّهَ بَرِيٓءٌ

(1) "إرشاد الساري": فصل في صحة الوقوف صـ224.
(2) "غنية الناسك": فصل في ركن الوقوف الخ صـ159.
(3) "البحر": كتاب الصلاة ـ باب صلاة الجمعة 249/2.

مِّنَ ٱلْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُۥ ﴾ [التوبة: ٣]

''اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے حجِ اکبر کے دن لوگوں کو یہ اعلان ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بری ہے۔''

نیز احادیث مبارکہ میں عمرہ کو حجِ اصغر اور حج کو حجِ اکبر کہا گیا ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ حجِ اکبر قربانی کا دن ہے اور حجِ اصغر عمرہ ہے۔(1)

باقی جس روایت میں جمعہ کے دن حج واقع ہونے پر ستر (70) حج کے ثواب کا ذکر ہے اس سے زیادہ سے زیادہ اس طرح کے حج کی فضیلت ثابت ہوتی ہے،(2) لیکن یہ کہ اس حج کو حجِ اکبر کہا جائے اس روایت میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں۔

عرفات سے مزدلفہ جانے کی تیاری:

سورج غروب ہوا جہاں جہاں سورج ڈوبا وہاں مغرب کی نمازیں ہو رہی ہے اور جو نہ پڑھتا ہوگا وہ گنہگار ہوگا لیکن اس میدان میں جہاں اللہ کے بلائے ہوئے مسلمان جمع ہیں جنھوں نے آج حج کا رکنِ اعظم ادا کیا ہے وہ سب یہاں مغرب کی نماز چھوڑ رہے ہیں، لاکھوں میں سے کوئی نادان ہوگا جو مغرب کی نماز پڑھ رہا ہوگا، اللہ اکبر، یہی شہنشاہی کی شان ہے جہاں چاہا حکم دے دیا، جہاں چاہا روک دیا اور یہی بندگی ہے، انسان کا نماز سے بھی ذاتی تعلق نہیں، آقا کے حکم کی اطاعت مقصود ہے، آج حکم ہے کہ مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ پڑھی جائے جنھوں نے کبھی بھی ایک وقت کی نماز نہیں چھوڑی وہ آج خوشی خوشی چھوڑ رہے ہیں کیونکہ ان کے رب کا یہاں پر ان کے لئے یہی حکم ہے اور ان کو اس سے غرض نہیں کہ یہ کیوں ہے؟ بلکہ غلام کو تو اپنے آقا کا حکم

---

(1) أخرجه"البيهقي" في "السنن الكبرى" رقم الحديث: (8770)كتاب الحج ـ باب من قال بوجوب العمرة، و"درس الترمذي": باب ماجاء في يوم الحج الأكبر 245/3.

(2) "موسوعة الأحاديث والآثار الضعيفة": (2832)حرف الألف.

دیکھنا ہے اور اس کی اطاعت کرنی ہے، عرفات والوں کے لئے آج مغرب کی نماز کی جگہ مزدلفہ ہے اور اس کا وقت عشاء ہے۔

ہاں تو اب آپ کو سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ جانا ہے اس لئے وہاں جانے کی تیاری کرلیں۔

مزدلفہ کو روانگی:

مزدلفہ منٰی سے مشرق کی جانب تقریبا پانچ(5)کلو میٹر کے فاصلہ پر حدودِ حرم کے اندر ہے، عرفات کے وقوف سے فارغ ہو کر دسویں ذی الحجہ کی شب میں مزدلفہ پہنچنا ہے لہٰذا عرفات کے میدان میں جب آفتاب غروب ہو جائے تو یہاں مغرب کی نماز پڑھے بغیر یہ تصور کرتے ہوئے کہ اب میرا مولا مجھے مزدلفہ میں بلا رہا ہے اور آج کی رات مزدلفہ ہی اس کی خاص تجلی گاہ ہے، تلبیہ پڑھتے ہوئے اور اللہ کو یاد کرتے ہوئے عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیں، راستہ میں، درود شریف اور تلبیہ پڑھتے رہیں۔[1]

مغرب اور عشاء کی نماز ایک وقت میں ادا کرنا:

لیجئے آپ مزدلفہ پہنچ گئے، آج کے دن مغرب کی نماز ادا نماز کی نیت سے عشاء کے وقت میں عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھنی ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ جب عشاء کا وقت ہو جائے تو اذان اور اقامت کے ساتھ مغرب کے تین فرض ادا کریں، سلام پھیر کر تکبیراتِ تشریق کہیں، اس کے بعد مغرب کی سنتیں پڑھے بغیر فوراً عشاء کے فرض ادا کریں، مسافر ہوں تو دو رکعت اور مقیم ہوں تو چار رکعت ادا کریں، اس کے بعد مغرب کی دو سنتیں پھر عشاء کی دو سنتیں اور تین وتر پڑھیں، اس کے بعد چاہیں تو نفل بھی پڑھ لیں۔[2]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل: الإفاضة من عرفة صـ235.

(2) "غنية الناسك": فصل في الجمع بين العشائين بمزدلفة صـ163.

مغرب اور عشاء کی باجماعت نمازوں کے لئے اذان واقامت کا حکم:

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی جائیں، البتہ اگر دونوں نمازوں کے درمیان کھانے پینے یا نفل نماز کے ذریعے سے زیادہ فصل آجائے تو دوسری نماز کے لئے دوبارہ اقامت کہی جائے۔[1]

مغرب اور عشاء کی نمازیں تنہا پڑھنے کا حکم:

مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں ایک ساتھ پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں، خواہ جماعت کے ساتھ پڑھے یا تنہا، دونوں کو عشاء کے وقت میں پڑھے۔[2]

مزدلفہ پہنچنے سے پہلے یا وقتِ عشاء سے پہلے نمازِ مغرب پڑھنے کا حکم:

اگر مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھ لی یا عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچ کر صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے اس کا اعادہ کرنا واجب ہے، لیکن صبح صادق کے طلوع ہو جانے کے بعد نماز دہرانے کی ضرورت نہیں بلکہ وہی مغرب کی نماز صحیح ہو جائے گی۔[3]

مزدلفہ کی رات کی اہمیت:

مزدلفہ کی رات عبادت کے لحاظ سے بہت اہم ہے، اس رات میں عبادت کرنے کا اللہ تعالیٰ نے بطور خاص تذکرہ فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَآ أَفَضۡتُم مِّنۡ عَرَفَٰتٖ فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ عِندَ ٱلۡمَشۡعَرِ ٱلۡحَرَامِ﴾ [البقرة: ١٩٨]

---

(1) "إرشاد الساري": باب أحكام المزدلفة صـ240.

(2) "غنية الناسك": فصل في جمع بين العشائين بمزدلفة صـ163.

(3) "إرشاد الساري": باب أحكام المزدلفة صـ237 - 239.

"جب تم عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ آؤ تو مشعرِ حرام (مزدلفہ) کے پاس اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔"

لٰہذا اس رات کی مبارک لمحات کو غنیمت سمجھتے ہوئے خوب ذکر وعبادت کریں، بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ عرفات کے دن بھر کے تھکے ہارے یہاں پہنچ کر نیند سے مغلوب ہو کر سو جاتے ہیں اور یہ رات سوتے ہی گزر جاتی ہے، لیکن آپ اس کا پورا اہتمام کریں کہ رحمت وبرکت والی یہ رات کہیں صرف نیند کی نذر ہو کر نہ رہ جائے، دنیا کے چند پیسوں کی خاطر لوگ پوری پوری رات جاگتے ہیں تو اگر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے لئے ایک دو راتیں جاگ کر گذاری جائیں تو کیا حرج ہے؟[1] اگر جسم پر تھکن کا اثر زیادہ ہو اور طبیعت سونے کے لئے بے چین ہو تو پھر یہ بہتر ہوگا کہ پہلے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ لیں اور پھر تھوڑی دیر اللہ کی تسبیح وتقدیس اور حمد وشکر کر کے اور اس کے حضور میں دعا اور توبہ استغفار میں مشغول رہ کر اس کے بعد کچھ وقت کے لئے سو جائیں، کیونکہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے اس رات آرام کرنا بھی ثابت ہے۔[2]

پھر رات کو اٹھ کر تہجد پڑھیں اور فجر تک ذکر وفکر میں مشغول رہیں اور پوری عاجزی کے ساتھ یہاں بھی عرفات کی طرح دعا واستغفار کریں اور ربِّ کریم سے خوب مانگیں، ان مقامات پر جو بندہ جتنا یقین سے مانگتا ہے اس پر اتنا ہی رب کریم کو پیار آتا ہے۔

دوسرے مقامات کی طرح مزدلفہ کے لئے بھی کوئی مخصوص دعا تعلیم نہیں فرمائی گئی، بس دنیا وآخرت کی اپنی ہر ضرورت مانگیں۔

---

(1) "الهندية": الباب الخامس: في كيفية أداء الحج 230/1.

(2) كما ورد في بعض الحديث "لمسلم" رقم الحديث: (1218)باب حجة النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حتى أتى المزدلفة، فصلى بها المغرب والعشاء بأذان واحد وإقامتين، ولم يسبح بينهما شيئا، ثم اضطجع رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتى طلع الفجر،وصلى الفجر، حين تبين له الصبح، بأذان وإقامة.

رسول اللہ ﷺ کی ایک خاص دعا:

رسول اللہ ﷺ کی ایک خاص دعا ہے جو آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں مانگی ہے یقیناً اس قابل ہے کہ دل و دماغ میں اس کو اچھی طرح محفوظ کیا جائے اور ہر خاص مقام اور موقع پر اللہ سے مانگی جائے، عربی میں اگر مشکل ہو تو اس کا مفہوم اپنی زبان میں مانگا جائے۔ اللہ اکبر! کیسی درد بھری دعا ہے:

«اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرىٰ مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلانِيَتِيْ، لَايَخْفىٰ عَلَيْكَ شَيْئٌ مِنْ أَمْرِي وأَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ، الْـمُسْتَغِيْثُ، الْـمُسْتَجِيْرُ، الْوَجِلُ، الْـمُشْفِقُ، الْـمُقِرُّ، الْـمُعْتَرِفُ بِذِنْبِهِ، أَسْئَلُكَ مَسْأَلَةَ الْـمِسْكِيْنِ وَأَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْـمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَأَدْعُوْكَ دُعَاء الْخَائِفِ الْضَّرِيرِ، دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَذَلَّ جَسَدُهُ ورَغِمَ لَكَ أَنْفهُ، اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَّكُنْ بِيْ رَؤُوْفًا رَّحِيمًا، يَاخَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ! وَيَا خَيْرَ الْـمُعْطِيْنَ»[1]

''اے میرے اللہ! تو میری بات سنتا ہے اور میں جس جگہ اور جس حال میں ہوں وہ تیری نظر میں ہے اور میرا ظاہر اور باطن سب تیرے علم میں ہے اور میری کوئی چیز بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے اور میں سختیوں اور دکھوں کا مارا ہوا ہوں، تیرے در کا فقیر ہوں، تیرے ہی پاس فریاد لے کر آیا ہوں اور تجھ سے ہی پناہ کا طالب ہوں، تیرا ڈر اور خوف مجھ پر چھایا ہوا ہے، میں اپنے گناہوں کا اقراری ہوں، میں بے کس اور بے وسیلہ مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں اور ایک ذلیل گناہ گار بندہ کی طرح تیرے حضور گڑگڑاتا ہوں اور خوف زدہ اور دکھ درد میں مبتلا کسی بندے کی طرح تجھ سے

---

(1) أخرجه "الهيثمي" في "المجمع" رقم الحديث: (5549) كتاب الحج ـ باب في عرفة والوقوف بها.

دعا کرتا ہوں جس کی گردن جھکی ہوئی ہو اور جس کے آنسو بہہ رہے ہوں اور جس کا جسم جھکا ہوا ہو اور تیرے سامنے اپنی ناک رگڑ رہا ہوں، اے میرے اللہ! میری دعا کو رد کر کے مجھے شقی نہ بنا اور مجھ پر مہربانی اور رحم فرما، اے سب سے اچھے داتا! اے بہترین دینے والے۔''

الغرض مزدلفہ کی اس رات میں بھی عرفات کی طرح دعا و استغفار کا اہتمام کیجئے۔

10ذی الحجہ (حج کا تیسرا دن)

آج دسویں ذی الحجہ ہے، آج تمام روئے زمین پر جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں، یہیں کی یادگار کے طور پر عید کی نماز پڑھی جارہی ہوگی، لیکن اللہ کی شان یہاں عید کی نماز نہیں، یہاں کی عید یہی ہے کہ منیٰ جاکر حج کے اعمال پورے کئے جائیں۔[1]

یادرہے کہ آج آپ نے چار(4)واجبات ادا کرنے ہیں: وقوف مزدلفہ، تیسرے جمرہ کی رمی، قربانی اور حلق، نیز ایک فرض یعنی طوافِ زیارت ادا کرنا ہے، ذیل میں ہر ایک کی تفصیل لکھی جاتی ہے۔

❀۞❀

---

(1) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب في حكم صلاة العيد والجمعة إلخ 617/3.

10ذی الحجہ کا پہلا واجب (وقوفِ مزدلفہ)

وقوفِ مزدلفہ کا وقت:

10ذی الحجہ کا پہلا واجب وقوفِ مزدلفہ ہے، اس کا وقت طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب سے کچھ پہلے تک ہے، جب فجر طلوع ہو جائے تو اندھیرے میں فجر کی سنتیں اور فرض ادا کرنے کے بعد یہاں ٹھہرنا واجب ہے، چاہے تھوڑی دیر ہی کیوں نہ ہو، لہٰذا آپ بھی یہ عمل کر کے منٰی روانہ ہو جائیں۔[1]

مزدلفہ میں کتنی دیر ٹھہرنا ضروری ہے؟

اگر کوئی طلوعِ فجر کے بعد نمازِ فجر پڑھ کر یا پڑھے بغیر تھوڑی دیر ٹھہر کر منٰی کو چلا جائے، طلوعِ آفتاب کا انتظار نہ کرے تو بھی واجب وقوف ادا ہو گیا مگر سنت یہی ہے کہ طلوعِ آفتاب تک مزدلفہ میں وقوف کرے اور جب سورج نکلنے میں اتنا وقت رہ جائے جس میں دو رکعتیں پڑھی جاسکتی ہوں تو منی کے لئے روانہ ہو جائے۔[2]

خواتین، بیمار اور بوڑھوں کے لئے ایک سہولت:

وقوفِ مزدلفہ واجب ہے بلاعذر چھوڑنے کی صورت میں دم (ایک بکری) واجب ہوتی ہے لیکن اگر بیمار اور بوڑھے لوگ یا خواتین ہجوم کی بنا پر مزدلفہ میں کچھ ٹھہر کر رات ہی کو منٰی چلے جائیں یا عرفات سے سیدھے منٰی چلے جائیں تو کچھ حرج نہیں

---

[1] "إرشاد الساري": فصل في الوقوف بها صـ241، 242.

[2] حوالہ بالا۔

اور ایسا کرنے سے ان پر کوئی دم بھی واجب نہ ہوگا۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے رات کے وقت اپنے اہل خانہ، ضعیف مردوں اور بچوں کو منٰی جانے کی اجازت دی تھی۔[2]

مزدلفہ کی حدود:

مزدلفہ کے تمام میدان میں آپ جہاں چاہے وقوف کر سکتے ہیں بجز وادئ مُحَسِّر کے جو منٰی کی جانب مزدلفہ سے باہر وہ مقام ہے جہاں ایک روایت کے مطابق اصحابِ فیل پر عذاب آیا تھا، سعودی حکومت نے اس کے شروع پر بورڈ لگادیا ہے تاکہ کوئی غلطی سے وہاں نہ ٹھہرے۔[3]

افضل یہ ہے کہ مَشْعَرِ حرام جس کو جَبَلِ قُزَحْ بھی کہا جاتا ہے وقوف کیا جائے، اگر بھیڑ کی وجہ سے وہاں پہنچنا مشکل ہو تو جہاں آسانی ہو ٹھہر جائیں اور وہیں صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر وقوف کریں، اور تلبیہ، تکبیر، تہلیل، استغفار وتوبہ اور درود شریف کی کثرت کریں۔[4]

نیو منیٰ (New mina) کے خیموں میں مزدلفہ کی رات گزارنے کا حکم:

چونکہ نیو منی میں لگے ہوئے خیمے مزدلفہ کی حدود میں داخل ہیں، اس لئے ان میں قیام کرنے میں کوئی حرج نہیں تاہم سنت طریقہ یہ ہے کہ کھلے میدان میں قیام کیا جائے۔[5]

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1678) كتاب الحج ـ باب من قدّم ضعفة أهله بليل.

(3) "إرشاد الساري": فصل في الوقوف بها صـ242.

(4) "غنية الناسك": فصل في صفة الوقوف بمزدلفة صـ165، 166.

(5) "البحر الرائق": 600/2، ونصه: المزدلفة كلها موقف إلا وادي محسر.

جمرات کی کنکریاں کہاں سے اٹھائی جائیں؟

چونکہ 10ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی مزدلفہ کی کنکریوں سے کرنا مستحب ہے اس لئے مزدلفہ سے جاتے ہوئے اپنے ساتھ سات (7) کنکریاں بھی لے جانی چاہیے، البتہ دوسری جمرات کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے لے کر جانا مستحب نہیں، ہر جگہ سے اٹھانا جائز ہے لیکن اگر یہاں سے ستر (70) کنکریاں لے جانے کا انتظام کیا جائے تو آسانی ہوگی۔[1]

کنکریوں کا حجم کتنا ہونا چاہیے؟

کنکری بڑے چنے کے برابر ہو، کھجور کی گٹھلی کے برابر ہو تو بھی جائز ہے، بڑے پتھر سے رمی کرنا یا بڑا پتھر لے کر اسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ان سے رمی کرنا مکروہ ہے۔[2]

ناپاک کنکریوں سے رمی کرنا کیسا ہے؟

ناپاک کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ رمی سے پہلے کنکریوں کو دھولیا جائے اور جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو بغیر دھوئے استعمال میں بھی مضائقہ نہیں۔[3]

تجویز:

آج کل مزدلفہ میں بعض مقامات پر باقاعدہ بڑی بڑی گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں جو چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں پیک شدہ کنکریاں حجاج کو مہیا کرتی ہیں، اگر کسی کو وہ میسر

---

(1) "إرشاد الساري": باب أحكام المزدلفة ـ فصل في رفع الحصى ص245.

(2) حوالہ بالا۔

(3) حوالہ بالا۔

آجائیں تو خرید کر ان سے رمی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

منیٰ کو روانگی:

سورج نکلنے میں جب اتنی دیر رہ جائے جس میں دو رکعت نفل پڑھے جاسکے تو مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں، اس کے بعد تاخیر کرنا خلافِ سنت ہے، صبح کی ٹھنڈک میں یہ راستہ بآسانی طے ہو جاتا ہے، روانگی کے وقت تصور کیجئے کہ اب میرا مولا مجھے منیٰ بلا رہا ہے اور اس کا حکم ہے کہ وہاں پہنچ کر رمی اور قربانی کروں، بہر حال یہ تصور کرکے اور شوق و محبت کی کیفیت اپنے اوپر طاری کرکے تلبیہ پڑھتے ہوئے آپ یہاں سے منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔

راستے میں ''وادیٔ مُحَسِّر'' سے گزرنے کا اگر علم ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ سر جھکائے اور خوف و خشیت کی حالت اپنے اوپر طاری کئے ہوئے تیزی سے نکل جائے۔

منیٰ میں جمرات کی رمی:

یاد رہے کہ منیٰ میں تین جگہیں ایسی ہیں جن کو جمرات کہا جاتا ہے اور ان پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں، پہلا جمرہ منیٰ کی مسجد یعنی مسجدِ خیف کے نزدیک ہے جس کو ''جمرۂ اولی'' کہتے ہیں، دوسرا جمرہ اس سے آگے ہے جس کو ''جمرۂ وسطی'' کہتے ہیں، تیسرا جمرہ منیٰ سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے سب سے آخر میں آتا ہے جس کو ''جمرۂ عقبہ'' کہتے ہے، پہلے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف ''جمرۃ العقبہ'' کی رمی کی جاتی ہے جبکہ گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو تینوں جمرات کی رمی کی جاتی ہے۔[1]

رمی کے معنی کنکریاں مارنے کے ہیں، یہ رمی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اس مقبول عمل کی یادگار ہے جو مناسک حج ادا کرتے وقت پیش آیا تھا جس کی تفصیل

---

[1] "الفقه الإسلامي وأدلته": المبحث السادس: واجبات الحج 236/3 – 239.

کچھ اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اللہ کے حکم سے مناسک حج ادا کرنے کے ارادے سے چلے تو شیطان جمرہ اولی کی جگہ آپ کے سامنے آیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات (7) کنکریاں ماریں جس سے وہ زمین میں دھنس گیا، پھر دوسرے جمرے کی جگہ سامنے آیا، آپ نے پھر اس کو سات (7) کنکریاں ماریں جس سے وہ زمین میں دھنس گیا، پھر وہ تیسرے جمرہ کی جگہ نمودار ہوا، آپ نے پھر اس کو سات (7) کنکریاں ماریں جس سے وہ پھر زمین میں دھنس گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو اس حدیث کے راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ شیطان کو کنکریاں مارتے جاؤ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرتے جاؤ۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دوسری روایت میں یہی واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق نقل کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ان کو جس وقت مناسک حج سکھانے کے لئے لے گئے تھے اس وقت یہ واقعہ پیش آیا[2]، لیکن دونوں واقعات اپنی جگہ درست ہیں کہ ایک دفعہ یہ واقعہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا ہو اور ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔

رمی جمرات کے متعلق اس مجمل یاداشت کو ذہن میں رکھ لیجئے اور اب مزدلفہ سے منیٰ پہنچ کر آپ کو جو کچھ اور جس ترتیب سے کرنا ہوگا اس کو سنیے:

---

(1) أخرجه "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (2)الترغيب في رمي الجمار 125/2.

(2) أخرجه "البيهقي" في "السنن الكبرى" رقم الحديث: (9693)و(9694)باب ما جاء في بدء الرمي.

10 ذی الحجہ کا دوسرا واجب (جمرۂ عقبہ کی رمی)

دسویں تاریخ کا دوسرا واجب جمرۂ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی ہے جو آپ نے منیٰ پہنچ کر کرنی ہے۔

دسویں کی رمی کا وقت:

اس رمی کا وقت دسویں تاریخ کی صبحِ صادق سے شروع ہو کر اگلے دن کی صبحِ صادق تک رہتا ہے، دسویں تاریخ کی صبحِ صادق سے پہلے کرنا درست نہیں۔[1]

دسویں کی رمی کا افضل وقت:

اس رمی کا افضل وقت طلوعِ آفتاب سے لے کر زوال تک ہے اور غروب آفتاب تک مؤخر کرنا بغیر کسی کراہت کے جائز ہے۔[2]

دسویں کی رمی کے مکروہ اوقات:

دسویں تاریخ کی صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک رمی کرنا مکروہ ہے، اسی طرح مغرب کے بعد کرنا بھی مکروہ ہے تاہم اگر کسی نے صبح صادق کے بعد طلوع شمس سے پہلے یا غروب آفتاب کے بعد طلوعِ فجر سے پہلے رمی کر لی تو بھی واجب ادا ہو جائے گا اور کوئی کفارہ بھی واجب نہ ہو گا لیکن اگر اگلے دن کے طلوعِ فجر تک بھی رمی نہ کر سکا تو دم بھی واجب ہو گا اور قضا بھی کرنی پڑے گی، تاہم ضعیف، بیمار اور عورتوں کے لئے

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في وقت رمي جمرة العقبة يوم النحر صـ262.

(2) حوالہ بالا۔

اوقاتِ مکروہہ میں بھی بلا کراہت جائز ہے۔[1]

جمرات کے پاس پڑی ہوئی کنکریوں سے رمی کرنے کا حکم:

جمرات کے پاس پڑی ہوئی کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ جو کنکریاں پھینکی جاتی ہے ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ کم ہو جاتی ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک جو ان میں سے قبول ہو جاتی ہیں وہ اٹھالی جاتی ہیں، اگر اس طرح نہ ہوتا تو یہاں کنکریوں کے پہاڑ نظر آتے۔[2]

رمی کا طریقہ:

رمی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جمرہ سے کم از کم پانچ (5) ہاتھ کے فاصلے پر اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ منیٰ آپ کی دائیں جانب اور مکہ مکرمہ بائیں جانب ہو اور چہرہ آپ کا جمرہ کی طرف ہو، داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے ایک کنکری پکڑیں اور مرد اونچی آواز سے اور خواتین آہستہ آواز سے «بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ» کہہ کر جمرہ کی طرف پھینک دیں۔[3]

رمی کے وقت کی دعا:

اگر ہو سکے تو یہ دعا بھی مانگیں جو حضرت ابن عمر اور ابن مسعود اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے:

«رَغْمًا لِّلشَّيْطَانِ وَرِضًا لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَسَعْياً

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) أخرجه "الدار قطني" رقم الحديث: (2752)كتاب الحج ـ باب المواقيت 563/2.

(3) "إرشاد الساري": باب مناسك منى صـ247.

مَّشْكُوْرًاوَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا»[1]

''یہ کنکریاں شیطان کو ذلیل کرنے اور خدائے پاک کو راضی کرنے کے لئے مارتا ہوں، اے اللہ! میرے حج کو قبول فرما اور میری کوشش کو مقبول بنا اور گناہوں کو معاف فرما۔''

اس طریقے سے سات کنکریاں پوری کریں۔

تلبیہ ختم:

تلبیہ جو آپ اب تک مسلسل پڑھ رہے تھے، اس رمی کے شروع کرتے ہی اس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، اب آپ دوسرے اذکار سے اپنی زبان تر رکھیں۔[2]

آج کے دن بس اسی ایک جمرہ کی رمی کا حکم ہے، آنے والے دنوں کی کنکریاں مارنے کا طریقہ بھی یہی ہے، اس کو یاد رکھیں۔

ساتوں کنکریاں ایک ساتھ پھینکنے کا حکم:

ساتوں کنکریاں جمرہ پر ایک ہی دفعہ پھینک دیں تو وہ ایک ہی کنکری شمار ہو گی، پھر سے سات (7) کا عدد پورا کرنے کے لئے چھ (6) کنکریاں اور پھینکنا ضروری ہے۔[3]

دسویں کی رمی کے بعد دعا کے لئے ٹھہرنے کا حکم:

اس دن کنکریاں مارنے کے بعد دعا کے لئے ٹھہرنا سنت نہیں، البتہ چلتے چلتے دعا مانگنا جائز ہے۔[4]

---

(1) "مرقاة المفاتيح": كتاب المناسك ـ باب خطبة يوم النحر 565/5.

(2) أخرجه "مسلم" رقم الحديث: (3088) كتاب الحج ـ باب استحباب إدامة الحجاج التلبية.

(3) "إرشاد الساري": فصل في أحكام الرمي وشرائطه وواجباته صـ272.

(4) "غنية الناسك": فصل في صفة رمي الجمار في اليوم الثاني صـ183.

بروقت رمی نہ کرنے کا حکم:

اگر دسویں تاریخ کے بعد والی رات گزر گئی اور رمی نہیں کی تو اس رمی کی قضا بھی واجب ہے اور بروقت نہ کرنے کی وجہ سے دم دینا بھی لازم ہے۔[1]

کیا کنکری کا جمرہ پر لگنا ضروری ہے؟

کنکریوں کا جمرہ پر لگنا ضروری نہیں، بلکہ اس احاطے میں گرنا کافی ہے جو اس کے سامنے گولائی میں بنا ہوا ہے، جو کنکری احاطہ سے باہر گر جائے اس کی جگہ دوسری کنکری ماری جائے۔[2]

کسی اور سے رمی کرانے کا حکم:

ہر آدمی پر خود رمی کرنا واجب ہے، مرد ہو یا عورت، بغیر شرعی عذر کے کسی دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں، اگر کسی نے بغیر عذر کے دوسرے سے رمی کرائی تو اس پر دم واجب ہو گا۔[3]

دوسرے سے رمی کرانا کب جائز ہے؟

کسی شرعی عذر کی بناء پر دوسرے کو اپنا نائب بنا کر رمی کرانا جائز ہے اور عذر سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اتنا بیمار یا کمزور یا معذور ہو کہ شیطان کو مارنے کے لئے خود نہ جا سکے، اگر وہیل چیئر کے ذریعے سے جا سکتا ہو تو بھی جانا ضروری ہے، البتہ اگر انتظامیہ کی طرف سے وہیل چیئر پر پابندی ہو تو یہ بھی عذر شرعی میں داخل ہو گا۔[4]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في رمي جمرة العقبة يوم النحر صـ262.

(2) "إرشادالساري": فصل في أحكام الرمي وشرائطه وواجباته صـ271.

(3) "غنية الناسك": فصل في شرائط الرمي صـ187.

(4) حوالہ بالا۔

معذور کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر رمی کرنا کیسا ہے؟

معذور کی طرف سے رمی کرنا اس وقت درست ہے جب اس کی طرف سے اجازت ہو، اگر بلا اجازت کسی نے رمی کر دی تو وہ معتبر نہیں، البتہ بے ہوش، چھوٹے بچے اور مجنون کی طرف سے ان کے ولی بغیر اجازت بھی رمی کر دیں تو یہ جائز ہے۔[1]

دوسرے کی طرف سے رمی کرنے کا افضل طریقہ:

جو شخص کسی دوسرے آدمی کی طرف سے رمی کرے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے تینوں جمرات کی رمی کرے، پھر دوسرے کی طرف سے کرے لیکن اگر ہر جمرہ پر اپنی سات (7) کنکریاں پھینکنے کے بعد ہی دوسرے کی طرف سے اسی وقت سات (7) کنکریوں سے رمی کر دی پھر دوسرے اور تیسرے جمرہ پر اسی طرح کیا تو یہ بھی جائز ہے اور آج کل شدید ہجوم کی وجہ سے اس میں سہولت ہے لیکن ایک کنکری اپنی طرف سے مار کر دوسری کنکری دوسرے کی طرف سے مارنا اگرچہ جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔[2]

بڑے شیطان کی رمی کے بعد آپ نے قربانی کرنی ہے۔

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في أحكام الرمي وشرائطه صـ274.

(2) "غنية الناسك": فصل في شرائط الرمي صـ188.

10ذی الحجہ کا تیسرا واجب (قربانی)

حج کی قربانی کس پر واجب ہے؟

حجِ قران اور تمتع کرنے والے چونکہ ایک سفر میں دو عبادتیں (عمرہ اور حج) ایک ساتھ ادا کرتے ہیں، اس لئے ان پر بطور شکرانہ ایک قربانی واجب ہوتی ہے، جس کو "دم شکر" کہا جاتا ہے، لہٰذا یہ لوگ جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر اس وقت تک بال اور ناخن نہ کاٹیں جب تک یہ قربانی نہ کریں، البتہ حجِ افراد کرنے والا جس نے صرف حج کا احرام باندھا ہے اس پر قربانی واجب نہیں، مستحب ہے، اگر وہ قربانی نہ کرے اور بال منڈوالے تو بلا کراہت جائز ہے۔[1]

اسی طرح حج کی قربانی واجب ہونے کے لئے عقل اور بلوغت کا ہونا بھی ضروری ہے، لہٰذا نابالغ یا مجنون پر حج کی قربانی واجب نہیں۔[2]

قربانی کا وقت:

حج کی قربانی دسویں تاریخ میں کرنا ضروری نہیں ہے، گیارہویں اور بارہویں میں بھی کرنا جائز ہے، آخری وقت بارہویں تاریخ کے غروبِ آفتاب تک ہے، البتہ دسویں تاریخ کو کرنا افضل ہے۔[3]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في الذبح ص249.

(2) "إرشاد الساري": فصل في هدي القارن والمتمتع ص290، 291.

(3) حوالہ بالا۔

قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے؟

عید کی قربانی کی طرح حج کی قربانی میں بھی ایک بکری یا ایک بھیڑ یا ایک دنبہ یا گائے یا اونٹ کے ساتویں حصے کی قربانی کرنا ضروری ہے، اس سے کم جائز نہیں۔[1]

قربانی کے گوشت کا حکم:

حج کی قربانی سے کھانا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ قربانی کی طرح جانور کے تین (3) حصے بنا کر ایک حصہ فقراء میں تقسیم کرے اور ایک حصہ دوست واحباب میں اور ایک حصہ خود استعمال میں لائے، البتہ بطور دم کے واجب ہونے والی قربانی سے خود کھانا یا مالداروں کو کھلانا جائز نہیں۔[2]

قربانی کہاں ادا کی جائے؟

یہ قربانی حرم میں کرنا ضروری ہے، حرم میں جس جگہ چاہے ذبح کرنا جائز ہے، البتہ ایام نحر میں منیٰ میں ذبح کرنا سنت ہے، مکہ مکرمہ میں ذبح کرنا مکروہ ہے اور ایام نحر کے بعد مکہ مکرمہ میں ذبح کرنا افضل ہے اور باقی حرم میں ذبح کرنا جائز ہے، یاد رہے کہ جدہ حدود حرم سے باہر ہے، لہٰذا جدہ میں کی جانے والی قربانی معتبر نہیں۔[3]

کسی اور سے قربانی کرانا کیسا ہے؟

دم شکر کو خود ذبح کرنا افضل ہے لیکن اپنے کسی قابلِ اعتماد شخص کے ذریعہ ذبح کروانا بھی جائز ہے، اگر بآسانی ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ ذبح کے وقت خود بھی وہاں موجود ہو۔[4]

---

(1) "غنية الناسك": فصل في ما يجوز من الهدايا وما لا يجوز ص366،367.

(2) "غنية الناسك": فصل في ما يجوز من الهدايا وما لا يجوز ص356.

(3) "إرشاد الساري": فصل في هدي القارن والمتمتع ص290.

(4) "غنية الناسك": فصل في الذبح وأحكامه ص172.

نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا:

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی تھی اس لئے اپنی قربانی کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے لئے قربانی کرنا بھی باعث اجر و ثواب ہوگا۔[1]

بینک کے ذریعے حج کی قربانی کرانا:

احناف کے نزدیک چونکہ رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب کی رعایت رکھنا واجب ہے اور اس ترتیب کے خلاف کرنے سے دم واجب ہوتا ہے، اس لئے احناف کو حتی الامکان اپنی قربانی بینک کے ذریعے نہیں کروانی چاہیے، تاہم اگر کوئی ایسی مجبوری ہو کہ بینک کے ذریعے قربانی کرنی پڑے تو اس میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ بینک والوں سے وقت کا تعین کرایا جائے اور احتیاط کے پیش نظر اس وقت کے دو تین گھنٹے بعد بال کاٹے جائیں۔[2]

حاجی پر عید الاضحی کی قربانی واجب ہے یا نہیں؟

اگر حاجی مقیم اور صاحبِ نصاب ہو تو اس پر عید الاضحی کی قربانی کرنا بھی واجب ہے، خواہ خود کرے یا اپنے وطن میں کسی سے کروائے، لیکن اگر وہ مسافر ہو یا صاحبِ نصاب نہ ہو تو اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں، اگر کوئی حاجی اپنے علاقہ میں کروانا چاہے تو ان ایام میں کروائے جو دونوں ملکوں میں عید کے لحاظ سے مشترک ہوں۔[3]

---

(1) أخرجه "أحمد" رقم الحديث: (27190) حديث أبي رافع.

(2) "إرشاد الساري": فصل في ترك الترتيب بين أفعال الحج ص396.

(3) "غنية الناسك": فصل في الذبح وأحكامه ص172.

یادرہے کہ:

حج کے ایام میں کئی سارے لوگ قربانی کرنے کے بہانے حاجیوں سے پیسے لے لیتے ہیں لیکن قربانی نہیں کرتے جس کی وجہ سے قربانی کا عمل ادھورا رہ جاتا ہے اس لئے قربانی کے لئے کسی کو پیسے دینے سے پہلے اچھی طرح چھان بین کرنے کی ضرورت ہے تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ ہو۔

حج کی قربانی پر قادر نہ ہونے کا حکم:

جس شخص پر حج کی قربانی واجب ہو اور اس کے پاس خرچہ اتنا کم ہو کہ اگر قربانی کا جانور خریدے گا تو دیگر اخراجات کے لئے خرچہ ناکافی ہو گا تو اس کو چاہیے کہ اس کے بدلے دس (10) روزے رکھے جن میں سے تین (3) روزے تو دسویں ذی الحجہ سے پہلے اور باقی سات (7) روزے ایام تشریق گزرنے کے بعد رکھے۔[1]

پہلے تین (3) روزوں میں بہتر یہ ہے کہ پے در پے رکھے، ساتویں، آٹھویں اور نویں تاریخ کو رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ روزے رکھنے سے کمزوری آئے گی جس کی وجہ سے وقوفِ عرفہ میں کوتاہی ہو گی تو پھر عرفہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے، نویں تاریخ سے پہلے ان روزوں سے فارغ ہو جائیں۔

آخری سات روزے جہاں چاہے رکھنا جائز ہے لیکن گھر آکر پے در پے رکھنا افضل ہے۔[2]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في بدل الهدي ص291 - 293.

(2) حوالہ بالا۔

تین روزوں کے معتبر ہونے کی شرطیں:

ابتدائی تین روزوں کے معتبر ہونے کے لئے پانچ(6)شرطیں ہیں:

1. احرام باندھنے کے بعد روزے رکھنا۔

قارن کے لئے تو حج و عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد رکھنا جائز ہے، البتہ متمتع کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد رکھے اور یہ بھی جائز ہے کہ حج کا احرام باندھنے کے بعد رکھے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ حج کا احرام باندھنے کے بعد رکھے۔

2. حج کے مہینوں میں رکھنا۔
3. دسویں ذی الحجہ سے پہلے رکھنا۔

اگر کوئی اس سے پہلے رکھ سکا تو اب قربانی کرنا ہی متعین ہے، گنجائش نہ ہونے کی صورت میں سر منڈوا کر حلال ہو جائے مگر اب اس کے ذمہ تین(3)دم لازم ہو جائیں گے، ایک حج قران یا حج تمتع کا دم جسے دمِ شکر کہا جاتا ہے اور دوسرا قربانی سے پہلے بال کاٹنے کا دم اور تیسرا ایام نحر میں قربانی نہ کرنے کا دم۔

4. روزوں کی نیت رات سے کرنا۔
5. بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے تک قربانی سے عاجز رہنا۔

اگر کسی نے پہلے تین روزے رکھ لئے لیکن ایّامِ نحر میں بال کاٹنے سے پہلے دم دینے پر قادر ہو گیا تو روزے دم کے قائم مقام نہیں بنیں گے بلکہ قربانی کرنا واجب ہو گا اور اگر بال کاٹنے کے بعد قادر ہوا تو قربانی کرنا واجب نہیں، بعد میں باقی سات (7)روزے رکھ لے۔[1]

6. قربانی کے دنوں میں دم شکر یا روزوں کے رکھنے سے عاجز ہونا۔

---

[1] حوالہ بالا۔

اگر کوئی شخص دم شکر (حج کی قربانی) کرنے پر قادر تھا لیکن قربانی کے دنوں میں اس سے رقم چوری ہو گئی یا گم ہو گئی تو قربانی کئے بغیر حلق کر کے حلال ہو جائے اور جب قادر ہو تو دم شکر کی نیت سے حدود حرم میں ایک جانور ذبح کر دے، چونکہ وہ معذور ہے اس لئے اس پر دم جنایت یعنی دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں ہو گی، نیز اگر قربانی پر قادر نہ ہونے کی صورت میں کسی کا روزے رکھنے کا ارادہ تھا لیکن بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکا تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔[1]

---

[1] "أحسن الفتاوى": كتاب الحج - عنوان: دم سے عاجز کا حکم 535/4، 536.

10ذی الحجہ کا چوتھا واجب (سر کے بال منڈوانا)

استرا سے بال کاٹنے کو ''حلق'' جبکہ قینچی سے کاٹنے کو ''قصر'' کہتے ہیں، حلق یا قصر کی تفصیلات پیچھے عمرہ کے بیان میں گزر چکی ہیں، البتہ جو مسائل حج کے ساتھ خاص ہیں وہ درج ذیل ہیں:

بال منڈوانے کا وقت:

سر کے بال منڈوانا یا کتروانا دسویں تاریخ کو ہی ضروری نہیں، بارہویں تاریخ کے آفتاب غروب ہونے تک بھی یہ کام ہو سکتا ہے لیکن بال کاٹنے تک احرام میں رہنا ضروری ہے۔[1]

سر کے بال کہاں منڈوائے جائیں؟

سر کے بال منٰی میں منڈوانا سنت ہے اور حرم کی حدود میں ہر جگہ جائز ہے، حدودِ حرم سے باہر کسی اور جگہ منڈوانے سے حلال ہو جائے گا لیکن دم لازم آئے گا۔[2]

کسی اور سے سر کے بال منڈوانے کا حکم:

سر کے بال کسی اور سے منڈوانے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ بال کاٹنے والا رمی اور قربانی کر چکا ہو اگرچہ اس نے خود ابھی تک اپنے بال نہ کاٹے ہوں، اگر اس نے ابھی تک رمی اور قربانی نہ کی ہو تو اس سے بال کٹوانے کی صورت میں اس پر کفارہ

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في زمان الحلق ومكانه ص254.

(2) حوالہ بالا۔

آئے گا، جس کی تفصیل جنایات میں آرہی ہے۔[1]

رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب قائم رکھنے کی اہمیت:

بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا، پھر قربانی کرنا، پھر سر کے بال کتروانا، یہ تینوں عمل واجب ہیں اور جس ترتیب سے ان کو لکھا گیا ہے اسی ترتیب سے ان کو ادا کرنا بھی واجب ہے لہٰذا اگر ان میں سے کوئی عمل چھوٹ جائے یا ان کی مذکورہ ترتیب بدل جائے تو دم واجب ہوگا، اس لئے ان میں ترتیب کا خاص خیال رکھا جائے۔[2]

یادداشت:

رمی، قربانی اور بال کاٹنے کے بعد احرام کی پابندیاں ختم ہو جائیں گی، غسل کر کے کپڑے پہن لیں، خوشبو لگالیں، البتہ بیوی سے صحبت کرنا یا بوس و کنار کرنا طوافِ زیارت کرنے تک حلال نہیں ہوگا۔[3]

قصر سے فراغت کے بعد آپ نے طوافِ زیارت کرنا ہے۔

---

(1) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل الرابع في الحلق وإزالة الشعر ص258.

(2) "غنية الناسك": المطلب العاشر في ترك الترتيب بين الرمي والذبح ص279، 280.

(3) "إرشاد الساري": فصل في حكم الحلق ص254.

طوافِ زیارت

اگر آپ بال منڈوا چکے ہیں تو طواف زیارت عام لباس میں ادا کریں گے اور اگر ابھی تک بال نہیں منڈوائے تو حالتِ احرام میں ادا کریں گے۔

طوافِ زیارت میں رمل اور اضطباع کا حکم:

اگر کسی نے منیٰ آنے سے پہلے نفلی طواف کر کے حج کی سعی نہ کی ہو بلکہ طواف زیارت کے بعد حج کی سعی کرنی ہو تو طواف زیارت میں رمل بھی کرے گا، مگر طواف زیارت عموماً سادہ کپڑے پہن کر ہوتا ہے اس لئے اس میں اضطباع نہیں ہوگا، البتہ اگر احرام کی چادریں ابھی نہ اتاری ہوں تو اضطباع بھی کرے گا۔[1]

طواف زیارت کب کرنا افضل ہے؟

طواف زیارت رمی، قربانی اور قصر کے بعد کرنا افضل ہے، تاہم ان تینوں سے یا ان میں سے کسی ایک سے پہلے کرنا بھی جائز ہے لیکن خلافِ سنت ہے۔[2]

طوافِ زیارت کب تک ادا کیا جا سکتا ہے؟

طواف زیارت کا وقت 10 ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور 12 ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہونے تک رہتا ہے، عموماً پہلے دن زیادہ ہجوم ہوتا ہے جبکہ دوسرے یا تیسرے دن زیادہ ہجوم نہیں ہوتا اس لئے دوسرے یا تیسرے دن یہ طواف کرنے میں آسانی ہے لیکن اگر بارہویں تاریخ گزر گئی اور طوافِ زیارت نہ کیا تو تاخیر کی

---

(1) "إرشاد الساري": باب طواف الزيارة صـ257.

(2) حوالہ بالا۔

وجہ سے دم دینا پڑے گا اور طواف بھی ادا کرنا ہوگا۔[1]

طوافِ زیارت کسی حال میں بھی ساقط نہیں ہوتا:

یہ طواف کسی حال میں نہ فوت ہوتا ہے اور نہ اس کا بدل دے کر ادا ہو سکتا ہے بلکہ آخر عمر تک اس کی ادائیگی فرض رہے گی اور جب تک اس کو ادا نہیں کرے گا حج ادا نہ ہو گا اور بیوی سے ہمبستری اور بوس و کنار حرام رہے گا۔[2]

ایامِ نحر میں طوافِ زیارت کی بجائے نفلی طواف یا طوافِ وداع کرنا:

اگر کسی نے 10 ذی الحجہ کی صبح صادق کے بعد اور 12 ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب سے پہلے کسی بھی وقت طوافِ زیارت کے بجائے طوافِ وداع کی نیت سے یا نفل طواف کی نیت سے طواف کیا تو یہ طوافِ زیارت ہی شمار ہو گا۔[3]

بے وضو ہونے کی حالت میں طوافِ زیارت کرنے کا حکم:

اگر طوافِ زیارت بے وضو کر لیا تو اگر اس کے بعد طوافِ وداع 12 ذی الحجہ کا دن ختم ہونے سے پہلے کر لیا تو یہ طواف، طوافِ زیارت بن جائے گا اور دم بھی لازم نہ ہو گا اور طوافِ وداع دوبارہ کرنا ہو گا، اور اگر ایام نحر کے بعد کیا تو طوافِ زیارت کے قائم مقام نہ ہو گا بلکہ طوافِ وداع ہی شمار ہو گا اور طوافِ زیارت کا اعادہ کرنا باقی رہے گا ورنہ دم واجب ہو گا۔[4]

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "غنية الناسك": الفصل السابع في ترك الواجب في أفعال الحج ص272.

(3) "إرشاد الساري": فصل في تحقيق النية ص161.

(4) "الدر المختار": كتاب الحج ـ باب الجنايات 662/3.

وضاحت:

طوافِ زیارت سے متعلق یہاں صرف وہ مسائل ذکر کئے گئے ہیں جو اس کے ساتھ خاص ہیں، طواف زیارت کا طریقہ، آداب اور دیگر احکامات وہی ہیں جو طوافِ عمرہ میں گزر چکے ہیں۔

حج کی سعی

حج کی سعی کب کرنا افضل ہے؟

حج افراد کرنے والے کے لئے حج کی سعی طوافِ زیارت کے بعد کرنا افضل ہے اور طوافِ قدوم کے بعد کرنا جائز ہے،[1] اسی طرح تمتع کرنے والے کے لئے بھی طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنا افضل ہے اور حج کا احرام باندھنے کے بعد نفلی طواف کرنے کے بعد کرنا جائز ہے۔[2] اور قران کرنے والے کے لئے طوافِ قدوم کے بعد کرنا افضل ہے اور طوافِ زیارت کے بعد کرنا جائز ہے۔[3]

حج کی سعی کے لئے احرام میں ہونا شرط ہے یا نہیں؟

حج کی سعی اگر طوافِ زیارت کے بعد کی جائے تو اس میں احرام شرط نہیں بلکہ سنت یہ ہے کہ دسویں تاریخ کو منیٰ میں قربانی وغیرہ سے فارغ ہو کر بلا احرام طوافِ زیارت کرے، تاہم یہ بھی جائز ہے کہ احرام کھولنے سے پہلے طوافِ زیارت اور اس کے بعد سعی کرے، لیکن حج کی سعی اگر وقوفِ عرفات سے پہلے کی جائے تو اس میں احرام شرط ہے۔[4]

حج کی سعی میں تلبیہ کہنے کا حکم:

حج کی سعی اگر طوافِ قدوم یا نفلی طواف کے بعد کی جا رہی ہو تو اس میں تلبیہ بھی

---

(1) "غنية الناسك": فصل في الأخذ في الطواف صـ107.

(2) "غنية الناسك": فصل في كيفية أداء التمتع المسنونة صـ216.

(3) "غنية الناسك": فصل في صفة القران المسنون صـ205.

(4) "غنية الناسك": فصل في ركن السعي وشرطه صـ132.

پڑھنا چاہیے اور اگر طوافِ زیارت کے بعد کی جا رہی ہو تو تلبیہ نہیں پڑھنا چاہیے۔[1]

حج کی سعی کو کب تک مؤخر کیا جا سکتا ہے:

حج کی سعی کو ایام نحر سے مؤخر کرنا مکروہ ہے لیکن اس کا کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ تاخیر کتنے ہی مہینوں کی ہو۔[2]

طوافِ زیارت کے بعد منٰی واپسی:

طواف زیارت کے بعد آپ نے منی جانا ہے کیونکہ گیارہویں، بارہویں تاریخ کی راتیں آپ نے منٰی میں گزارنی ہے۔

گیارہویں اور بارہویں تاریخ کی راتیں مکہ مکرمہ میں گزارنے کا حکم:

گیارہویں یا بارہویں تاریخ کی پوری رات یا رات کا اکثر حصہ مکہ مکرمہ میں یا کسی دوسری جگہ گذارنا مکروہ ہے کیونکہ یہ راتیں منی میں گذارنا سنتِ موکدہ ہے، البتہ دن کو مکہ معظمہ آنے جانے میں کوئی حرج نہیں۔[3]

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

آج کل بعض حجاج کرام کے خیمے مزدلفہ میں لگے ہوتے ہیں اور وہ لوگ اس خیال سے کہ یہ جگہ تو ویسے بھی منی سے باہر ہے اس لئے اپنے خیموں کی بجائے یہ راتیں مکہ مکرمہ میں گزارتے ہیں لیکن یہ خیال درست نہیں، ان کو چاہیے کہ وہاں رات گزارنے کا اہتمام کریں اور ثواب کے اس موقع کو ضائع نہ ہونے دیں، اور اپنے اس عمل کی وجہ سے دوسروں کو بھی محروم نہ کریں۔

---

(1) "إرشاد الساري": باب: السعي بين الصفا والمروة ص192.

(2) "إرشاد الساري": فصل في جناية في السعي ص393.

(3) "إرشاد الساري": فصل: إذا فرغ من الطواف ص260.

البتہ اگر کوئی بیمار یا معذور ہو جس کے لئے منیٰ آنا جانا اور وہاں رات گزارنا مشکل ہو یا کسی بیمار کی خدمت میں ہو تو اس کے لئے مکہ میں رات گزارنے کی گنجائش ہے۔

11ذی الحجہ (حج کا چوتھا دن)

گیارہویں کی رمی:

اب حج کے واجبات میں مختصر کام رہ گئے ہیں دو یا تین دن آپ نے منیٰ میں رہ کر تینوں جمرات کی رمی کرنی ہے، کم از کم گیارہ(11)اور بارہ(12)ذی الحجہ کو منیٰ میں ٹھہر کر تینوں جمرات کی رمی کرنا تو ضروری ہے لیکن افضل یہ ہے کہ تیرہ (13) تاریخ کو بھی ٹھہر کر رمی کریں۔[1]

اگرآپ قربانی یا طوافِ زیارت کسی وجہ سے دسویں تاریخ کو نہیں کرسکے تو آج گیارہویں تاریخ کو کرلیں اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے پہلے اس سے فارغ ہوجائیں، ظہر کے بعد گیارہویں تاریخ کی رمی کرلیں۔

رمی کا وقت:

11ذی الحجہ کی رمی کا جائز وقت زوال کے بعد سے شروع ہوکر غروبِ آفتاب تک ہے، غروبِ آفتاب کے بعد رمی کرنا مکروہ ہے، تاہم اگر کوئی کرلے تو ادا ہوجاتی ہے دم دینا نہیں پڑتا،[2] البتہ ضعیف بیمار اور عورتوں کے لئے غروبِ آفتاب کے بعد بھی مکروہ نہیں۔[3]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في وقت الرمي في اليوم الرابع من أيام الرمي صـ267.

(2) "غنية الناسك": فصل في أوقات الرمي في الأيام الأربعة صـ181، 182.

(3) حوالہ بالا۔

گیارہویں کی رمی بارہویں کی صبح صادق کے بعد کرنے کا حکم:

اگر کوئی شخص بارہویں تاریخ کی صبح صادق تک گیارہویں تاریخ کی رمی نہ کر سکا تو اس پر قضا بھی لازم ہے اور دم بھی یعنی بارہویں تاریخ کو اس دن کی رمی بھی کرے اور گیارہویں کی فوت شدہ رمی کی قضا بھی کرے اور تاخیر کی وجہ سے دم بھی دے، قضا کا اختیار تیرہویں تاریخ کے غروب شمس تک ہے اس کے بعد صرف دم لازم ہے قضا جائز نہیں۔[1]

جمرات پر کنکریاں مارنے کا طریقہ:

سب سے پہلے جمرہ اولی (چھوٹے شیطان) پر سات کنکریاں ماریں، اس کی رمی سے فارغ ہو کر مجمع سے ہٹ کر قبلہ رو ہاتھ اٹھا کر خوب دعائیں مانگیں جس میں کم از کم اتنی دیر ٹھہرنا سنت ہے جتنی دیر میں بیس (20) آیتیں پڑھی جا سکیں، اس دعا میں آپ درود شریف پڑھ کر اپنے لئے، اپنے عزیز واقارب کے لئے اور امتِ محمدیہ کی ہدایت کے لئے خوب رو رو کر دعائیں مانگیں، اس کے بعد جمرہ وسطی (درمیانے شیطان) پر سات کنکریاں ماریں اور اسی ترتیب سے دعا کریں، پھر آخر میں جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) پر سات کنکریاں ماریں اور ٹھہرے بغیر دعا مانگتے ہوئے اپنے خیموں میں چلے جائیں (ہر کنکری کے ساتھ «بِسْمِ اللهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ» کہنا نہ بھولیں)۔[2]

آج کے دن میں صرف یہی کام کرنا تھا جو پورا ہو گیا، اب آپ اپنی قیام گاہ پر واپس آجائیں، باقی اوقات تلاوت، ذکر اللہ اور دعا میں مشغول رکھیں، اب یہاں کی ہر رات اور ہر دن حاصلِ عمر ہے، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ایک ایک گھڑی کو غنیمت جانیں اور غفلت میں کوئی لمحہ گزرنے نہ دیں، یہی وہ دن ہے جس کے متعلق قران مجید میں

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "غنية الناسك": فصل في صفة الرمي الجمار ص182، 183.

صراحتاً حکم ہے:

﴿فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَٰسِكَكُمْ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَذِكْرِكُمْ ءَابَآءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا﴾ [البقرۃ: ۲۰۰]

’’پھر جب پورے کر چکو اپنے حج کے کام تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تھے اپنے باپ، دادا کو بلکہ اس سے زیادہ یاد کرو۔‘‘

آگے فرمایا:

﴿وَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ فِىٓ أَيَّامٍ مَّعْدُودَٰتٍ﴾ [البقرۃ: ۲۰۳]

’’اور یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے۔‘‘

اس لئے یادِ الٰہی میں جتنا انہماک اور عبادت میں جتنی مشغولیت ہو کم ہے، مگر افسوس کہ اس کا حق بالکل ادا نہیں ہوتا اور شدید کوتاہی ہوتی ہے، وہاں جانے والوں کا مجمع، کھانے پینے کی بہتات، عمر بھر کی غفلت کی عادت، بڑا وقت ہنسنے بولنے اور کھانے پینے میں گزر جاتا ہے اور یہ دیکھ کر اور بھی افسوس ہوتا ہے کہ بہت سے حجاج اس قیمتی اور مختصر وقت کے اندر ہی جہازوں کی تحقیقات اور واپسی سفر کے منصوبے شروع کر دیتے ہیں جو وقت فائدہ اٹھانے میں گزرنا چاہیے تھا وہ سفر کے دھیان اور تصور میں گزرنے لگا۔

❀❀❀

12ذی الحجہ (حج کا پانچواں دن)

بارہویں تاریخ کی رمی:

اگر قربانی یا طوافِ زیارت گیارہویں تاریخ کو بھی نہ کر سکیں توآج بارہویں تاریخ کو کر لیں اور آج کا اصل کام صرف تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے، زوال کے بعد بالکل اسی طریقہ سے تینوں جمرات کی رمی کی جائے گی جس طرح گیارہویں تاریخ کو کی تھی۔

گیارہویں یا بارہویں کی رمی زوال سے پہلے کرنے کا حکم:

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے گیارہویں اور بارہویں کی رمی زوال کے بعد کی تھی[1] اس لئے ان دونوں کی رمی زوال سے پہلے کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے غلطی سے کر لی تو وہ معتبر نہ ہوگی اور زوال کے بعد دوبارہ کرنی ہوگی ورنہ دم لازم آئے گا اور قضا بھی واجب ہوگی جس کا وقت تیرہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے، اس کے بعد صرف دم لازم ہے، قضا نہیں۔[2]

جمرات کی رمی میں ترتیب کا خیال نہ رکھنا:

گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں کی رمی (کنکریاں مارنا) ترتیب وار کرنا مسنون ہے، اگر کسی نے خلافِ ترتیب کنکریاں ماریں تو کوئی دم نہیں آتا، البتہ بہتر یہی ہے کہ دوبارہ ترتیب کے ساتھ تینوں جمروں پر کنکریاں مارے۔[3]

---

[1] كما ورد في "مسلم" رقم الحديث: (3141)باب: بيان وقت استحباب الرمي، عن جابر، قال: «رمى رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الجمرة يوم النحر ضحى، وأما بعد فإذا زالت الشمس».

[2] "غنية الناسك": فصل في أوقات الرمي صـ181، 182.

[3] "غنية الناسك": فصل في ترتيب بين الجمار الثلاث صـ185.

تیرہویں تاریخ کی رمی:

بارہویں تاریخ کی رمی کرنے کے بعد آپ کو اختیار ہے کہ منٰی میں مزید قیام کریں یا مکہ مکرمہ آجائیں لیکن افضل یہی ہے کہ آپ تیرہویں تاریخ کی بھی رمی کریں، لہٰذا اگر آپ کا ارادہ مکہ مکرمہ آنے کا ہے تو غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے حدودِ منٰی سے نکل جائیں، اگر بارہویں تاریخ کا آفتاب غروب ہو گیا تو پھر منٰی سے نکلنا مکروہ ہے اور اگر تیرہ ذی الحجہ کی صبح منٰی میں ہو گئی تو تیرہویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہو جائے گی، رمی کے بغیر جائے گا تو دم واجب لازم ہو گا۔[1]

اس دن کی رمی کا بھی وہی طریقہ ہے جو گیارہویں تاریخ کی رمی کا ہے۔

تیرہویں تاریخ کی رمی کا وقت:

تیرہویں تاریخ کی رمی زوال سے پہلے کرنا بھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے، تاہم تیرہویں تاریخ کے غروبِ آفتاب کے بعد اس تاریخ کی رمی کرنا جائز نہیں۔[2]

منی سے مکہ مکرمہ واپسی:

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کو حج کے بڑے بڑے کام کرنے کی توفیق دے دی، اب حج کے اعمال میں سے صرف اتنا عمل باقی ہے کہ جب آپ مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے لگیں تو ایک طوافِ وداع یعنی رخصتی کا طواف کرلیں جو مکہ مکرمہ سے واپس ہونے پر واجب ہے۔

بعض لوگ حج سے فارغ ہونے کے بعد وطن اور گھر جانے کے لئے اتنے بے تاب اور بے قرار ہوتے ہیں کہ انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے جتنے دنوں مجبوراً ان کو ٹھہرنا پڑتا

---

(1) "ارشاد الساري": فصل: ثم إذا فرغ من الرمي صـ270.

(2) "إرشاد الساري": فصل في رمي يوم الرابع صـ270.

ہے اس زمانہ میں ایک ایک دن کو وہ مصیبت سمجھتے ہیں اور سخت بے دلی اور شکوؤں کے ساتھ یہ ایام گزارتے ہیں، یہ بڑی نامناسب بات ہے، اگر بالفرض روانگی کا انتظام ہو جائے تو جلدی جانے میں کوئی حرج نہیں اور اپنے احوال اور مصالح کے مطابق جلد روانگی کی کوشش میں بھی کوئی حرج نہیں، لیکن اللہ کے مقدس اور محترم شہر سے دل کا اچاٹ ہونا اور معاذ اللہ بد دلی کی کیفیت کا پیدا ہو جانا بہت بری بات ہے، مومن کا حال یہ ہونا چاہیے کہ برسوں رہ کر بھی جی نہ بھرے اور دل سے یہی آواز آ رہی ہو۔

؎ اے کاش کہ تھم جائے ذرا گردشِ دوراں
کچھ دیر ٹھہر جائیں یہ شام وسحر اور

جس کعبہ کے گرد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ معلوم کتنے سو یا کتنے ہزار انبیاء علیہم السلام نے اور ان کے بعد اب تک نہ معلوم کتنے لاکھ اور کتنے کروڑ اولیاء نے طواف کئے اور ان طوافوں میں جنت سے اتارے ہوئے پتھر (حجر اسود) کو بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ بوسے دیئے اور جہاں انھوں نے نمازیں پڑھیں اور یقیناً کعبۃ اللہ کے ارد گرد کی بالشت بھر زمین بھی ایسی نہیں جس پر انبیاء علیہم السلام، ان کے اصحاب کرام یا اولیائے عظام میں سے کسی کی پیشانی نہ ٹکی ہو، اب اللہ نے آپ کو موقع دیا ہے، چاہے تو دن رات اس مقدس گھر کا طواف کریں۔

؎ مزے لوٹو کلیم اب بن پڑی ہے
بڑی اُونچی جگہ قسمت لڑی ہے

حج کے بعد مکہ مکرمہ میں آپ کے مشاغل:

حج سے فراغت پر اگر آپ کو کچھ دن مکہ مکرمہ میں قیام کا موقع مل جائے تو اسے بہت بڑی غنیمت سمجھیں، جس قدر ہو سکے تنعیم یا جعرانہ جا کر احرام باندھ کر اپنی طرف سے، اپنے والدین، بہن، بھائیوں اور رشتہ داروں کی طرف سے، اپنے محبوبوں

اور محسنوں کی طرف سے نفلی عمرے کریں۔

حرم شریف کی حاضری، بیت اللہ کا طواف اور بیت اللہ کو بقصد تعظیم دیکھنا، حرم میں نمازیں، دعا، ذکر اور تلاوت کو غنیمت جانے، معلوم نہیں کہ پھر نصیب ہو یا نہ ہو، اس لئے عمر بھر کی حسرت نکال لیجئے، کم از کم ایک قرآن شریف حرم شریف میں ختم کرنے کی کوشش کریں اور صدقہ خیرات جتنا کر سکتے ہیں کرتے رہیں۔

اہلِ مکہ سے محبت اور ان کی تعظیم اور ادب کرنا ضروری سمجھیں، ان کی حقارت سے انتہائی پرہیز ہو اور چھوٹے بڑے ہر طرح کے گناہوں سے بچنے کا پورا اہتمام ہو، کیونکہ حرم مکہ میں جیسے کہ عبادات کا ثواب ایک لاکھ ہے، اسی طرح وہاں جو گناہ سرزد ہو، اس کا وبال بھی بہت بڑا ہے۔[1]

[1] "غنية الناسک": قبيل باب طواف الصدر ص189، 190.

طوافِ وداع

میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ جب مکہ مکرمہ سے واپس جانے لگیں تو رخصتی کا طواف کرلیں اور یہ حج کا آخری واجب ہے اور اس میں حج کی تینوں قسمیں افراد، تمتع اور قران برابر ہیں یعنی ہر قسم کے حج کرنے والے پر واجب ہے کہ یہ طواف کرلے، البتہ اہلِ حرم اور حدودِ میقات کے اندر رہنے والوں پر واجب نہیں۔[1]

مکہ مکرمہ سے روانگی:

بیت اللہ شریف جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص تجلی گاہ ہے اور عمر بھر کی تمناؤں کے بعد جس تک پہنچنا نصیب ہوا تھا، اس کے فراق اور جدائی کا خیال کر کے اور یہ سوچ کے کہ نہ معلوم یہ سعادت اور دولت پھر کبھی میسر آئے گی یا نہیں، اس لئے طواف وداع کے وقت زیادہ سے زیادہ حزن و ملال کی کیفیت اپنے دل میں پیدا کی جائے، اور اللہ تعالیٰ نصیب فرمادیں تو روتے ہوئے دل اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ طواف کیا جائے۔

طواف ختم کر کے حسبِ معمول مقامِ ابراہیم پر دوگانۂ طواف پڑھا جائے اور دعا کے وقت بھی دل میں یہ فکر ہو کہ معلوم نہیں اس کے بعد بھی اس مقدس اور محترم مقام میں سجدہ کرنے اور اللہ کے حضور میں ہاتھ پھیلانے کی سعادت کبھی میسر آئے گی یا نہیں، پھر دعا سے فارغ ہو کر خوب جی بھر کر زمزم پی لیں، پھر ملتزم پر آئیں اور خوب روئیں۔

---

(1) "غنية الناسك": باب طواف الصدر ص190.

ملتزم سے ہٹ کر حجرِ اسود پر آئیں اور اس کو بوسہ دیں اور اگر رش ہو تو اس کے قریب قریب کھڑے ہو کر دعا کریں، اگر اس موقع پر آپ کی آنکھیں چند قطرے گرا دیں تو بڑے مبارک ہیں۔

حجرِ اسود کو یہ آخری بوسہ دیکر حسرت سے بیت اللہ کو دیکھتے ہوئے، آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے اور دل و زبان سے ربِّ کعبہ کو یاد کرتے ہوئے اور اس سے دعا کرتے ہوئے اور مسجدِ حرام اور بیت اللہ کے آداب اور حقوق کے بارے میں جو کوتاہیاں اس عرصہ میں ہوئیں ان کی معافی مانگتے ہوئے مسجدِ حرام سے نکلیں،[1] حسبِ قاعدہ پہلے بایاں پاؤں نکالیں اور یہ دعا مانگیں:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ»[2]

''اے اللہ! میر ی مغفرت فرمااور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

اگر طوافِ زیارت کے بعد کسی نے نفلی طواف کر لیا اور طوافِ وداع کے بغیر ہی مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گیا تو یہ نفلی طواف ہی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے لیکن افضل یہی ہے کہ روانگی کے دن بلکہ اچھا ہے کہ خاص روانگی کے وقت طوافِ وداع کی نیت سے یہ آخری طواف کیا جائے۔[3]

طوافِ وداع کے بعد مکہ مکرمہ میں ٹھہرنا:

اگر طوافِ وداع کر لینے کے بعد کسی ضرورت سے مکہ مکرمہ میں قیام کرے تو پھر

---

(1) "غنية الناسك": فصل في صفة طواف الوداع صـ192.

(2) أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (134) كتاب الصلاة ـ باب ما جاء ما يقول عند دخول المسجد.

(3) "البدائع": كتاب الحج ـ باب طواف الزيارة 208/2.

چلتے وقت طوافِ وداع کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔[1]

مبارک ہو:

یہاں تک آپ کا حج تمتع قدم بقدم اپنے اختتام کو پہنچا،اب آگے حج تمتع کے مخصوص مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

❀❀❀

---

(1) "غنية الناسك": باب طواف الصدر صـ191.

حج تمتع کے متفرق مسائل

حجِ تمتع صحیح ہونے کی شرطیں:

- آفاقی (میقات سے باہر رہنے والا) ہونا لہذا میقات کے اندر رہنے والوں کے لئے حجِ تمتع جائز نہیں۔
- پورا عمرہ یا طوافِ عمرہ کے اکثر چکر حج کے مہینوں میں لگانا۔
- حج کا احرام باندھنے سے پہلے عمرہ کے سارے یا اکثر چکروں سے فارغ ہونا، پس اگر کسی نے اس سے پہلے حج کا احرام باندھا تو حج تمتع نہ ہوگا بلکہ قران بن جائے گا۔
- حج و عمرہ دونوں ایک سال میں ادا کرنا۔ لہذا اگر ایک سال حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرے اور آئندہ سال حج ادا کرے تو تمتع صحیح نہیں ہوگا۔
- حج اور عمرہ ایک سفر میں ادا کرنا، اگر عمرہ حج کے مہینوں میں کرے اور احرام کھول کر وطن چلا جائے اور پھر واپس آکر حج کرے تو تمتع صحیح نہ ہوگا۔
- عمرہ کو فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ کو فاسد کر کے عمرہ کے بعد حج کیا تو تمتع صحیح نہ ہوگا۔
- حج کو فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ مکمل کر لیا لیکن حج کو فاسد کر دیا تو تمتع صحیح نہ ہوگا۔
- حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مکہ مکرمہ کو دائمی طور پر وطن نہ بنانا۔
- مکہ مکرمہ یا اس کے آس پاس کسی جگہ قیام کرتے ہوئے حلال ہونے کی حالت میں حج کا مہینہ شروع نہ ہونا، اگر مکہ مکرمہ میں حلال ہونے کی حالت میں حج کے مہینے شروع ہو گئے تو تمتع صحیح نہ ہوگا، البتہ اگر وطن چلا گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور عمرہ کا

احرام باندھا، اس کے بعد حج کیا تو تمتع ہو جائے گا۔[1]

میقات سے گزر کر حج تمتع کے لئے احرام باندھنا کیسا ہے؟

حجِ تمتع صحیح ہونے کے لئے عمرہ کا احرام میقات سے باندھنا شرط نہیں،اگر میقات سے گزر کر یا مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو تمتع صحیح ہو جائے گا لیکن میقات سے بلااحرام باندھے گزر جانا چونکہ منع ہے اس لئے دم واجب ہوگا۔[2]

اسی طرح متمتع کے لئے حجِ تمتع کا احرام حرم میں باندھنا ضروری ہے،اگر کسی نے حل سے احرام باندھا تب بھی تمتع صحیح ہو جائے گا لیکن حدودِ حرم میں احرام نہ باندھنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔[3]

حج تمتع میں مدینہ منورہ سے واپس آتے ہوئے حج کا احرام باندھنا:

اگر کوئی شخص حج تمتع کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچا اور عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو گیا تو اس کے بعد وہ مدینہ منورہ جا سکتا ہے،اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ مدینہ منورہ سے واپس آتے ہوئے حج کا احرام باندھے کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تمتع کرنے والا اگر میقات سے باہر اپنے علاقہ کے علاوہ کسی اور جگہ چلا جائے تو اس کا تمتع باطل نہیں ہوتا،تاہم اگر کسی نے واپسی پر عمرہ کا احرام باندھا تو بھی جائز ہے اور اس کا حج تمتع صحیح ہو جائے گا،[4] البتہ امام صاحب کے نزدیک چونکہ اس کا تمتع باطل

---

(1) "غنية الناسك": فصل في ماهية التمتع وشرائطه ص212 - 214.

(2) حوالہ بالا۔

(3) حوالہ بالا۔

(4) "غنية الناسك": باب التمتع ـ فصل في كيفية أداء التمتع المسنون ص215، ونصه: وكذا لو خرج إلى الآفاق لحاجة فقرن لا يكون قارنا عند "أبي حنيفة"، وعليه رفض أحدهما، ولا يبطل تمتعه؛ لأن الأصل عنده أن الخروج في أشهر الحج إلى غير أهله كالإقامة بمكة، فكأنه لم يخرج وقرن من مكة، وأما عندهما فكالرجوع إلى أهله، فإذا خرج بطل تمتعه.

نہیں ہوتا اس لئے واپسی میں قران کا احرام باندھنا جائز نہیں، اگر کسی نے قران کا احرام باندھا تو اس پر دم جبر لازم آئے گا۔[1]

کیا تمتع صحیح ہونے کے لئے حج تمتع کی نیت کرنا ضروری ہے؟

تمتع کے صحیح ہونے کے لئے خاص تمتع کی نیت کرنا شرط نہیں بلکہ حج کے مہینوں میں اگر بلانیت تمتع بھی کسی نے حج اور عمرہ تمتع کی شرائط کے مطابق کر لیا تو تمتع صحیح ہو جائے گا۔[2]

کن لوگوں کے لئے تمتع جائز نہیں؟

جو لوگ حدود میقات کے اندر مثلاً جدہ وغیرہ میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہوں وہ حجِ تمتع نہیں کر سکتے وہ صرف حج یا صرف عمرہ کر سکتے ہیں، تاہم اگر انہوں نے حجِ تمتع کر لیا تو حج ہو جائے گا لیکن حکمِ شرع نہ ماننے کا گناہ ہو گا اور دمِ جبر بھی دینا پڑے گا۔[3] اسی طرح جو شخص حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کرنے کے لئے گیا یا تجارت وغیرہ کی غرض سے میقات کے اندر کسی جگہ عارضی طور پر ٹھہرا تو وہ بھی حجِ تمتع نہیں کر سکتا۔[4]

مکی یا حل میں رہنے والا آفاق سے واپسی پر تمتع یا قران کر سکتا ہے یا نہیں؟

وہ لوگ جن کا حرم یا حل وطن اصلی ہے اگر وہ حج کے مہینوں سے پہلے میقات سے باہر مثلاً مدینہ منورہ آجائیں تو ان کے لئے تمتع ناجائز ہے، قران کرنا جائز ہے اور جن کا

---

(1) "غنية الناسك": باب التمتع ـ فصل في الجمع المكروه بين عمرة وحجة ص230، ونصه: فإن أحرم المكي بهما معا أو أدخل إحرام الحج على العمرة قبل طوافها فلا بد من رفض أحدهما، فرفض العمرة أولى بالاتفاق بأن يرفض أفعالها في الحال ليرتفض إحرامها بالوقوف بعرفة، ومضى في حجته، وعليه عمرة ودم الرفض، وإن مضى فيهما جاز وأساء وعليه دم الجمع.

(2) "إرشاد الساري": باب الإحرام ص100.

(3) "إرشاد الساري": باب التمتع ص298 - 301.

(4) "غنية الناسك": باب التمتع ـ المطلب الثالث إلخ ص227.

وطن اصلی نہیں بلکہ وہ تجارت وغیرہ کی غرض سے وہاں رہ رہے ہیں ان کے لئے تمتع بھی جائز ہے، البتہ اگر یہ لوگ حج کے مہینوں میں وہاں جائیں تو ان میں کسی کے لئے بھی واپسی پر قران کرنا جائز نہیں۔[1]

[1] "غنية الناسك":باب التمتع ـ المطلب الأول في تصور وجود قران المكي ص224، 225.

حج قران کا مختصر طریقہ

قران کا مطلب:

قران کا لغوی معنی دو چیزوں کو ملانے کے ہے اور شریعت کی اصطلاح میں حجِ قران اس کو کہتے ہیں کہ حج کے مہینوں میں حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھ کر دونوں کو اکٹھا ایک ہی احرام میں ادا کیا جائے۔

حج قران کا طریقہ:

حجِ قران کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ پیچھے ذکر کردہ ترتیب کے مطابق احرام کی تیاری کریں اور جب احرام کی نیت کرنے کا وقت آئے تو دل میں حج و عمرہ دونوں کے احرام کی نیت کریں اور زبان سے یہ کہیں:

"اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرمادیں اور مجھ سے قبول فرمالیں۔"

اس کے بعد تلبیہ پڑھ کر دوسری بار اس طرح تلبیہ پڑھے:

«لَبَّیْکَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ»

"میں حج وعمرہ دونوں کے ساتھ حاضر ہوں۔"

اب آپ حجِ قران کے احرام میں داخل ہو گئے چنانچہ ان تمام پابندیوں کا خیال کرنا ہو گا جو پیچھے احرام کی پابندیوں کے بیان میں گزر چکے ہیں۔

جب مکہ مکرمہ پہنچیں تو سامان اپنی رہائش گاہ پر رکھ کر اگر آرام کی ضرورت ہو تو آرام کرلیں ورنہ غسل یا وضو کرکے مسجد حرام جاکر عمرہ کریں، عمرہ میں سعی کے بعد بال نہ کاٹیں کیونکہ آپ نے حج کا بھی احرام باندھا ہے، سعی کے بعد جتنا جلدی ہو سکے

طوافِ قدوم کرلیں۔

8ذی الحجہ تک احرام ہی کی حالت میں مکہ مکرمہ میں قیام کریں اور احرام کی پابندیوں کا خوب خیال رکھیں، مزید عمرے نہ کریں، کثرت سے تلبیہ پڑھتے رہیں، پھر 8ذی الحجہ کواحرام کی حالت میں منیٰ جائیں، بہتر یہ ہے کہ طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی بھی کرلیں کیونکہ حج قران میں حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کرنا افضل ہے، اگرنہ کرسکیں تو طوافِ زیارت کے بعد کرلیں، منیٰ جانے کے بعد اسی طریقے سے حج کے مناسک انجام دیں جو تفصیل سے پیچھے بیان ہوچکے ہیں، حج قران والے کے لئے بھی حج کی قربانی ضروری ہے۔[1]

جب حج کے مناسک سے فارغ ہو جائیں تو واپسی تک مکہ مکرمہ میں رہنے کے دوران معمولات اور واپسی کا طریقہ وہی ہے جو حج کے تفصیلی طریقہ میں گزر گیا۔[2]

کیا حجِ قران کے لئے میقات سے پہلے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھنا ضروری ہے؟

حجِ قران کے لئے حج وعمرہ کا احرام میقات سے باندھنا شرط نہیں بلکہ میقات پر صرف ایک کا احرام باندھنا واجب ہے، اس کے بغیر میقات سے تجاوز جائز نہیں، اگر میقات پر عمرہ کا احرام باندھا تھا اور پھر قران کا ارادہ ہوگیا تو طواف کے چار چکر لگانے سے پہلے پہلے حج کا احرام باندھ کر حجِ قران کرسکتا ہے، اسی طرح اگر میقات پر صرف حج کا احرام باندھا تھا اور پھر قران کا ارادہ ہوگیا تو وقوفِ عرفہ سے پہلے پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر حجِ قران کرسکتا ہے لیکن یہ دونوں صورتیں ناپسندیدہ ہیں کیونکہ میقات سے دونوں کا احرام باندھنا سنت ہے۔[3]

---

(1) "إرشاد الساري": باب القران صـ284.

(2) قد سبق تخريجه مفصلا في بيان الحج والعمرة.

(3) "غنية الناسك": فصل في شرائط صحة القران صـ203.

حجِ قران والے کے لئے عمرہ کرنے کے بعد گھر جانا جائز ہے:

حجِ قران کرنے والا اگر عمرہ سے فارغ ہو کر احرام کھولے بغیر واپس وطن چلا گیا تو قران باطل نہ ہوگا، قران کی صحت کے لئے وطن نہ جانا شرط نہیں۔[1]

❀❀❀

[1] "إرشاد الساري": فصل فيما لا يشترط فيه صـ287.

حجِ افراد کا مختصر طریقہ

افراد کا مطلب:

افراد کا لغوی معنی ہے اکیلا کرنا اور شریعت کی اصطلاح میں حجِ افراد اس کو کہتے ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف حج کرے اور اس کے ساتھ عمرہ نہ کرے۔

حجِ افراد کا طریقہ:

احرام کے لوازمات سے فارغ ہو کر جب احرام کی نیت کرنے کا وقت آئے تو دل میں حج کے احرام کی نیت کریں اور زبان سے یہ کہیں:

"اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول فرمایئے۔"

اس کے بعد تلبیہ پڑھے، بہتر یہ ہے کہ ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھے۔[1]

اب آپ حجِ افراد کے احرام میں داخل ہو گئے چنانچہ ان تمام پابندیوں کا خیال رکھیں جو احرام کے بیان میں مذکور ہیں۔

جب مکہ مکرمہ پہنچیں تو طوافِ قدوم کی نیت سے طواف کرلیں، اس کے بعد اگر 8 ذی الحجہ کا دن ہو تو سیدھے منٰی چلے جائیں اور اگر کچھ دن ابھی باقی ہوں تو احرام میں رہتے ہوئے آٹھ ذی الحجہ کا انتظار کریں، کثرت سے تلبیہ پڑھتے رہیں۔

جب حج کے دن آجائیں تو حج کے تمام مناسک اسی طرح ادا کریں جن کا ذکر تفصیل سے پیچھے گزر گیا، البتہ حجِ افراد کرنے والے کے لئے حج کی سعی طوافِ زیارت کے بعد

---

[1] "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ قبيل مطلب فيما يصير به محرما 563/3.

کرنا افضل ہے اور طوافِ قدوم کے بعد کرنا جائز ہے چنانچہ اگر طوافِ قدوم کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو تو زمزم پینے کے بعد حجرِ اسود کا نویں بار استلام کرکے باب الصفا سے نکل کر سعی کرلیں ۔ مفرد کے لئے حج کے شکرانہ میں قربانی کرنا مستحب ہے، واجب نہیں۔

جب حج کے مناسک سے فارغ ہو جائیں تو واپسی تک مکہ مکرمہ میں رہنے کے دوران معمولات اور واپسی کا طریقہ وہی ہے جو حج کے تفصیلی طریقہ میں گزر گیا۔[1]

❀❀❀

---

(1) قد سبق تخريجه مفصلا في بيان الحج والعمرة.

طوافِ قدوم کے چند مسائل

طواف قدوم کا مطلب:

حج افراد کرنے والا جب مکہ مکرمہ پہنچ کر سب سے پہلے جو طواف کرتا ہے اور قران کرنے والا عمرہ کی سعی سے فارغ ہو کر جو طواف کرتا ہے اس کو طواف قدوم کہتے ہیں، یہ طواف ان لوگوں کے لئے کرنا سنت ہے۔[1]

طوافِ قدوم کب تک ہو سکتا ہے؟

طوافِ قدوم کا وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت سے وقوفِ عرفات سے پہلے تک رہتا ہے اگر کسی نے ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے بعد بھی وقوفِ عرفات کرنے سے پہلے طوافِ قدوم کر لیا تو سنت ادا ہو جائے گی لیکن وقوفِ عرفات کے بعد کرنا جائز نہیں[2] تاہم سنت ہونے کی وجہ سے اس طواف کے بغیر بھی حج ادا ہو جاتا ہے اگرچہ بلا عذر اس طرح کرنا مکروہ ہے۔[3]

طوافِ قدوم نفلی طواف کر لینے سے بھی ادا ہو جاتا ہے:

اگر کسی نے وقوفِ عرفات سے پہلے کسی بھی دن اور کسی بھی وقت نفلی طواف کر لیا اور طوافِ قدوم کی نیت نہیں کی تو بھی طوافِ قدوم ادا ہو گیا کیونکہ اس طواف کے لئے خاص طور سے نیت کرنا ضروری نہیں۔[4]

---

(1) "إرشاد الساري": باب أنواع الأطوفة صـ156 – 158.

(2) "غنية الناسك": باب دخول مكة ـ فصل في أحكام طواف القدوم صـ108.

(3) "غنية الناسك": المطلب الثالث في ترك الواجب في طواف القدوم صـ276.

(4) "إرشاد الساري": قبيل باب أنواع الأطوفة صـ155.

طوافِ قدوم میں رمل اور اضطباع کا حکم:

طوافِ قدوم کے بعد اگر صفامروہ کی سعی کا بھی ارادہ ہو تو اس طواف میں مرد حضرات اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کریں۔[1]

❀✿❀

[1] "إرشاد الساري": فصل في صفة الشروع في الطواف إذا أراد الشروع فيه صـ143.

حج کی تینوں قسموں کا باہمی فرق

- حجِ افراد اور قران میں ایک دفعہ احرام باندھا جاتا ہے جبکہ حجِ تمتع میں دو دفعہ۔
- حجِ افراد کے احرام میں صرف حج کی اور حجِ قران میں حج اور عمرہ دونوں کی نیت کی جاتی ہے جبکہ حجِ تمتع میں پہلے احرام میں عمرہ کی نیت اور دوسرے میں حج کی نیت کی جاتی ہے۔
- حجِ افراد تمام لوگ کر سکتے ہیں جبکہ قران اور تمتع صرف وہ لوگ کر سکتے ہیں جو حدودِ میقات سے باہر رہتے ہیں۔
- حجِ افراد میں عمرہ نہیں ہوتا جبکہ باقی دونوں میں عمرہ بھی کرنا ضروری ہے۔
- افراد اور تمتع کرنے والا احصار کی صورت میں ایک دم دے کر حلال ہو گا جبکہ قران کرنے والا دو دم دے کر حلال ہو گا۔
- افراد اور قران کرنے والے کے لئے طوافِ قدوم سنت ہے جبکہ تمتع میں سنت نہیں۔
- افراد اور تمتع میں ہر جنایت پر ایک ایک جزا واجب ہوتی ہے جبکہ حجِ قران میں دو دم واجب ہوں گے۔
- تمتع کے عمرہ میں سعی کے بعد حلق یا قصر کیا جاتا ہے جبکہ قران کے عمرہ میں سعی کے بعد حلق یا قصر کرنا ممنوع ہے۔
- قران اور تمتع والے پر حج کی قربانی واجب ہے جبکہ افراد والے کے لئے مستحب ہے۔
- تمتع میں عمرہ کرنے کے بعد حج سے پہلے مزید عمرے کرنا جائز ہے جبکہ قران میں جائز نہیں۔

✧ حجِ افراد اور تمتع میں سعی طوافِ زیارت کے بعد کرنا افضل ہے جبکہ حجِ قران میں طوافِ قدوم کے بعد افضل ہے۔

❀❀❀

خواتین کے مخصوص مسائل

احرام سے متعلق:

احرام کے کپڑے:

خواتین کا احرام ان کا اپنا لباس ہے جس کا کوئی رنگ مخصوص نہیں، بس زیادہ چمکیلا اور جاذب نظر کپڑے نہ پہنیں، بوقت ضرورت ان کپڑوں کو بدل بھی سکتی ہیں۔[1]

بوٹ یا دستانے پہننا:

خواتین حالت احرام میں بوٹ پہن سکتی ہیں، اسی طرح دستانے اور جراب بھی استعمال کر سکتی ہیں[2] لیکن دستانے نہ پہننا بہتر ہے۔[3]

چہرے کا پردہ:

عام حالات کی طرح سفر حج وعمرہ میں بھی عمر رسیدہ خواتین کے لئے چہرے کا پردہ کرنا مستحب ہے اور نوجوان خواتین کے لئے واجب ہے، جو خواتین چہرے کا پردہ نہیں کرتیں ان کو ایک غلط فہمی ہے اور وہ یہ کہ عورت کو حکم ہے کہ حالتِ احرام میں چہرہ نہ ڈھانکے، اس سے بعض لوگوں نے یہ مطلب سمجھ لیا کہ سفر حج میں عورت کے لئے چہرے کا پردہ نہیں ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ ازواج مطہرات سے اس

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في إحرا م المرأة صـ127.

(2) حوالہ بالا۔

(3) "غنية الناسك": فصل في محرمات الإحرام صـ86، ونصه: وأما المرأة: فيندب لها عدمُه عندنا؛ لقوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ولا تلبس القفازين».

سفر میں چہرے کا پردہ کرنا ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سفر حج میں) حالت احرام میں تھیں تو جب (نامحرم) لوگ سواریوں پر ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم میں سے ہر عورت اپنے سر سے نقاب چہرے پر لٹکادیتی، پھر جب وہ گزر جاتے تو ہم چہریں کھول دیتیں۔[1] اسی طرح حضرت فاطمہ بنت منذر رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ ہم نے حالت احرام میں اپنے چہروں کو چھپایا ہوا تھا جبکہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بھی اس سفر میں ہمارے ساتھ تھیں۔[2]

چہرے کا پردہ کرنے کا طریقہ:

حالت احرام میں چہرہ چھپانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہیٹ(Hat) لیکر اس میں آنکھوں کو دھوپ سے بچانے کے لئے چھجے کی طرح جو گتہ آگے لگا ہوا ہوتا ہے اس پر باریک کپڑے کی نقاب سی لیں جس میں چہرہ نہ جھلکے اور اس ٹوپی کو پیشانی سے اوپر سر پر اوڑھ لیں، چہرے پر اس کا نقاب ڈال لیں، آج کل اس قسم کے نقاب بازار میں تیار حالت میں بآسانی مل جاتے ہیں۔[3]

حالتِ احرام میں سر پر رومال باندھنا:

بعض خواتین احرام کی حالت میں سر پر سفید رومال باندھنے کو احرام کا حصہ سمجھتی

---

(1) أخرجه "أبوداود" رقم الحديث: (1833) كتاب المناسك ـ باب في المحرمة تغطي وجهها.

(2) أخرجه "الحاكم" رقم الحديث: (1668) كتاب المناسك، قال الحاكم: «هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه».

(3) "غنية الناسك": فصل في إحرام المرأة صـ94، ونصه: والمراد بكشف الوجه عدم مماسة شيء له ... فلو سدلت عليه شيئا وجافته عنه جاز من حيث الإحرام لعدم كونه سترا وإلا فسدل الشيء مستحب كما في الفتح لكن في النهاية والمحيط أنه واجب، والتوفيق أن الاستحباب عند عدم الأجانب وأما عند وجودهم فالإرخاء واجب عند الإمكان ...والكلام في الشابة، أما العجوز التي لا يخشى بها الفتنة فمستحب مطلقا.

ہیں، یہ بات درست نہیں، ہاں اگر کوئی خاتون اپنے سر کو نامحرم مردوں کے سامنے کھلنے سے بچانے کے لئے یا اپنے سر کے بالوں کو ٹوٹنے سے محفوظ رکھنے کے لئے سر پر رومال باندھ لے تو گنجائش ہے لیکن پیشانی سے اوپر باندھے اور اس کو احرام کا حصہ نہ سمجھے، تاہم بوقت وضو مسح کرتے وقت اس کا ہٹانا ضروری ہے ورنہ مسح صحیح نہیں ہوگا۔[1]

حالتِ ماہواری سے متعلق:

ایک مفید مشورہ:

جن خواتین کو حج یا عمرہ ادا کرنے کے دوران ماہواری آنے کا اندیشہ ہو اگر وہ کسی لیڈی ڈاکٹر سے اپنے مزاج وصحت کے مطابق عارضی طور پر ماہواری روکنے والی دوا تجویز کرا کر استعمال کریں تاکہ حج وعمرہ کے ارکان ادا کرنے میں کوئی الجھن پیش نہ آئے، شرعی لحاظ سے ایسی دوائیں استعمال کرنے کی گنجائش ہے لیکن شرعا اس طرح کرنا لازم نہیں ہے۔

ماہواری کی وجہ سے کونسے اعمال ممنوع ہیں؟

ماہواری کی حالت میں طواف کے علاوہ حج وعمرہ کے باقی تمام اعمال ادا کرنا جائز ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم لوگ (حجۃ الوداع کے سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے جب مکہ مکرمہ کے قریب مقام سرف پر پہنچے تو میرے وہ دن شروع ہوئے جو عورتوں کو ہر مہینے پیش آتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خیمے میں) تشریف لائیں، آپ نے مجھے دیکھا کہ میں بیٹھی رو رہی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تمہاری ماہواری کے ایام شروع ہوگئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں یہی بات ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس میں رونے کی کیا بات ہے؟) یہ تو ایک ایسی چیز ہے جو

---

(1) حوالہ بالا۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں (عورتوں) کے ساتھ لازم کر دی ہے، تم وہ سارے اعمال کرتی رہو جو حاجیوں کو کرنے ہیں، البتہ خانہ کعبہ کا طواف اس وقت تک مت کرو جب تک کہ اس سے پاک وصاف نہ ہو جاؤ۔[1]

لہٰذا ماہواری کی حالت میں خواتین کے لئے ذکر کرنا، دعائیں مانگنا اور تلبیہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، اسی طرح طواف کے علاوہ دیگر اعمال حج وعمرہ جیسے سعی کرنا، کنکریاں مارنا، عرفات جانا، قصر کرنا، قربانی کرنا وغیرہ سب جائز ہے۔

احرام کا غسل:

اگر احرام باندھنے سے پہلے کسی خاتون کو ماہواری آچکی ہو تو اس کے لئے بھی احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا مسنون ہے، لیکن یہ غسل صفائی کے لئے ہوگا، پاکی کے لئے نہیں ہوگا۔ البتہ اگر غسل صحت کے لئے نقصان دہ ہو تو وضو کر کے احرام کی نیت کرلے لیکن بہر صورت احرام کے نفل نہ پڑھے، البتہ قبلہ رو ہو کر دعا مانگ سکتی ہے۔[2]

ماہواری کا احرام پر اثر:

احرام باندھنے کے بعد اگر کسی خاتون کی ماہواری شروع ہو جائے تو اس سے احرام پر کوئی اثر نہیں پڑتا، بس وہ صرف طواف نہیں کر سکتی جب تک کہ پاک ہونے کا غسل نہ کرلے۔[3]

ماہواری آئے اور حج کا وقت شروع ہو جائے:

اگر عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی خاتون کو ماہواری آئی اور حج کے دنوں سے

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (294) كتاب الحيض ـ باب الأمر بالنساء إذا نُفِسن.

(2) "إرشاد الساري": باب الإحرام صـ101.

(3) "غنية الناسك": فصل في الإحرم المرأة صـ94.

اتنا عرصہ پہلے مکہ مکرمہ پہنچی کہ نویں ذی الحجہ تک ماہواری ختم نہ ہوئی تو اس وقت قصر کر کے (بال کتروا کر) عمرے کا احرام کھول دے اور حج کرنے کے بعد اس عمرہ کی قضا کرے اور دم بھی دے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عمرہ کا احرام باندھا، جب مکہ معظمہ آئی تو ماہواری شروع ہو گئی، میں نے نہ تو بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ ہی سعی کی چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا سر کھول دو اور بالوں میں کنگھی کر لو اور عمرہ چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسی طرح کیا، پھر جب ہم نے حج مکمل کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تنعیم بھیجا، میں نے ان کے ہمراہ عمرہ ادا کیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عمرہ تمہارے پہلے عمرہ کی جگہ ہے۔[1] نیز حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے دم دینے کا حکم بھی فرمایا۔[2]

دورانِ طواف ماہواری آنا:

اگر کسی خاتون کو دوران طواف ماہواری آجائے تو وہ فوراً طواف بند کر لے

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1556) كتاب الحج ـ باب كيف تحل الحائض والنفساء.

(2) أورده "العثماني" في "إعلاءالسنن" رقم الحديث: (2899) باب إذا حاضت المعتمرة قبل الطواف صـ327: عن عائشة رضي الله عنها «أن رسول الله ذبح لرفضها العمرة بقرة» إلى أن قال: عن ربعي بن حراش عن عائشة «أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر لرفضها العمرة دما»، وفي شرح مختصر الطحاوي للجصاص: كتاب المناسك ـ باب ذكر الحج 2/ 548: وإذا دخلت المرأة مكة معتمرة وهي تريد الحج بعد العمرة أو دخلتها قارنة فحاضت قبل أن تطوف بالعمرة رفضت العمرة وكان عليها لرفضها دم وعمرة مكانها ومضت في حجها إن كانت قارنة أو أحرمت بالحج ومضت فيه.

اور مسجد سے باہر چلی جائے، جب ماہواری ختم ہو جائے تو غسل کر کے دوبارہ طواف کر لے۔[1]

ماہواری کی وجہ سے طواف زیارت کو مؤخر کرنا:

اگر ایام حج میں دسویں تاریخ یا اس سے پہلے ماہواری شروع ہو گئی اور بارہویں تاریخ تک بھی فراغت نہ ہو تو ایسی عورت طوافِ زیارت کو مؤخر کرے اور اس تاخیر کی وجہ سے اس پر دم لازم نہ ہو گا لیکن یاد رہے جب تک خود طوافِ زیارت ادا نہیں کرے گی حج مکمل نہ ہو گا اور اپنے شوہر کے لئے حلال بھی نہیں ہو گی۔[2]

ماہواری کی وجہ سے طواف زیارت مؤخر کرنے کا دم کب ساقط ہوتا ہے؟

طوافِ زیارت کا وقت شروع ہونے کے بعد اگر کوئی خاتون اپنی عادت یا بعض علامات سے جانتی ہے کہ عنقریب ماہواری شروع ہونے والی ہے اور ماہواری آنے میں ابھی اتنا وقت ملنے کا امکان ہو جس میں پورا طوافِ زیارت یا اس کے چار پھیرے کرنا ممکن ہو تو فوراً کر لینا چاہیے، اگر ایسا نہ کیا اور ماہواری آگئی اور ایامِ نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہو گا۔[3]

اسی طرح اگر کوئی خاتون 12 ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب سے اتنا وقت پہلے ماہواری سے پاک ہوئی کہ غسل کر کے مسجدِ حرام میں جا کر پورا طوافِ زیارت یا کم از کم چار چکر مکمل کر سکتی ہے تو فوراً ایسا کر لے، اگر ایسا نہیں کیا تو دم واجب ہو گا۔[4]

---

(1) "الهندية": الباب السادس ـ الفصل الرابع في أحكام الحيض والاستحاضة 38/1.

(2) "غنية الناسك": الفصل السابع في ترك الواجب في أفعال الحج صـ272، 273.

(3) "إرشاد الساري": فصل: الحائض إذا طهرت في آخر أيام النحر صـ387.

(4) حوالہ بالا۔

بوقتِ مجبوری حالتِ ماہواری میں طوافِ زیارت کرنا:

اگرماہواری کی وجہ سے طواف زیارت نہیں کیااور واپسی کاوقت آگیاتواپنی واپسی مؤخر کردے،تاہم اگرکسی طرح بھی ٹھہرنے کی صورت نہ بن پارہی ہواور ساری کوششیں ناکام ہوں توحالتِ ماہواری میں طواف کرلے، البتہ اس پرایک بدنہ (اونٹ یاگائے)کی قربانی حدود حرم میں کرنالازم ہوگالیکن یہ قربانی اسی وقت کرناضروری نہیں،بلکہ زندگی میں جب چاہے کرلے۔[1]

طواف زیارت کے بارے میں ایک مفید مشورہ:

اگرکسی خاتون کو یہ معلوم ہوکہ طوافِ زیارت والے دنوں میں میری ماہواری آنے کاامکان ہے تواس کوچاہیے کہ حیض کوروکنے والی دوااستعمال کرلے،شرعااس میں کوئی حرج نہیں۔[2]

نیزآسانی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اورعشاء کی نمازپڑھنے کے بعداپنے کسی بیمار یاکمزور محرم کے ساتھ سیدھی مکہ مکرمہ چلی جائے کیونکہ عورتوں اور کمزور یا بیمار مردوں کے لئے مزدلفہ کا وقوف چھوڑنا جائزہے[3] اور وہاں پہنچ کر دسویں تاریخ کی صبح صادق ہوتے ہی طوافِ زیارت کرلے، اس کے بعد اگرماہواری شروع ہوجائے توکوئی پرواہ نہیں کیونکہ اب جواعمال باقی ہیں ان کے لئے پاکی ضروری نہیں۔

طواف وداع:

اگرکوئی عورت حج کے سب ارکان اداکرچکی ہے،صرف طواف وداع باقی ہے

---

(1) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ فصل في ترك الواجب في أفعال الحج صـ274.

(2) "جديد فقهي مسائل"(لخالد سيف الله رحماني)عنوان: مسکہ حیض ادویہ 164/1.

(3) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1678)كتاب الحج ـ باب من قدّم ضعفة أهله بليل صـ272.

اور اس کی ماہواری شروع ہو جائے تو طواف وداع اس عورت کے ذمہ واجب نہیں، اس کے بغیر بھی وطن واپس آسکتی ہے۔[1]

ماہواری کی وجہ سے احرام لمبا ہونے سے بچاؤ کی ایک صورت:

اگر کسی خاتون کو ماہواری آجائے اور اس کو یہ اندازہ ہو کہ اگر وہ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ جائے گی تو ماہواری ختم ہونے سے پہلے شیڈول کے مطابق مدینہ منورہ جانے کا وقت آجائے گا اور اس کی وجہ سے اس کا احرام بہت لمبا ہو جائے گا تو اس مشکل کا حل یہ ہے کہ یہ عورت جاتے ہوئے احرام نہ باندھے بلکہ بلا احرام مکہ مکرمہ چلی جائے اور پھر شیڈول کے مطابق مدینہ منورہ چلی جائے اور واپسی میں عمرہ کا احرام باندھ لے تو اس کا احرام بھی لمبا نہیں ہوگا، نیز بلا احرام مکہ مکرمہ داخل ہونے کی وجہ سے اس پر جو دم آیا تھا وہ بھی مدینہ منورہ جا کر وہاں سے احرام باندھ کر واپس آنے کی وجہ سے ساقط ہو جائے گا۔[2]

طواف، سعی اور نماز وغیرہ سے متعلق:

باجماعت نماز اور خواتین:

خواتین کو گھر میں نماز پڑھنے پر چونکہ مسجد کی جماعت کا ثواب مل جاتا ہے[3] اس

---

(1) "غنية الناسك": فصل في ترك الواجب في أفعال الحج إلخ صـ274، ونصه: ولو هَمّ الركب على القفول ولم تطهر فاستفتت هل تطوف أم لا؟ يقال لها: لا تحل لك دخول المسجد، وإن دخلتِ وطُفتِ أثمتِ وصح طوافك وعليكِ ذبح بدنة، وكذا في "درس الترمذي": باب ما جاء في المرأة تحيض بعد الإفاضة 198/3 - 200.

(2) "إرشاد الساري": فصل في مجاوزة الميقات بغير إحرام صـ94، 95، ونصه: من جاوز وقته غير محرم ثم أحرم أو لا فعليه العود إلى وقت... فإن عاد وقت شروعه في طواف أو وقوف سقط أي الدم.

(3) أخرجه "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (1)كتاب الصلاة، ترغيب النساء إلخ 131/1

لئے عام حالات کی طرح حج وعمرہ کے موقع پر بھی ان کو چاہیے کہ حتی الامکان نمازیں اپنی رہائش گاہ پر ادا کریں، البتہ طواف اور روضۂ رسول پر حاضری کے لئے جایا کریں کیونکہ ان جگہوں میں رش زیادہ ہونے کی وجہ سے عموما خواتین اپنی مخصوص جگہوں کو چھوڑ کر مردوں کی صفوں میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات ایک عورت کی وجہ سے تین مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، دو دائیں بائیں اور ایک پیچھے،[1] اس لئے اگر کوئی خاتون لامحالہ مسجد حرام میں جاکر نماز پڑھنی چاہے تو اسے چاہیے کہ خواتین کے لئے جو مخصوص جگہیں بنائی گئی ہیں ان میں جاکر نماز پڑھے، مردوں کی صف میں شامل نہ ہو، خواہ وہ مرد اس خاتون کا باپ، بیٹا یا شوہر ہی کیوں نہ ہو۔

اگر کوئی عورت اتفاقی طور پر مردوں کی صفوں میں پھنس جائے تو اس کو چاہیے کہ ایک طرف ہو کر خاموشی سے بیٹھ جائے جب جماعت ہو جائے تو پھر اپنی نماز پڑھ لے تاکہ اس کی وجہ سے اوروں کی نماز میں خلل نہ آئے۔

نماز جنازہ میں شرکت:

عام حالات میں خواتین کے لئے نماز جنازہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے، لیکن حرمین شریفین میں حاضری کے موقع پر اگر نماز جنازہ شروع ہو جائے تو خواتین اس میں شرکت کر سکتی ہیں اس لئے خواتین کو چاہیے کہ حج یا عمرہ پر جانے سے پہلے نماز جنازہ بھی سیکھ لیں۔[2]

---

(1) "حاشية ابن عابدين": كتاب الصلاة ـ باب الإمامة ـ مطلب في الكلام إلخ 380/2.

(2) كما ورد في "المستدرك"، رقم الحديث: (1350) أن أبا طلحة دعا رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى عمير بن أبي طلحة حين توفي فأتاهم رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فصلي عليه في منزله فتقدم رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وكان أبوطلحة وراءه وأم سليم وراء أبي طلحة، ولم يكن معهم غيرهم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين وكذا في "الهندية": كتاب الحج ـ الفصل الخامس في الصلاة على الميت 162/1، 163.

رش کی وجہ سے ملتزم، حطیم یا حجراسود کے پاس جانا:

ہجوم کے وقت خواتین ملتزم کے قریب جاکر دعامانگنے یا حطیم میں گھس کر نفل پڑھنے یا حجر اسود کے چومنے کی کوشش نہ کریں، کیونکہ یہ اعمال سنت ہیں اور پردہ کا خیال رکھنا فرض ہے، اور کسی مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے، اگر کوئی خاتون اس نیت سے یہ اعمال نہ کرسکے تو اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اس کو ان کاموں کا اجر ویسے ہی مل جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ ایک عورت ان کے ساتھ طواف کررہی تھی، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حجراسود پر پہنچیں تو اس عورت نے عرض کیا ام المؤمنین! آپ حجر اسود کو چومتی نہیں تو وہ فرمانے لگی کہ آگے چلو خواتین کو اس کے چومنے کی حاجت نہیں۔[1]

طواف میں کس بات کا خیال رکھا جائے؟

خواتین ایسے وقت میں طواف شروع کریں کہ جماعت کھڑی ہونے سے اتنی دیر پہلے فارغ ہوجائیں کہ نماز کے لئے خواتین کی مخصوص جگہ تک پہنچ سکیں تاکہ اس کی وجہ سے مردوں کی نماز میں خلل نہ آئے۔

رمل کرنا یا صفامروہ میں دوڑ لگانا:

خواتین کے لئے طواف میں رمل کرنا یا دورانِ سعی دوڑ لگانا مسنون نہیں، اس لئے یہ دونوں کام وہ عام معمول کے مطابق ادا کریں گی۔[2]

---

(1) "أخبار مكة" للأزرقي: باب استلام النساء الركن 337/1.

(2) "إرشاد الساري": فصل في إحرام المرأة صـ128.

طواف کس وقت کرنا بہتر ہے؟

خواتین کے لئے دن کی بنسبت رات کو طواف کرنا افضل ہے،[1] حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ازواج مطہرات طواف کے لئے رات کے وقت باپردہ ہو کر جاتی تھیں اور طواف کرتی تھیں۔[2]

میدان عرفات میں نماز کہاں ادا کرنی چاہیے؟

میدانِ عرفات میں خواتین نماز اپنے اپنے خیموں میں ادا کریں، مسجد جانے کی کوشش نہ کریں۔[3]

بوقت ضرورت وقوف مزدلفہ چھوڑنا:

خواتین کے لئے بوقتِ ضرورت وقوف مزدلفہ چھوڑ کر عرفات سے سیدھے منیٰ جانا یا مزدلفہ سے رات کے وقت منیٰ جانا جائز ہے۔[4]

رمی کا مناسب وقت:

خواتین کے لئے جمرات کی رمی مغرب کے بعد کرنا بھی بلا کراہت جائز ہے، لہٰذا رش کی صورت میں ان کو مغرب کے بعد رمی کرنی چاہیے۔[5]

---

(1) "إرشاد الساري": باب أنواع الأطوفة ـ فصل في مستحباته صـ177.

(2) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1618) كتاب الحج ـ باب طواف النساء مع الرجال.

(3) أخرجه "المنذري" في "الترغيب" رقم الحديث: (1) كتاب الصلاة ـ ترغيب النساء إلخ 131/1.

(4) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1678) كتاب الحج ـ باب من قدم ضعفة أهله بليل.

(5) "إرشاد الساري": فصل في وقت رمي جمرة العقبة يوم النحر صـ262.

سمجھدار بچے کا حج

اگر بچہ یا بچی سمجھدار ہو تو بڑوں کی طرح وہ اپنا احرام خود باندھے اور باقاعدہ بڑوں کی طرح احرام کا غسل کرکے بچہ اَن سلے ہوئے کپڑے پہنے، اور بچی سلے ہوئے کپڑے پہنے، اگر وہ خود تلبیہ پڑھ سکتا ہو تو خود پڑھے ورنہ ولی اس کی طرف سے پڑھ لے۔

تمام افعال حج و عمرہ خود ادا کرے تاہم بوقت ضرورت اس کو گود میں لے کر بھی طواف کر سکتے ہیں۔

حتی الامکان سمجھدار بچے کو بغیر وضو کے طواف نہ کرایا جائے۔

اگر ہو سکتا ہو تو طواف کی دو رکعت بھی سمجھدار بچہ یا بچی خود ہی ادا کرے۔

ولی کو چاہیے کہ بچے کو ممنوعات احرام سے بچائے، لیکن اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس پر یا اس کے ولی پر کوئی قضا یا کفارہ بھی نہیں۔

بچے پر حج تمتع یا قران کی قربانی بھی واجب نہیں۔[1]

---

[1] "إرشاد الساري": فصل في إحرام الصبي صـ124، 125، وغنية الناسك ـ فصل في إحرام الصبي والمجنون صـ 83، 84.

نا سمجھ بچے کا حج

اگر بچہ یا بچی نا سمجھ ہو تو بچے کو ان سلے ہوئے اور بچی کو سلے ہوئے کپڑے پہنائے جائیں، ان کا سرپرست ان کی طرف سے عمرہ یا حج کی نیت کر کے تلبیہ پڑھے۔

بچے کو اپنے ساتھ رکھیں اور ممنوعات احرام سے اسے بچاتے رہیں اور تمام ارکان میں ان کی طرف سے بھی نیت رکھیں تا کہ آپ کے ساتھ ان کے بھی ارکان ادا ہوتے رہیں۔

طواف کی دو رکعتیں ان پر واجب نہیں اس لئے ان کی طرف سے پڑھنے کی ضرورت بھی نہیں۔

اگر ان سے فرائض یا واجبات میں سے کوئی رہ جائے تو ان پر یا ان کے ولی پر نہ قضا ہے نہ کفارہ۔[1]

تجویز:

بہتر یہ ہے کہ حتی الامکان بچوں کو حج میں ساتھ نہ لے جایا جائے، ان کی وجہ سے خود ماں باپ کا حج بھی بعض اوقات بے مزہ ہو جاتا ہے اور اعمالِ حج بھی اطمینان سے ادا نہیں ہو پاتے، ویسے بھی بچوں کا حج نفلی ہوتا ہے بچہ چاہے سمجھدار ہو یا نا سمجھ جب وہ بالغ ہو جائے اور صاحب استطاعت ہو تو اس پر دوبارہ کرنا فرض ہے۔[2]

❀۞❀

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) حوالہ بالا۔

زیارتِ مدینہ منورہ

سفر حج وعمرہ میں ایک اہم ترین عمل مدینہ منورہ، مسجد نبوی اور روضۂ اقدس کی زیارت ہے، نبی کریم ﷺ کی محبت وعظمت وہ چیز ہے جس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا، اس کے علاوہ روضۂ اقدس کے پاس خود حاضر ہو کر درود وسلام پیش کرنے کی سعادت اور اس پر ملنے والی بے شمار ثمرات وبرکات وہ نعمت ہے جو دور سے درود وسلام پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتی اس لئے حج وعمرہ کے سفر میں زیارتِ مدینہ کی بڑی اہمیت ہے۔

مدینہ منورہ کے فضائل

مدینہ منورہ کے لئے برکت کی دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت سے بھی زیادہ کر دیں، اس کو درست فرما اور ہمارے لئے اس کے صاع اور مد (تولنے کے پیمانوں) میں برکت عطا فرما، اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل فرما۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! مکہ کو آپ نے جتنی برکت عطا فرمائی ہے، مدینہ کو اس سے دوگنی عطا فرما۔[2]

مدینہ منورہ میں مرنے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ میں مر سکتا ہے (مرنے تک مدینہ منورہ میں قیام کر سکتا ہے) اس کو چاہیے کہ مدینہ میں مرے کیونکہ میں اس شخص کی سفارش کروں گا جو مدینہ میں مرے گا۔[3]

قرب قیامت میں دین کا مدینہ منورہ کی طرف سمٹنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ایمان (قرب قیامت میں اس طرح) مدینہ کی طرف سمٹ جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ

---

[1] أخرجه "مسلم" رقم الحديث: (1376) كتاب الحج . باب الترغيب في سكنى المدينة.

[2] أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1885) كتاب فضائل المدينة.

[3] أخرجه "الترمذي" رقم الحديث: (3917) كتاب المناقب . باب في فضل المدينة.

جاتا ہے۔[1]

مدینہ منورہ کی بھوک پیاس پر صبر کرنے کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو شخص مدینہ کی بھوک اور وہاں کی تکلیف ومشقت پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی یا گواہ بنوں گا۔[2]

❀۞❀

[1] أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1876)كتاب فضائل المدينة، باب الإ يمان يأزر إلى المدينة.

[2] أخرجه "مسلم" رقم الحديث: (1378)كتاب الحج. باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر إلخ.

مسجدِ نبوی کے فضائل

ثواب کی نیت سے کن مساجد کی طرف سفر کیا جائے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا سفر اختیار نہ کیا جائے، مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصی۔[1]

مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی بنسبت ہزار درجہ فضیلت رکھتی ہے سوائے مسجدِ حرام کے اور میری اس مسجد میں ایک جمعہ مسجدِ حرام کے علاوہ دوسری مساجد کے ہزار جمعوں سے افضل ہے، اور میری اس مسجد میں ایک رمضان دوسری مساجد میں ایک ہزار رمضان سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔[2]

مسجد نبوی میں باجماعت نماز پڑھنے سے حج کا ثواب:

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص باوضو مسجد قباء کی طرف نماز پڑھنے کے ارادہ سے آئے تو یہ عمرہ کے برابر ہےاور جو شخص باوضو ہو کر میری مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے نکلے تو یہ(ثواب کے

---

(1) أخرجه "البخاري" رقم الحديث: (1189)فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة.

(2) أخرجه "البيهقي" في "شعب الإيمان" رقم الحديث: (3851)كتاب المنسك . فضل الحج والعمرة.

اعتبار سے) حج کے برابر ہے۔[1]

مسجد نبوی میں چالیس نماز ادا کرنے کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری اس مسجد میں چالیس (40) نمازیں اس طور پر ادا کرے کہ اس کی کوئی نماز فوت نہ ہونے پائے تو اس کے لئے جہنم اور عذاب سے برأت لکھ دی جاتی ہے، اور وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔[2]

فائدہ:

اگر کسی کو بآسانی موقع ملے تو مدینہ منورہ میں آٹھ (8) دن گزار کر اس فضیلت کو حاصل کر سکتا ہے، لیکن اگر کسی بھی وجہ سے کوئی شخص آٹھ دن مدینہ منورہ میں نہ ٹھہر سکا بھی کوئی حرج نہیں۔

---

(1) أخرجه "البخاري" في "التاريخ الكبير" رقم الحديث: (3389)يوسف بن طهمان 379/8، وكذا في "الدرة الثمينة في أخبار المدينة": الباب الثاني عشر في ذكر حجر أزواج النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 90/1.

(2) "مسند أحمد"رقم الحديث: (12583) مسند أنس ابن مالك، قال شعيب الأرنؤوط: «إسناده ضعيف لجهالة نبيط بن عمر».

قبرِ اطہر کی زیارت کے فضائل

نبی کریم ﷺ پر قریب سے درود پڑھنے کی خصوصیت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر درود پڑھتا ہے میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود پڑھتا ہے، اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو اس کے سلام کو مجھ تک پہنچاتا ہے اور اس کی دنیوی واخروی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں، اور میں اس کے لئے گواہ یا سفارشی بنوں گا۔[1]

قبر اطہر پر سلام پیش کرنے پر حضور ﷺ خود جواب دیتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری قبر کے پاس آکر سلام پڑھے تو اللہ جل شانہ میری روح مجھ کو لوٹا دیتے ہیں اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔[2]

---

(1) أخرجه "الخطيب" في "تاريخه" رقم الحديث: (1644)ترجمة مُحَمَّد بن مروان: عن أبي هريرة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قال قال رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلى علي نائيا وكل الله بها ملكا يبلغني، وكفي أمر دنياه وآخرته، وكنت له شهيدا أو شفيعا»، قال الشوكاني في الفوائد المجموعة: رواه الخطيب عن أبي هريرة مرفوعا، قال العقيلي: لا أصل له، وقد أخرجه "البيهقي" في "الشعب" من الطريق الأولى، وفي إسناده: كذاب، وقد أخرج له "البيهقي" شواهد من حديث ابن مسعود مرفوعا: إن لله ملائكة سياحين ... ومن حديث ابن عباس مرفوعا: ليس أحد من أمة مُحَمَّد صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...، وأخرج أبوداود والبيهقي عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ما من أحد يسلم عليّ إلا رد الله إلى روحي حتى أرد عليه السلام، وقد ذكر له صاحب اللآلىء شواهد كثيرة.

(2) أخرجه "أبوداود" رقم الحديث: (2041)كتاب المناسك ـ باب زيارة القبور،قال شعيب=

قبر اطہر کی زیارت پر شفاعت کا وعدہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صرف میری زیارت کی نیت سے آیا تو مجھ پر یہ حق بنتا ہے کہ میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی بنوں۔[2]

مدینہ منورہ کو روانگی:

جب آپ مدینہ منورہ کی طرف چلیں تو دل میں مدینہ منورہ اور اور مسجد نبوی کی حاضری اور روضۂ اطہر کی زیارت کا مسرت بخش اور فرحت انگیز تصور کریں، اگر خود یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو بتکلف پیدا کریں اور عاشقوں جیسی صورت بنائیں، خوب ذوق وشوق سے درود شریف پڑھیں اور ذوق ہو تو محبتِ نبوی پیدا کرنے کے لئے نعتیہ اشعار پڑھیں۔[3]

الأرنؤوط:«إسناده حسن».

(1) قال الشيخ "أبوالحسن" السندي في حاشيته على "ابن ماجه"تحت الحديث رقم: (3112): قال الدميري: «فائدة زيارة النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من أفضل الطاعات وأعظم القربات لقوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من زار قبري وجبت له شفاعتي رواه "الدارقطني" وغيره وصححه "عبد الحق" ولقوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من جاءني زائرا لا تحمله حاجة إلا زيارتي كان حقا علي أن أكون له شفيعا يوم القيامة، رواه الجماعة، منهم الحافظ "أبوعلي بن السكن" في كتابه المسمى بالسنن الصحاح فهذان إماما صححا هذين الحديثين وقولهما أولى من قول من طعن في ذلك.

(2) حوالہ بالا۔

(3) "غنية الناسك": خاتمة في زيارة قبر سيد المرسلين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص375، 376.

مدینہ منورہ پہنچنے کی دعا:

جب مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو درود شریف پڑھ کر درج ذیل دعا مانگیں جو کہ بعض اسلاف سے اس موقع پر پڑھنا منقول ہے:

«اللّٰهمَّ هذا حَرَمُ نَبِيِّکَ فَاجْعَله لِيْ وِقَايَة مِّنَ النَّارِ وَأَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ»[1]

''اے اللہ! یہ تیرے محبوب ﷺ کا محبوب شہر ہے، اس کو میرے لئے جہنم سے خلاصی اور عذاب اور برے حساب سے حفاظت کا ذریعہ بنادے۔''

شہر میں پہنچ کر اپنے قیام گاہ پر سامان رکھنے کے بعد اگر آرام کی ضرورت ہو تو آرام کرلیں ورنہ غسل یا وضو کرلیں، اگر نئے کپڑے ہوں تو وہ پہن لیں ورنہ صاف کپڑے پہن لینا بھی کافی ہے، اپنی رہائش گاہ کا مکمل ایڈریس اپنے پاس محفوظ کرلیں تاکہ گم ہونے کی صورت میں آپ کو کوئی دشواری پیش نہ آئے۔[2]

❀❀❀

---

(1) "معلم الحجاج": سفر مدینہ منورہ (زادها الله شرفا وتعظيما) ص338.

(2) "إرشاد الساري": باب زيارت سيد المرسلين ﷺ - فصل: لو توجه إلخ ص556.

مسجدِ نبوی میں داخلہ

مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

- نہایت ادب واحترام سے مسجدِ نبوی کی طرف چلیں بہتر یہ ہے کہ مسجد میں حاضری سے پہلے نفلی صدقہ کریں۔
- داخل ہونے سے پہلے اپنی جوتیاں کسی شاپنگ بیگ میں ڈال کر اپنے پاس رکھیں یا دروازے کے قریب جوتیوں کے لئے بنی ہوئی الماری میں رکھ دیں اور دروازے کا نام اور نمبر یاد رکھیں تاکہ اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے اور جوتیاں اٹھانے میں آسانی رہے۔ نیز داخل ہونے سے پہلے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلنے کا وقت اور جگہ طے کرلیں تاکہ دوبارہ ملنے میں آسانی ہو۔
- ان جوتوں کے پہننے سے گریز کریں جو باہر دروازوں کے پاس کافی مقدار میں پڑی رہتی ہیں کیونکہ بغیر اجازت کسی دوسرے کی چیز استعمال کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔[1]
- مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں قدم اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:

«اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِهِ وَسَلِّمْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ»[2]

"اے اللہ! درود نازل فرما محمد ﷺ پر، ان کی اولاد پر اور ان کے صحابہ پر اور ان پر سلامتی بھیج دے، اے اللہ! میرے لئے میرے گناہ بخش دے

---

(1) "الدارقطني" رقم الحديث: (2885) كتاب البيوع: عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «لايحل ما امرء مسلم إلا بطيب نفسه».

(2) "إرشاد الساري": باب زيارة سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم - فصل: لو توجه إلخ صـ557.

اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"

داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کرلیں:

اے اللہ! میں جب تک مسجد میں ہوں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔[1]

خواتین کے لئے چونکہ مسجدِ نبوی میں علیحدہ حصہ مقرر کردیا گیا ہے، اس کے علاوہ کسی دوسری طرف سے مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں لہٰذا اس کے بارے میں کسی سے معلوم کرکے وہاں سے داخل ہوجائیں۔

تحیۃ المسجد:

اگر مکروہ وقت نہ ہو، تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کریں جس نے اس نعمتِ عظیمہ سے سرفراز فرمایا۔[2]

اگر مسجد نبوی میں فرض نماز کھڑی ہو یا کھڑی ہو رہی ہو تو اس میں شامل ہوجائیں اس سے بھی آپ کی تحیۃ المسجد ادا ہوجائے گی۔

---

(1) "غنية الناسك": قبيل مطلب في دخول البيت ص138.

(2) "غنية الناسك": خاتمة في زيارة قبر سيد المرسلين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص377.

روضۂ اقدس پر حاضری

دو رکعت پڑھ کر پورے ادب اور احترام کے ساتھ روضہ اقدس پر حاضری کے لئے چلیں، جس کے لئے آپ کو ''باب السلام'' سے داخل ہونا پڑے گا اور پھر آہستہ آہستہ جالیوں پر پہنچ کر سلام پیش کریں، جب آپ دوسری جالی پر پہنچیں تو وہاں آپ کو جالیوں میں تین سوراخ نما حلقے نظر آئیں گے، پہلے حلقہ پر آنے کا مطلب ہے کہ اس جگہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چہرہ انور سامنے ہے لہٰذا جالیوں کی طرف رخ کرکے تھوڑے سے فاصلہ پر ادب سے کھڑے ہو جائیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لحد مبارک میں قبلہ رو منہ کئے ہوئے آرام فرما ہیں، کلام و سلام کو سن رہے ہیں، ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے نگاہ نیچے رکھے اور ان کی عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے درمیانی آواز سے اس طرح سلام عرض کریں:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحمةُ الله وَبَرَكَاتُه»

''اے نبی! آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو اور اس کی رحمتیں اور برکتیں۔''

«السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله»

''اے اللہ کے رسول! آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔''

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ الله»[1]

''اے اللہ کے پیارے! آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔''

---

[1] "غنية الناسك": خاتمة في زيارة قبر سيد المرسلين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص376 - 379.

سلام پیش کرنے میں اسلاف کا ذوق:

سلام کے بارے میں اسلاف کا معمول وذوق یہی رہا ہے کہ مختصر سلام ہی عرض کرتے تھے، عوام جو عربی نہیں جانتے اور نہ ہی سلام کی لمبی چوڑی عبارتیں ان کو یاد ہوتی ہیں اور نہ وہ ان کا مطلب سمجھتے ہیں ان کو چاہیے کہ مختصر سلام ہی عرض کریں۔[1]

کسی اور کی طرف سے سلام پیش کرنا:

اگر کسی نے آپ کو رسول اللہ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کو کہا ہے تو ان کا سلام بھی یوں عرض کردینا چاہیے:

''یارسول اللہ! فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے، آپ ان کا سلام قبول فرمالیجئے۔''

اگر نام یاد نہ ہو یا بہت سے لوگوں نے سلام پیش کرنے کا کہا ہو تو اس طرح عرض کریں:

''یارسول اللہ! بہت سے لوگوں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے ان سب کا سلام قبول فرمالیجئے۔''[2]

ابن فدیک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض علماء سے سنا ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس کھڑے ہو کر «إِنَّ الله وَمَلائِكَتَه» الخ [الاحزاب56) والی آیت پڑھ کر ''70'' مرتبہ «صَلّى الله عَلَيْكَ يَامُحَمَّدْ» پڑھے تو ایک فرشتہ اس کو آواز دیتا ہے کہ اے فلاں! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرے (اس کے بعد اگر اس کی کوئی حاجت ہو اس کیلئے دعا کرے) تو وہ حاجت پوری ہو گی۔[3]

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) حوالہ بالا۔

(3) "شرح الزرقاني على المواهب اللدنية" المقصد العاشر. الفصل الثاني في زيارة قبر الشريف ومسجده =

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام:

اس کے بعد دائیں جانب دوسرا حلقہ ہے، اس کے سامنے کھڑے ہو کر خلیفۂ اول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر یوں سلام پیش کریں:

« اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحمة الله وَبَرَكَاته يَا اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ»[1]

''اے ابو بکر صدیق! آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام:

اس کے بعد ذرا دائیں جانب ہٹ کر تیسرا حلقہ ہے، اس کے سامنے کھڑے ہو کر خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر یوں سلام پیش کریں:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحمةُ الله وَبَرَكَاته يَاعُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ»[2]

''اے عمر بن خطاب! آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔''

رش کی صورت میں سلام کیسے پیش کریں:

بعض اوقات حجرۂ مبارکہ کے سامنے رش کی وجہ سے ایک منٹ بھی کھڑے ہونے کا موقع نہیں ملتا، ایسی صورت میں چلتے چلتے سلام پیش کر دینا چاہیے، کیونکہ زیادہ دیر کھڑے ہونے کی صورت میں دوسروں کو تکلیف ہوگی جو کہ کسی طرح بھی

المنيف 200/12، قال ابن فديك: سمعت بعض من أدركت يقول: بلغنا أن من وقف عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم...ناداه ملك"صلى الله عليك يا فلان!" ولم تسقط له حاجة، قال الشيخ زين الدين المراغي وغيره: والأولى أن يقول: يارسول الله وإن كانت الرواية يامحمد اهـ.

(1) "غنية الناسك": خاتمة في زيارة قبر سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم ص376 – 379.

(2) حوالہ بالا۔

مناسب نہیں ہے۔

سلام پیش کرنے کے بعد:

پھر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو ریاض الجنۃ یا مسجد نبوی میں نوافل پڑھیں، اور رو رو کر دعا مانگیں۔[1]

روضۂ اقدس پر غیر شرعی کام:

روضۂ اقدس پر غیر شرعی افعال مثلاناف پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، یا کوئی بھی ایسا عمل کرنا جس سے عبادت کی شکل بنتی ہو ناجائز ہے، اسی طرح حصولِ برکت کے لئے جالیوں کو چومنا، ان پر ہاتھ رگڑ کر سر یا چہرہ ان پر ملنا، کاغذ پر اپنی مرادیں لکھ کر جالیوں میں پھینکنا ناجائز اور حرام ہے۔[2]

دین میں غلو سے بچنے کے لئے کار آمد اصول:

ایک بات ہمیشہ ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جب توحید میں غلو ہو جاتا ہے تو اس سے بے ادبی کی شکلیں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور بہت سے ایسے کام جن کا ادب کے درجہ میں مختلف مواقع پر خیال رکھنا پڑتا ہے وہ بھی انسان توحید کے غلبہ میں نظر انداز کر دینا شروع کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے انسان بہت ساری روحانی اور دلی کیفیات سے محروم ہو جاتا ہے، اسی طرح عشق نبوی میں جب غلو ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ سے بعض اوقات انسان شرک اور بدعت میں مبتلا ہو جاتا ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے، اس لئے بہت سوچ سمجھ کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے، کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "غنية الناسك": خاتمة في زيارة قبر سيد المرسلين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص376 - 382.

ریاض الجنۃ

مسجدِ نبوی میں روضۂ انور اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے ''روضۃ الجنۃ'' کہلاتا ہے، ریاض روضہ کی جمع ہے، روضہ کا معنی باغیچہ کے ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض پر ہوگا۔[1]

جنت کا باغ ہونے کے بارے میں زیادہ تر علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ زمین کا یہ ٹکڑا درحقیقت جنت سے لایا گیا ہے جیسا کہ حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے بارے میں آتا ہے اور پھر قیامت کے بعد وہ دوبارہ اپنے اصلی مقام پر (جنت میں) چلا جائے گا۔[2]

یوں تو مسجدِ نبوی کا ہر کونہ انوار و برکات سے بھرا ہوا ہے لیکن یہ جگہ خاص رحمت و برکت کا مرکز ہے لہٰذا اگر مکروہ وقت نہ ہو اور کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر وہاں دو رکعت نماز پڑھنے کا موقع مل جائے تو ضرور پڑھیں، اسی ریاض الجنۃ میں وہ خاص ستون بھی ہیں جن کا تذکرہ آگے تفصیل سے آرہا ہے۔[3]

مسجد کا ادب واحترام:

مسجد نبوی میں جتنا وقت گزاریں ذکر و فکر، عبادت، تلاوت، درود شریف، تسبیحات اور استغفار میں مصروف رہیں۔ دنیاوی باتوں سے حتی الامکان بچیں، لغو اور بے ہودہ باتوں سے پرہیز کریں، نہایت ادب و احترام کے ساتھ مسجد میں بیٹھیں، اس کی

---

(1) أخرجه"البخاري" رقم الحديث:(1196)باب فضل مابين القبر والمنبر.

(2) "مرقاة المفاتيح": تحت رقم الحديث: (694)كتاب الصلاة ۔ باب المساجد 289/2.

(3) "غنية الناسك": خاتمة في زيارة سيد المرسلين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص377، 383.

صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھیں۔

مسجد نبوی کی حدود:

مسجدِ نبوی جدید اور قدیم دونوں میں نماز پڑھنے کا ایک جیسا اجر ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اگر میری یہ مسجد صنعاء مقام تک تعمیر ہو جائے تو بھی میری ہی مسجد کہلائے گی،[1] نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب مسجد کی توسیع کی تو فرمایا: اگر ہم اس میں اور بھی توسیع کریں یہاں تک کہ جبانہ مقام تک پہنچ جائے تو بھی یہ رسول اللہ ﷺ ہی کی مسجد ہو گی۔[2]

❀ ❀ ❀

---

(1) "إعلام الساجد بأحكام المساجد" للزركشي، الباب الثاني في مايتعلق بمسجد النبيج ـ ذكر جملة من الخصائ 247/1.

(2) حوالہ بالا۔

مسجدِ نبوی کے خاص ستون

مسجد نبوی کا کونہ کونہ رحمتوں اور برکتوں کا گہوارہ ہے، اس میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں رحمت عالم ﷺ کے قدم مبارک نہ پڑے ہوں، اس لئے وہاں کی ہر جگہ نہایت بابرکت ہے، ذیل میں مسجد نبوی کے خاص ستونوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، یہ ستون ریاض الجنۃ کے اندر واقع ہیں، دوسرں کو تکلیف دیئے بغیر یہاں بھی حاضری دیں اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو ان کے قریب دو رکعت نفل بھی ادا کریں، عربی میں ستون کو ''أسطوانة'' کہا جاتا ہے۔

اسطوانۂ حنانہ:

حنانہ کے معنی ہیں رونے والا، اس جگہ کھجور کا وہ تنا تھا جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ستون کے طور پر استعمال ہوتا تھا، منبر بننے سے پہلے اس پر ٹیک لگا کر رسول اللہ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے، جب لکڑی کا منبر شریف تیار ہوگیا اور رحمت عالم ﷺ خطبہ کے لئے اس پر تشریف فرما ہوئے اور اس ستون سے ٹیک لگانا چھوڑ دیا تو اس ستون میں سے بہت زور سے رونے کی آواز آئی، ایک روایت میں ہے کہ قریب تھا کہ زیادہ رونے کی وجہ سے وہ پھٹ جاتا، نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس پر اپنا دست شفقت رکھا اور آہستہ آواز سے اس کو کچھ فرمایا جس سے اس کا رونا بند ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس اللہ کا ذکر ہوتا تھا، اب منبر بننے کی وجہ سے یہ اس سے محروم ہو گیا، جس کی وجہ سے یہ رو رہا ہے، اگر میں اس کو چپ نہ کراتا تو قیامت تک اسی طرح روتا رہتا، ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے گڑھا کھودنے اور اس کو دفن کرنے کا حکم دیا، اس ستون کو ''أسطوانة مُخَلَّقة'' بھی کہا جاتا

ہے۔[1]

اسطوانۂ عائشہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا علم ہو جائے تو ترجیح کے لئے قرعہ اندازی کرنے کی نوبت آئے، پھر یہ جگہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بتلائی، جس کی وجہ سے وہ اکثر وہاں نماز پڑھا کرتے تھے جس سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ یہی ستون ہے، اس لئے اس ستون کو "أسطوانة عائشة" کہتے ہیں، نیز اس کو "أسطوانة القُرْعة" بھی کہا جاتا ہے۔[2]

اسطوانۂ ابی لبابہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنو قریظہ کی غداری کی وجہ سے ان کا محاصرہ کیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ ابو لبابہ بن عبد المنذر کو ہمارے پاس بھیج دیا جائے تاکہ ہم اپنے معاملہ میں ان سے مشورہ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھیج دیا، جب بنو قریظہ نے ان کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو ان کے استقبال میں مرد کھڑے ہو گئے اور عورتیں اور بچے ان کے سامنے رو کر فریاد کرنے لگے، ان کے رونے کو دیکھ کر ان کا دل بھی بھر آیا، انہوں نے حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے ابو لبابہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تسلیم کر لیں، انہوں نے فرمایا قبول کر لو اور ساتھ ہی گلے پر انگلی رکھ کر اشارہ کیا کہ ذبح کئے جاؤ گے۔

حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے ہٹا نہیں تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت کر لی، وہاں سے واپس آکر

---

(1) "الدرة الثمينة في أخبارالمدينة": باب ذكر الجذع الذي كان يخطب النبيصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص93، 94.

(2) "الدرة الثمينة في أخبارالمدينة": باب ذكر أسطوانة النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان يصلي إليها ص106.

اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا اور ساتھ کہا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری توبہ کی قبولیت نہیں آجاتی اور آپ ﷺ خود مجھے نہ کھولے، اس وقت تک بندھا رہوں گا، جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں اللہ جل شانہ سے ان کے لئے استغفار کرتا مگر اب وہ براہِ راست اپنی توبہ کے قبول پر مدار رکھ چکے ہیں تو جب تک توبہ قبول نہ ہو میں کیسے کھول سکتا ہوں، ایک روایت کے مطابق دس سے اوپر راتیں اسی حال میں گزریں یہاں تک کہ ان کی سماعت کمزور پڑ گئی اور خطرہ تھا کہ بینائی بھی چلی جائے، جب نماز کا وقت آتا یا قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی تو ان کی بیٹی آکر ان کو کھول دیتی اور فراغت کے بعد دوبارہ باندھ دیتی، کئی دنوں کے بعد ایک رات رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے کہ ان کی توبہ قبول ہوئی، حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں ان کو خوشخبری نہ دوں تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو دے دو، اس وقت پردہ کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا دروازہ کے پاس کھڑی ہوئی اور زور سے کہنے لگی اے ابولبابہ! تمہیں خوشخبری ہو، تمہاری توبہ قبول ہوگئی، لوگوں نے جب یہ سنا تو ان کی طرف کھولنے کے لئے دوڑ پڑے لیکن ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے اللہ کا رسول خود ہی کھولیں گے، جب صبح کے وقت آپ ﷺ نماز فجر کے لئے جانے لگے تو اپنے ہاتھوں سے ان کو کھولا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَخُونُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا۟ أَمَـٰنَـٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

[سورة الأنفال: 27]

بعض روایات میں ہے غزوۂ تبوک کے موقع پر جو حضرات رہ گئے تھے ان میں سے ایک حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور اس خطا کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ دیا تھا، جب کئی دن گزرنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: وآخَرُون

اعْتَرَفوا بِذُنُوبِهِمْ توان کو کھولا گیا۔[1]

اسطوانۂ سریر:

سریر تخت کو کہتے ہیں، رحمت عالم ﷺ جب اعتکاف فرماتے تو شب میں اس جگہ آپ ﷺ کی سریر بچھادی جاتی تھی، وہاں آپ آرام فرماتے تھے۔[2]

اسطوانۂ حرس:

حرس کے معنی حفاظت کے ہیں، اس جگہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اکثر نماز پڑھا کرتے اور راتوں کو بیٹھ کر اسی جگہ رحمت عالم ﷺ کی پاسبانی اور پہرہ داری کیا کرتے تھے، اس لئے اس کو "أسطوانة علي" بھی کہا جاتا ہے، نبی کریم ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرے سے جب تشریف لاتے تو اس جگہ سے گزرتے تھے۔[3]

اسطوانۂ وفود:

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرب کے وفود مشرف بہ اسلام ہونے یا تعلیم وتربیت اور احکام شرعیہ سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تو وہ اکثر اسی جگہ بٹھائے جاتے، آپ ﷺ اسی جگہ ان سے ملاقات فرماتے تھے، آج کل یہ ستون اور اسطوانۂ حرس اور اسطوانۂ سریر تینوں روضہ اقدس کے گرد آدھے جالیوں کے اندر اور آدھے باہر ہیں۔[4]

اسطوانۂ تہجد:

رسول اکرم ﷺ اس جگہ نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے۔[5]

---

(1) "الدرة الثمينة في أخبارالمدينة": باب ذكر أسطوانة التوبة صـ105-107.

(2) حوالہ بالا۔

(3) حوالہ بالا۔

(4) حوالہ بالا۔

(5) "غنية الناسك": خاتمة في زيارة سيد المرسلين ﷺ صـ381.

اسطوانۂ جبرئیل:

یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی خاص جگہ تھی لیکن یہ ستون روضۂ اقدس کی تعمیر کے اندر آگیا ہے اس لئے باہر سے اس کی زیارت نہیں ہوسکتی۔[1]

اصحابِ صفہ کاچبوترہ:

صفہ کے معنی چبوترہ کے ہیں، مسجد نبوی میں حجرہ شریف کے پیچھے ایک چبوترہ بناہوا تھاجو چالیس (40) فٹ لمبااور چالیس (40) فٹ چوڑا تھا، جس میں وہ مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رہائش پذیر ہوتے تھے جو مکہ مکرمہ اور دیگر علاقوں سے دین سیکھنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئے تھے جن کو اصحاب صفہ کہا جاتا تھا، یہ حضرات نہ کاروبار کرتے تھے، نہ مدینہ منورہ میں ان کے پاس گھر تھا، صرف علم دین سیکھنا، اور جہاد ان کا مشغلہ تھا، ان میں سب سے مشہور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، اصحاب صفہ کی تعداد کم اور زیادہ ہوتی رہتی تھی، کبھی کبھی ان کی تعداد 80 تک پہنچ جاتی تھی، سورۂ کہف کی آیت نمبر (28) انہیں اصحابِ صفہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :((وَٱصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ رَبَّهُم بِٱلۡغَدَوٰةِ وَٱلۡعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجۡهَهُۥ))[سورة الكهف: 28]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا ہے اور ان کے اخلاص کا تذکرہ کیا ہے، اب یہ چبوترہ مسجد کے اندر آگیا ہے، باب جبرئیل سے جب داخل ہوں تو داخل ہوتے ہی دائیں جانب یہ چبوترہ واقع ہے۔[2]

لیکن بہت سارے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ باب جبرئیل کے سامنے بناہوا چبوترہ

---

(1) "غنية الناسك": خاتمة في زيارة سيد المرسلين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صـ382.

(2) "رفیق حج" مؤلفہ: مفتی محمد رفیع عثمانی زید مجدہم: صـ241، و"حج مبرور" مؤلفہ: مفتی محمد نجیب سنبھلی زید مجدہم صـ121

مقام اصحاب صفہ نہیں ہے بلکہ یہ وہ مقام ہے جہاں سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ مبارک کی حفاظت کے لئے ایک چبوترہ بنایا تھاجو کہ مسجد سے باہر تھا،اوراصحاب صفہ کی جگہ مسجد کے اندر تھی، اس کی صحیح جگہ اسطوانۂ عائشہ سے قبلہ کی مخالف سمت یعنی شمال کی جانب چلتے ہوئے پانچویں ستون کے ساتھ ہے۔

مدینہ منورہ میں مختصر دستور العمل

- جب تک مدینہ منورہ میں قیام رہے اس کو بہت ہی غنیمت جانیں اور جہاں تک ہو سکے اپنے اوقات کو عبادت میں لگانے کی کوشش کریں اور درج ذیل امور کا اہتمام فرمائیں۔
- زیادہ وقت مسجد نبوی میں گزاریں کیونکہ معلوم نہیں کہ یہ موقع دوبارہ میسر ہو یا نہ ہو۔
- پانچوں وقت کی نمازیں جماعت کے ساتھ مسجد نبوی میں ادا کریں کیونکہ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلے میں ایک ہزار یا پچاس ہزار گنا زیادہ ہے۔
- نبی اکرم ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر کثرت سے سلام پڑھیں۔
- کثرت سے درود شریف پڑھیں، ذکر و تلاوت اور دیگر تسبیحات کا اہتمام رکھیں۔
- ریاض الجنہ میں جتنا موقع ملے نوافل پڑھتے رہیں اور دعائیں کرتے رہیں۔
- محراب النبی ﷺ اور خاص خاص ستونوں کے پاس بھی نفلی نمازوں اور دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔
- فجر یا عصر کی نماز سے فراغت کے بعد جنت البقیع چلے جایا کریں۔
- کبھی کبھی حسب سہولت مسجد قبا جا کر دو رکعت نماز پڑھ کر آیا کریں۔
- نبی اکرم ﷺ کی تمام سنتوں پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔
- تمام گناہوں سے خصوصاً فضول باتوں اور لڑائی جھگڑا سے بچیں۔
- حکمت اور بصیرت کے ساتھ اللہ کے بندوں کو اللہ طرف بلاتے رہیں۔
- خرید و فروخت میں اپنا زیادہ وقت ضائع نہ کریں کیونکہ معلوم نہیں کہ نبی اکرم ﷺ

کے اس پاک شہر میں دوبارہ آنے کی سعادت زندگی میں کبھی ملے یا نہیں۔

- مدینہ منورہ کے لوگوں کی برائیاں اور عیوب ہر گز بیان نہ کریں۔[1]

❀✿❀

[1] "إرشاد الساري": فصل: وليغتنم أيام مقامه بالمدينة المشرفة صـ565 - 569.

خواتین کے مخصوص مسائل

خواتین کے لئے روضۂ اقدس پر حاضری:

مسجد نبوی کی توسیع کے بعد سعودی حکومت نے خواتین کے لئے مسجد کے کچھ حصے مقرر کر دیئے ہیں جو باپردہ اور محفوظ ہیں، خواتین ان کے علاوہ دوسری جگہوں پر نہیں جا سکتیں، اس طرح روضۂ اقدس پر حاضری کے لئے اوقات مقرر کئے گئے ہیں، ان اوقات کے علاوہ خواتین روضۂ اقدس کے قریب نہیں جا سکتیں، پہلا وقت صبح سات (7) بجے سے گیارہ (11) بجے دوپہر تک ہے جبکہ دوسرا وقت نمازِ ظہر کے بعد سے اذانِ عصر تک ہے، اس کے لئے عارضی طور پر مضبوط قسم کے پردوں کا انتظام کر دیا جاتا ہے جس میں ریاض الجنۃ کا نصف حصہ بھی آ جاتا ہے،[1] خواتین بھی پہلے نبی کریم ﷺ پر، پھر حضرت ابو بکر صدیق اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر سلام پیش کریں، خواتین کے لئے ہر ایک کو سلام پیش کرتے وقت جگہ بدلنے کی ضرورت نہیں بلکہ ایک ہی جگہ کھڑی ہو کر سب کو سلام پیش کریں۔

شور و شغب سے بچنے کا اہتمام:

جس وقت خواتین کے لئے روضۂ اقدس کی حاضری کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے تو بعض خواتین بڑی تیزی سے دوڑ کر شور و غل مچاتی ہوئی حاضری دیتی ہیں، انہیں نہ تو مسجد نبوی کے احترام کا خیال آتا ہے، نہ ہی سرور دو عالم کی تعظیم و تکریم کا دھیان رہتا ہے، ایسی خواتین اس مقدس و محترم دربار کے وقار کو ہرگز مجروح نہ ہونے دیں بلکہ

---

[1] "إرشاد الساري": باب زيارة سيدالمرسلين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صـ557.

انتہائی احترام، ادب اور متانت کے ساتھ اپنی نالائقی کا خیال کرتے ہوئے حاضری دیں، صحابہ کرام کا اس سلسلہ میں احتیاط کا اندازہ درج ذیل روایات سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دو آدمی مسجد نبوی میں زور زور سے باتیں کر رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اگر تم طائف کی بجائے مدینہ کے باشندہ ہوتے تو میں اچھی طرح تمہاری پٹائی کرتا، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اونچی آواز سے بات کر رہے ہو۔[1]

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ مسجد نبوی کے قریب کسی گھر میں سے کیل وغیرہ ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں، اور اللہ کے پیغمبر کو ایذا نہ پہنچائیں۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اپنے مکان کے کواڑ وغیرہ بنانے کی ضرورت پیش آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف سے بچانے کے لئے اس کو مدینہ سے باہر مصانع مقام پر لے جاکر بنواتے۔[3]

مدینہ منورہ میں خواتین کے لئے باجماعت نماز:

خواتین مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ میں بھی اپنی رہائش گاہ میں نماز ادا کریں کیونکہ جماعت کی اہمیت اور فضیلت صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے گھر پر ہی نماز ادا کرنا افضل ہے، لیکن اگر خواتین مسجد نبوی میں سلام عرض کرنے کے لئے جائیں اور نماز کا وقت ہو جائے تو مسجد نبوی میں عورتوں کے لئے بنے ہوئے مخصوص

---

(1) "شرح الزرقاني علي المواهب": المقصد العاشر في زيارة قبره الشريف 192/12، 193.

(2) حوالہ بالا۔

(3) حوالہ بالا۔

حصہ میں نمازادا کریں۔[1]

حالتِ ماہواری میں سلام پیش کرنا:

حالتِ ماہواری میں سلام پیش کرنے کیلئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں، البتہ مسجد کی حدود سے باہر کسی دروازے کے پاس کھڑے ہو کر سلام عرض کرنا جائز ہے۔[2]

ماہواری کا عذر اور چالیس نمازیں:

ماہواری کے عذر کی وجہ سے اگر کسی خاتون کی چالیس نمازیں پوری نہ ہو سکیں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں، اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ اس غیر اختیاری امر کی وجہ سے صرف نیت کرنے پر اس کو یہ اجر مل جائے گا۔

❀❀❀

---

(1) "الهندية": كتاب الطهارة ـ الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء 38/1.

(2) حوالہ بالا۔

مدینہ منورہ سے واپسی

جب مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ ہو اور مکروہ وقت نہ ہو تو مسجدِ نبوی میں دو رکعت نفل پڑھیں اور پھر روضۂ اقدس کے سامنے الوداعی سلام عرض کریں، اس سلام کا بھی وہی طریقہ ہے جو پہلے لکھا گیا ہے، سلام عرض کرتے وقت رونا آئے تو روئیں، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بنائیں، خدا جانے پھر کب اس مقدس در کی حاضری نصیب ہو۔[1]

مدینہ منورہ سے واپسی پر عمرہ:

اگر مدینہ منورہ سے واپسی پر مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو ذوالحلیفہ جو مدینہ منورہ والوں کا میقات ہے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھیں، اور اگر مدینہ منورہ سے واپسی پر مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ نہیں ہے بلکہ جدہ اور جدہ سے اپنے وطن واپس آنے کا ارادہ ہے یا مدینہ منورہ کے ائیر پورٹ سے براہ راست گھر واپسی ہے تو احرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔

وطن واپسی:

وطن واپسی پر گھر پہنچنے سے پہلے یہ دعا مانگیں:

«اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه لا شَرِيْكَ لَه لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اٰئِبُوْنَ، تائِبُوْنَ، سَاجِدُوْنَ، عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَه، وَنَصَرَ عَبْدَه، وَهَزَمَ

---

(1) "إرشادالساري": فصل في آداب الرجوع صـ586.

الْأَحْزَابَ وَحْدَه»[1]

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، بادشاہت اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں، ہم لوٹ رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے، بندگی کرتے ہوئے، اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے، اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور تنِ تنہا تمام لشکروں کو شکست دے دی۔''

اگر گھر میں داخل ہونے سے پہلے موقع ملے تو دو رکعت نفل ادا کریں اور تہہ دل سے اس سفر کے بعافیت پورا ہونے پر شکر ادا کریں اور اس کے قبول ہونے کی دعا کریں، اور باقی زندگی اللہ کی مرضی کے مطابق گزارنے کی پوری کوشش کریں، لوگوں کے سامنے اس سفر کی خوبیاں بیان کریں اور اس سفر کی تکلیفیں اور دشواریاں بیان کرنے سے پرہیز کریں۔[2]

❀❀❀

---

(1) أخرجه "أحمد" رقم الحديث: (4636)مسند عبدالله بن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

(2) "غنية الناسك": فصل في آداب الرجوع صـ389.

حجاج کرام کی بعض کوتاہیاں

احرام کی مد میں:

- احرام کے لیے سفید رنگ لباس کو ضروری سمجھنا، حالانکہ کسی دوسرے رنگ کا احرام باندھنا بھی جائز ہے، اگرچہ مردوں کے لیے افضل اور بہتر یہی ہے کہ احرام سفید رنگ کا ہو۔
- شروع ہی سے اضطباع (یعنی دائیں بغل سے احرام کی چادر نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنے) کا عمل اختیار کرنا، حالانکہ صرف اس طواف کے دوران اضطباع کرنا سنت ہے جس کے بعد سعی ہو۔

طواف اور سعی کی مد میں:

- دورانِ طواف دوڑنا اور دوسروں کو دھکے دینا تاکہ جلدی چکر پورے ہو جائیں، حالانکہ طواف آہستہ سے ذرا تیز پورے وقار سے کرنا چاہیے۔
- طواف شروع کرتے وقت ایک ہی مرتبہ ہاتھ اٹھانا۔ حالانکہ ابتدائے طواف کے وقت دو مرتبہ ہاتھ اٹھانا چاہیے، ایک مرتبہ تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک اور دوسرا حجر اسود کے استلام کیلئے۔
- حجر اسود کا بوسہ لینے کے لیے کسی کو تکلیف دینا، حالانکہ حجر اسود کا بوسہ لینا صرف سنت ہے جب کہ دوسروں کو تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خاص طور سے تاکید فرمائی تھی: اے عمر! تو مضبوط آدمی ہے لہٰذا (حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے) کسی کمزور کو تکلیف نہ دینا، اگر بآسانی موقع ملے تو چوم لینا ورنہ دور سے اشارہ کر دینا اور تکبیر و تہلیل کہہ دینا۔[1]

---

[1] أخرجه "أحمد" رقم الحديث: (190) عن "عمر" رضي الله عنه: أنه صلى الله عليه وسلم قال له: «إنك رجلٌ قويٌّ لا تُزَاحِم على الحجر فتُؤذي الضعيفَ، إن وجدت خلوة فاستلِمْه، وإلّا فاستقبِلْه، وكبِّر،

- طواف کرتے ہوئے خانہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ چمٹ جانا، حالانکہ طواف کرتے ہوئے آپ کا چہرہ سامنے اور بیت اللہ آپ کے بائیں جانب ہونا چاہیے، البتہ طواف سے فراغت کے بعد ملتزم سے چمٹ کر دعائیں مانگنا نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔
- خانہ کعبہ یا مقام ابراہیم کو چومنا، حالانکہ حجر اسود یا خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے علاوہ کسی جگہ کا بوسہ لینا ثابت نہیں۔
- رکن یمانی کا بوسہ لینا یا ہاتھ لگانے کے بعد ان کا بوسہ لینا یا دور سے اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرنا۔
- دورانِ طواف حجر اسود کے سامنے دیر تک کھڑے رہنا، کیونکہ اس سے طواف کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔
- حجر اسود کے سامنے سے اشارہ کئے بغیر گزر جانے کی صورت میں حجر اسود کی طرف پلٹ کر استلام کرنے کے لئے واپس آنا، کیونکہ اس سے طواف کرنے والوں کو بے حد تکلیف ہوتی ہے، اس لئے اگر کبھی ایسا ہو جائے اور ازدحام زیادہ ہو تو دوبارہ واپس آنے کی کوشش نہ کی جائے کیونکہ حجر اسود کا بوسہ لینا یا اس کی طرف اشارہ کرنا سنت ہے واجب نہیں۔
- طواف اور سعی کے ہر چکر کے لئے مخصوص دعا کو سنت سمجھنا، البتہ سنت سمجھے بغیر کوئی پڑھے تو گنجائش ہے، البتہ دورانِ طواف جو دعائیں نبی کریم ﷺ سے پڑھنا ثابت ہے ان کا زیادہ اہتمام کیا جائے۔
- طواف اور سعی کے دوران اجتماعی شکل میں دعا مانگنا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے دیگر طواف اور سعی کرنے والوں کی دعاؤں میں خلل آتا ہے۔
- صفا اور مروہ پر پہنچ کر خانہ کعبہ کی طرف حجر اسود کے استلام کی طرح ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرنا، حالانکہ ان دونوں مقامات پر دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہیے۔
- نفلی سعی کرنا، حالانکہ سعی کرنا مستقل عبادت نہیں بلکہ طواف کے تابع ہو کر یہ

وهلِّل» قال "شعيب الأرنؤوط" في تعليقاته: حديث حسن، رجاله ثقات.

عبادت کے زمرہ میں آتی ہے۔

○ سعی سے فراغت کے بعد مروہ پہاڑی پر نوافل پڑھنا، حالانکہ یہ نوافل مسجد کی حدود میں ادا کرنا مسنون ہے۔

مزدلفہ سے متعلق:

- مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے کنکریاں اکٹھی کرنا، حالانکہ مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلے عشاء کے وقت میں دونوں نمازیں ادا کرنی چاہیے، پھر کسی اور عمل میں لگنا چاہیے۔
- مزدلفہ میں 10 ذی الحجہ کی نماز فجر وقت داخل ہونے سے پہلے پڑھنا۔ حالانکہ وقت سے پہلے نماز پڑھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، اگر کسی نے اس طرح کیا تو وقت داخل ہونے کے بعد دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔
- مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد ادھر ادھر کے کاموں میں مشغول ہونا۔ حالانکہ عرفات کی طرح یہاں بھی اس وقت میں ہاتھ اٹھا کر قبلہ رخ ہو کر خوب دعائیں مانگنی چاہیے۔

کنکریاں مارنے سے متعلق:

- گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو زوال کے وقت سے پہلے ہی کنکریاں مارنا۔ حالانکہ رمی کے اوقات سے پہلے کنکریاں مارنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے اس طرح کیا تو دوبارہ زوال کا وقت داخل ہونے کے بعد کنکریاں مارنا ضروری ہے۔
- کنکریاں مارتے وقت جمرات کو ہی شیطان سمجھ کر اس کو گالی دینا، جوتا مارنا وغیرہ، حالانکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل کی یادگار ہے جس میں سنت کا اتباع کرنا چاہیے۔
- بھیڑ کی وجہ سے خواتین کا بذاتِ خود رمی نہ کرنا، حالانکہ جب تک ایسا عذر نہ

ہو جس کی وجہ سے شریعت نے خود کنکریاں نہ مارنے کی اجازت دی ہو مرد وعورت دونوں کیلئے خود کنکریاں مارنا ضروری ہے۔

- پہلے جمرہ اور دوسرے جمرہ پر کنکریاں مارنے کے بعد دعائیں نہ مانگنا، حالانکہ یہ دعاؤں کے قبول ہونے کے خاص مقامات ہیں۔

متفرق کوتاہیاں:

- حج وعمرہ کا سفر شروع کرنے سے پہلے ان کے ضروری احکامات نہ سیکھنا۔
- حج کے اخراجات میں حرام مال استعمال کرنا۔
- خود حج کئے بغیر دوسرے کی طرف سے حج کرنا۔
- سفر حج کے دوران نمازوں کا اہتمام نہ کرنا۔
- مقامات مقدسہ میں فوٹو کھنچوانا یا ویڈیوز بنانا، حالانکہ اس میں ریاکاری اور ضیاع وقت کے علاوہ کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا۔
- مسجد عائشہ سے عمرہ کرنے کو چھوٹا عمرہ کہنا اور مدینہ منورہ سے واپسی پر عمرہ کرنے کو بڑا عمرہ خیال کرنا، حالانکہ شرعی لحاظ سے ان دونوں کے ثواب میں کوئی فرق نہیں۔
- ضرورت سے زیادہ کھانے پینے کی چیز لے کر اس کو ضائع کرنا اور رزق کی ناقدری کرنا۔

قبولیتِ دعا کے بعض مقامات

- سعی کے دوران صفا یا مروہ پر پہنچ کر۔
- جب بھی خانہ کعبہ پر نظر پڑے۔
- حجرِ اسود کے سامنے۔
- مطاف میں۔
- ملتزم کے پاس۔
- آبِ زمزم پیتے ہوئے۔
- حطیم میں۔
- میزابِ رحمت کے نیچے۔
- مقامِ ابراہیم کے پاس۔
- رکنِ یمانی کے پاس۔
- عرفات کے میدان میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک۔
- مزدلفہ میں 10 ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سے طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک۔
- 12 اور 13 ذی الحجہ کو جمرہ اولی (چھوٹا شیطان) اور جمرہ ثانیہ (درمیانہ شیطان) کو کنکریاں مارنے کے بعد۔[1]

---

[1] غنية الناسك": فصل في آداب الرجوع صـ389، ونصه: وفي رسالة "الحسنِ البصريِّ" رَضِيَ اللهُ عَنْهُ التي أرسلها إلى أهلِ مكةَ: أن الدعاءَ هناك يُستجابُ في خمسةَ عشرَ موضعا: في الطواف أي مكانه وهو المطافُ، وعند الملتزمِ، وتحت الميزابِ، والظاهرُ أنه مِن داخلِ الحجر، ويحتمل أن يُرادَ=

ایک جامع دعا:

اے اللہ! آپ کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ، دیگر انبیاء اور برگزیدہ بندوں نے اس مقام پر تجھ سے جو جو دعائیں مانگی ہیں، اے میرے نہایت رحیم و کریم پروردگار! میں اپنی نااہلی اور نالائقی کے ساتھ تیری شانِ کرم کے بھروسے پر ان سب چیزوں کا اسی جگہ تجھ سے سوال کرتا ہوں اور جن جن چیزوں سے انھوں نے اس مقام پر تجھ سے پناہ مانگی ہے اسی جگہ ان سب چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

❀❀❀

مُحاذيه من المطاف، وفي البيتِ، وعند زمزم، وخلفَ المقام، وعلى الصفا وعلى المروة، وفي السعي أي مكانه وهو المسعى، وفي عرفاتٍ، وفي مزدلفةَ، وفي مِنى، وعند الجمرات...«والظاهرُ أن هذه الأماكنَ الشريفةَ مواضعُ الإجابةِ في الأوقات والأحوالِ المخصوصةِ، ويُمكِن حملُها على عمومها» اهـ، وزَادَ غيرُه:وعند رُؤيةِ الكعبةِ أي مطلقا للمكيّ والآفاقي في كلّ مكانٍ يَراه (طوالع)، وعند السِّدرة، والركنِ اليمانيّ، وفي الحجر، وفي منى في نصف ليلةِ البدرِ أي ليلةَ الرابعِ عشرَ من كلّ شهرٍ، فهذا وجهُ تخصيص أهل مكةَ الذهابَ إلى منى بهذه الليلةِ...والمستَجَارُ، ومما بين الركنين، ودارُ الأرقم، وكذا مولدُه صَلَّىٰ ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وبيتُ "خديجةَ" رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا، وغارُ ثورٍ، وحراء، وأمثال ذلك، والسِّدرة كانت بعرفةَ وهي الآن غيرُ معروفة.

حج وعمرہ سے واپسی پر قابل توجہ امور

چونکہ آپ نے بڑی مشقت برداشت کرکے حج وعمرہ کی سعادت حاصل کی ہے، اور یقیناًاس عظیم عبادت سے آپ کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا کاحاصل کرنا تھا، لہٰذا واپسی میں درج ذیل باتوں کاخیال رکھیں۔

- نام ونمود سے بچنے کی کوشش کریں۔
- کسی کو استقبال کے لئے نہ بلائیں، اگراس طرح کرناان کی عادت ہو تو پہلے سے ان کوایسا کرنے سے روکیں، البتہ دو تین آدمی ائیر پورٹ پر سامان وغیرہ اٹھانے کی خدمت کے لئے گاڑی لے کرآجائیں توکوئی حرج نہیں۔
- وطن پہنچ کر نہ سہرے پہنیں اور نہ ہی نامحرموں سے بے پردہ ملیں۔
- حج وعمرہ سے واپسی پر بعض لوگ شکرانہ کے طور پر غرباء ومساکین اور اپنے دوست، احباب کے لئے ضیافت کرتے ہیں تو شرعاً اگرچہ اس کی گنجائش ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے سفر سے واپسی پر ضیافت کرنا ثابت ہے لیکن آج کل یہ ضیافت جو شکل اختیار کرتی جارہی ہے وہ چونکہ بہت ساری قباحتوں پر مشتمل ہے اس لئے اس سے گریز کرنا چاہیے۔[1]
- آتے ہوئے زمزم اور کھجور کے علاوہ اِدھر اُدھر کی چیزیں لانے سے گریز کریں کیونکہ وہاں سے اتنی مشقت برداشت کرکے جو چیزیں لائی جاتی ہیں عموماًوہاں کی بنسبت یہاں سستی ہوتی ہیں اور ان کے خریدنے کے لئے جو وقت وہاں کے

---

(1) "فتح الباري":كتاب الجهاد والسير ـ باب الطعام عندالقدوم 194/6: عن جابر بن عبد الله رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: «أن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لما قدم المدينة، نحر جزورا أو بقرة».

بازاروں میں برباد ہوا اس کی تلافی تو عمر بھر نہیں ہو سکتی۔

- بعض لوگ زیادہ آب زمزم یا کھجور وغیرہ لانے کے لئے ایئر پورٹ پر کسٹم والوں کو رشوت دیتے ہیں، اس عمل سے بالخصوص بچنے کی ضرورت ہے۔
- سفر حج کی کارگزاری میں وہاں کی مشکلات کو اس انداز سے بیان نہ کرنا جو آئندہ حج پر جانے والوں کے دلوں میں خوف اور پریشانی کا باعث بنے۔
- واپس آنے کے بعد لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا اور نیک اعمال کا اہتمام کرنا کیونکہ یہی اس مبارک سفر کا خلاصہ اور مقصود ہے۔

❀❀❀

حجِ بدل کا بیان

حج بدل کے فضائل:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے: جس شخص نے کسی میت کی طرف سے حج کیا وہ میت کے طرف سے لکھا جاتا ہے اور حج کرنے والے کے لئے بھی جہنم سے خلاصی لکھی جاتی ہے۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میت کے لئے حج کرنے سے تین آدمیوں کے لئے حج کا ثواب لکھا جاتا ہے:

1) جس کے لئے حج کیا گیا
2) حج کرنے والے کے لئے
3) حج کرانے والے کے لئے[2]

والدین کی طرف سے حج بدل کرنے کے فضائل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے والدین کی طرف سے حج کیا یا ان کے کسی نقصان کی تلافی کر لی تو قیامت کے دن اس کو نیک لوگوں میں اٹھایا جائے گا۔[3]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے

---

(1) أخرجه "الدارقطني" رقم الحديث: (2576)كتاب الحج ـ باب المواقيت.
(2) أخرجه "المتقي" في "كنز العمال" رقم الحديث: (123420)كتاب الحج والعمرة.
(3) أخرجه "الدارقطني" رقم الحديث: (2608)كتاب الحج ـ باب المواقيت.

اپنے والد یا والدہ کی طرف سے حج کیا تو اس کے والد یا والدہ کی طرف سے بھی حج ادا ہوا اور حج بدل کرانے والے کو بھی دس (10) حجوں کے برابر ثواب ملے گا۔[1]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے والدین کی طرف سے حج کیا تو اس کی طرف سے اور اس کے والدین کی طرف سے یہ قبول کیا جائے گا اور اس کے والدین کی روحوں کو خوشخبری دی جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ نیکوکاروں میں لکھا جاتا ہے۔[2]

حج بدل کا مطلب:

کسی دوسرے کی طرف سے اس کے حکم کے مطابق حج کرنے کو حج بدل کہا جاتا ہے۔[3]

کن عبادات میں نیابت درست ہے؟

مالی عبادات (زکوٰۃ، صدقۂ فطر وغیرہ) کسی کی طرف سے اس کی اجازت سے ادا کرنا بہر صورت جائز ہے اور بدنی عبادات (نماز، روزہ وغیرہ) کسی اور کی طرف سے ادا کرانا بالکل جائز نہیں اور وہ عبادات جو مالی بھی ہوں اور بدنی بھی (حج وغیرہ) ان کا حکم یہ ہے کہ خود ادائیگی پر قادر ہونے کی صورت میں کوئی دوسرا اس کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا، البتہ خود قدرت نہ ہو تو ضرورت کے وقت کسی اور سے ادا کرانا جائز ہے۔[4]

---

(1) أخرجه "الدارقطني" رقم الحديث: (2610) كتاب الحج ـ باب المواقيت.

(2) أخرجه "الدارقطني": رقم الحديث: (2576) كتاب الحج ـ باب المواقيت.

(3) "الموسوعة الفقهية الكويتية": لفظ الحج 75/17.

(4) "غنية الناسك": باب الحج عن الغير صـ320.

حج بدل کب کرایا جائے گا؟

جس پر حج فرض ہو لیکن زندگی میں اس نے ادا نہیں کیا اور مرتے وقت وصیت کرلی اور اس کے ترکہ کی ایک تہائی میں حج بدل کرایا جاسکتا ہو تو اس کی طرف سے حج بدل کرانا ضروری ہے، ایسے ہی جس انسان پر حج فرض ہو گیا لیکن پھر وہ کسی سبب سے حج ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو اس پر فرض ہے کہ اپنی طرف سے حج بدل کروالے ورنہ انتقال سے پہلے وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میری طرف سے حج بدل کرایا جائے۔[1] وہ اعذار جن کی وجہ سے کوئی شخص دوسرے کو حج بدل کے لئے بھیج سکتا ہے درج ذیل ہیں:

- قید ہونا یا زبردستی حج سے روکا جانا۔
- ایسا بیمار ہونا جس سے عام طور پر شفا نہیں ملتی مثلا نابینا ہونا، اپاہج ہونا یا لنگڑا ہونا۔
- بڑھاپے کی وجہ سے ایسا کمزور ہونا کہ خود سواری پر سوار نہ ہو سکتا ہو۔
- عورت کے ساتھ جانے کے لئے محرم نہ ملنا۔[2]

حج بدل کی شرطیں:

- حج بدل کرانے والے پر حج کا فرض ہونا۔

لٰہذا اگر کسی نے حج فرض ہونے سے پہلے حج بدل کرالیا اور بعد میں اس پر حج فرض ہو گیا تو پہلا حج نفلی ہو گا اور اب دوبارہ حج کرانا ضروری ہو گا۔

- حج فرض ہونے کے بعد کسی وجہ سے حج کرنے سے عاجز ہو جانا۔

---

(1) "إرشاد الساري": باب الحج عن الغير صـ476، 477.

(2) "غنية الناسك": باب الحج عن الغير ـ فصل في شرائط النيابة في الحج الفرض صـ321 -325، و"إرشاد الساري": باب الحج عن الغير صـ477.

پس اگر کسی نے حج فرض ہونے کے بعد عاجز ہونے سے پہلے کسی سے حج کرالیا اور پھر عاجز ہو گیا تو دوبارہ حج کرانا ضروری ہے۔

- موت تک حج کرنے سے عاجز رہنا۔

اگر مرنے سے پہلے عذر ختم ہو گیا اور خود حج کرنے پر قادر ہو گیا تو دوبارہ حج کرنا واجب ہے، البتہ اگر وہ عذر ایسا ہے جو اکثر وبیشتر دور نہیں ہوتا جیسے کہ اندھا ہونا، اپاہج ہونا وغیرہ تو ایسے عذر کی صورت میں اگر حج کرانے کے بعد اچانک مثلاً آنکھیں ٹھیک ہو گئیں تو دوبارہ حج کرنا واجب نہیں۔

- حج بدل کرانے والا اگر زندہ ہو تو اس کی طرف سے کرنے والے کو حکم کا ہونا۔
- اگر کسی نے اس کے کہے بغیر حج کر دیا تو جس کی طرف سے کیا گیا ہے اس کے ذمہ سے حج فرض ساقط نہ ہوگا۔
- اگر کرانے والا مر چکا ہو اور وصیت کی ہو تو ورثا یا وصی کی طرف سے اس کا حکم ہونا۔
- سفر کے اخراجات حج کرانے والے کے مال سے ہونا۔

اگر حاجی نے اپنا مال خرچ کر کے اس کی طرف سے حج کیا تو درست نہیں، البتہ اگر اپنا مال خرچ کرنے کے بعد اس کے مال سے لے لیا یا اکثر مال اس کا خرچ کیا اور تھوڑا سا اپنا مال خرچ کیا تو جائز ہے۔

- احرام باندھے وقت حج کرانے والے کی طرف سے نیت کرنا۔

بہتر یہ ہے کہ اپنی زبان سے یوں کہے: «لَبَّيْكَ عَنْ فُلَانٍ» "فلاں کی جگہ اس شخص کا نام ذکر کریں" اگر احرام باندھتے وقت اس کی نیت نہیں کی لیکن اعمال حج شروع کرنے سے پہلے پہلے کر لی تو بھی درست ہے، اس کے بعد درست نہیں۔[1]

❀ ❀ ❀

---

(1) "غنية الناسك": باب الحج عن الغير ـ فصل في شرائط النيابة في الحج الفرض صـ325.

حج بدل کے مسائل

وصیت کے بغیر کسی کی طرف سے حج بدل کرنا:

اگر کسی شخص پر حج فرض ہوگیا ہو لیکن وہ حج نہ کرسکا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہوگیا اور وصیت بھی نہیں کی تھی تو اگر کوئی شخص اس کی طرف سے احساناً حج بدل کرلے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ اس کا ذمہ فارغ کردیں گے۔[1]

والدین یا کسی اور کے ایصال ثواب کے لئے حج کرنا:

والدین یا کسی ایسے شخص کے ایصالِ ثواب کے لئے حج کرنا یا کسی اور سے کرانا مستحب ہے جس پر حج فرض نہیں تھا، بہتر یہ ہے کہ پہلے والدہ کے لئے حج کیا جائے، پھر والد کے لئے، تاہم یہ حج چونکہ صرف ایصالِ ثواب کے لئے ہے لہٰذا اس کو حج بدل نہیں کہا جائے گا اور نہ اس پر حج بدل کے احکامات لاگو ہوں گے یعنی آمر کی طرف سے اجازت ہونا وغیرہ۔[2]

حج بدل کہاں سے کرایا جائے؟

اگر کسی نے حج بدل کرانے کی وصیت کی ہو اور اس کے ایک تہائی مال میں اتنی گنجائش ہو کہ اس کے وطن سے کسی کو حج کے لئے بھیجا جائے تو ایسا کرنا ضروری ہے لیکن اگر میت کا تہائی مال اس کے لئے ناکافی ہو اور تہائی سے زیادہ پر ورثاء رضامند نہ ہوں تو جہاں سے تہائی مال سے حج ہوسکے وہیں سے کرایا جائے لیکن اگر کسی زندہ معذور

---

(1) "الهندية": الباب الخامس عشر في الوصية بالحج 158/1.

(2) "غنية الناسك": باب الحج عن الغير ـ فصل في شرائط النيابة في الحج ص328 – 331.

شخص کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہو تو اس کی طرف سے اتنا خرچہ ملنا ضروری ہے جس سے اس کے وطن سے حج بدل کیا جاسکے۔(1)

حج بدل کس سے کرایا جائے؟

بہتر یہ ہے کہ حج بدل کرانے کے لئے ایسے شخص کو بھیجا جائے جس نے اپنا حج ادا کر لیا ہو تاہم اگر ایسے شخص سے حج بدل کرایا جس نے اپنا حج ادا نہیں کیا اور اس پر حج فرض بھی نہیں ہے تو حج بدل ادا ہو جائے گا مگر ایسا کرنا بہتر نہیں ہے(2) لیکن اگر اس کے ذمے حج فرض ہو چکا تھا اور اس نے ابھی تک ادا نہیں کیا تو اس کے لئے دوسرے کی طرف سے حج بدل پر جانا مکروہ تحریمی ہے۔(3)

حج بدل کے لئے سب سے بہتر شخص کون ہے؟

بہتر یہ ہے کہ حج بدل کرانے کے لئے کسی ایسے پرہیزگار عالم کو بھیجا جائے جو پہلے حج کر چکا ہو اور حج کے مسائل سے بھی خوب واقف ہو۔(4)

حج بدل کی وجہ سے حج کی فرضیت:

اگر کسی نے ابھی تک اپنا حج ادا نہ کیا ہو اور وہ کسی اور کی طرف سے حج بدل کرے تو اکثر علماء کے نزدیک چونکہ وہ دوسرے کے مال سے وہاں پہنچا ہے، خود جانے پر قادر نہیں تھا اس لئے اس پر حج فرض نہیں ہوا۔(5)

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "إرشاد الساري": باب الحج عن الغير صـ496، 497.

(3) "غنية الناسك": باب الحج عن الغير ـ فصل في ما ليس من شرائط النيابة إلخ صـ338.

(4) حوالہ بالا۔

(5) "الدر المختار": مطلب في حج الصرورة 2/24- 26، ونصه: قال ابن عابدين في "التنبيه": إن الفقير الآفاقي إذا وصل إلى الميقات فهو كالمكي ... لكن هذا لايدل على أن الصرورة الفقير كذلك لأن قدرته بقدرة غيره كما قلنا وهي غير معتبرة بخلاف ما لو خرج ليحج عن نفسه وهو=

حج بدل کے بعد واپس نہ آنا:

حج بدل کرنے والا اگر حج کے بعد واپس نہ آیا بلکہ سعودی عرب میں مقیم ہو گیا تو بھی حج بدل ادا ہو جائے گا، تاہم افضل یہ ہے کہ حج بدل کے بعد واپس وطن لوٹ آئے۔[1]

عورت کے ساتھ محرم موجود نہ ہونے کی صورت میں حج بدل کا حکم:

اگر کسی عورت کے پاس حج کا خرچہ موجود ہے لیکن ساتھ جانے کے لئے کوئی محرم نہیں تو ایسی عورت پر حج فرض ہے لیکن اس کی ادائیگی فرض نہیں لہٰذا وہ اپنی طرف سے حج بدل کرائے یا مرنے سے پہلے وصیت کرے لیکن اگر حج بدل کرانے کے بعد محرم کے ساتھ جانے کا بندوبست ہو گیا تو دوبارہ حج کرنا فرض ہے، پہلا حج نفلی ہو جائے گا۔[2]

کسی عورت سے حج بدل کرانا کیسا ہے؟

مرد کا حج بدل کسی عورت سے کرانا مکروہ ہے، البتہ عورت کا حج بدل کسی عورت سے کرانے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کے ساتھ محرم موجود ہو، اور عورت کا حج بدل کسی مرد سے کرانا بلا کراہت جائز ہے۔[3]

فقير عمد وصوله إلى الميقات صار قادرا فيجب عليه، وكذا في "فتاوى دارالعلوم زكريا": كتاب الحج ـ بيان حج البدل 424/3.

(1) "الهندية": كتاب المناسك ـ قبيل الباب الخامس عشر في الوصية بالحج 258/1، ونصه: ولو أحج رجلا يؤدي الحج ويقيم بمكة جاز والأفضل أن يحج ويرجع.

(2) "الدر" مع "الرد": كتاب الحج ـ مطلب في الفرق بين العبادة والقربة والطاعة18/4، 19.

(3) "غنية الناسك": باب الحج عن الغير ـ فصل في ما ليس من شرائط النيابة إلخ صـ337.

کون کونسی چیزیں حجِ بدل کرانے والے کے ذمے ہیں؟

حج بدل کے تمام ضروری خرچے حج کرانے والے کے ذمے واجب ہیں جس میں آنے جانے کا کرایہ، حالتِ سفر میں اور وہاں قیام کے دوران کھانے، پینے اور مکان کا کرایہ وغیرہ سب داخل ہیں، لیکن حج سے فارغ ہونے کے بعد کپڑے، برتن اور دیگر بچی ہوئی چیزیں حج کرانے والے کو واپس کرنا ضروری ہے، اسی طرح اگر کچھ نقدر قم بچ جائے تو وہ بھی حج کرانے والے کو واپس کرنا ضروری ہے، البتہ اگر وہ اپنی خوشی سے واپس نہ لے یا پہلے ہی سے کہہ دے کہ باقی ماندہ سامان اور رقم میری طرف سے تمہیں ہدیہ ہیں یا میت نے اس کی وصیت کی ہو تو پھر باقی مال کو اپنے خرچ میں لانا درست ہے۔[1]

حج بدل کے مال سے صدقہ وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

حج بدل کرنے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ حج کرانے والے کے مال سے کسی کی دعوت کرے یا اپنے کھانے میں شریک کرے یا صدقہ کرے یا کسی کو قرض دے[2] یہاں تک کہ اگر اس سے کوئی جنایت ہوگئی تو اس کا خرچہ بھی اپنے مال سے دے گا، ہاں اگر اس نے ان کاموں کی اجازت دی ہو تو پھر بقدر ضرورت جائز ہے۔[3]

فرض حج کی ادائیگی کے بعد نفلی حج کرنا بہتر ہے یا حج بدل؟

جس نے فرض حج ادا کرلیا ہو اس کے لئے نفلی حج کی بجائے کسی اور کے ایصالِ ثواب کے لئے حج کرنا افضل ہے۔[4]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في صفة النفقة صـ501، 503.

(2) "إرشاد الساري": باب الحج عن الغير ـ فصل في النفقة صـ501.

(3) "إرشاد الساري": فصل في جميع الدماء المتعلقة بالحج صـ505، 506.

(4) "غنية الناسك": فصل في شرائط النيابة في الحج الفرض صـ337، ونصه: حج الإنسان عن غيره

حج کرانے والے کے حکم کی خلاف ورزی کرنا:

حج بدل کرانے والے کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے، اگر ان کی خلاف ورزی کی گئی تو حج بدل ادا نہیں ہوگا، لہٰذا اگر اس نے حج افراد کا کہا ہو تو قران یا تمتع کرنا جائز نہیں، اسی طرح اگر اس نے خود کرنے کے لئے کہا ہو تو کسی اور سے کرانا جائز نہیں اور ایسی صورت میں یہ حج خود کرنے والے کی طرف سے ادا ہوگا، کرانے والے کو اس کی رقم واپس کرنا ضروری ہے لیکن کرنے والے کے لئے یہ نفلی حج ہوگا، اگر اس کے بعد اس پر حج فرض ہو گیا تو اس کی ادائیگی دوبارہ کرنی پڑے گی۔[1]

حج بدل میں تمتع کرنا کیسا ہے؟

حج بدل کرانے والے کی اجازت سے جس طرح افراد اور قران کرنا جائز ہے اسی طرح اگر افراد یا قران کی وجہ سے احرام بہت لمبا ہو رہا ہو تو اس کی اجازت سے تمتع بھی جائز ہے مگر قران اور تمتع میں دم شکر کی قربانی حج کرنے والے پر ہوتی ہے، البتہ اگر حج کرانے والا اپنی خوشی سے قربانی کا خرچہ بھی خود برداشت کرنے کی اجازت دے دے تو جائز ہے، آج کل حج کرانے والے کی طرف سے تمتع، قران اور دم شکر کی عرفاً اجازت ہوتی ہے اس لئے واضح طور پر اجازت لینا ضروری نہیں، تاہم صراحتاً اجازت لینا پھر بھی بہتر ہے۔[2]

حج بدل میں حج اور عمرہ الگ الگ اشخاص کی طرف سے کرنا:

حج بدل میں یہ ضروری نہیں کہ تمتع کرتے ہوئے حج و عمرہ دونوں ایک ہی شخص

أفضل من حجه عن نفسه بعد أن أدى فرض الحج؛ لأن نفعه متعد وهو أفضل من القاصر.

(1) "إرشاد الساري": فصل في شرائط جواز الحج صـ479.

(2) "جواهر الفقه للمفتي محمّد شفيع رحمه الله": عنوان: حج بدل میں قران وتمتع 216/4، 217، و"أحسن الفتاوى": عنوان: حج بدل میں تمتع وقران کا حکم 523/4.

کی طرف سے ہو بلکہ اگر عمرہ اپنی طرف سے ہو اور حج آمر کی طرف سے یا عمرہ ایک شخص کی طرف سے ہو اور حج دوسرے کی طرف سے اور دونوں نے ایک ہی سفر میں اس کو جمع کرنے کی اجازت دی ہو تو یہ جائز ہے لیکن دم تمتع حاجی خود ادا کرے گا۔[1]

❀❀❀

[1] "غنية الناسك"قبيل فصل في كيفية أداء التمتع المسنون ص214، ونصه: ولايشترط أيضا أن يحرم بالعمرة في أشهر الحج، ولا أن يكون النسكان عن رجل واحد حتى لوكان أحدهما عن نفسه والآخر عن غيره وأذن له في التمتع جاز، وكذا لو أمره رجل بالعمرة وآخر بالحج وأذنا له في التمتع جاز، لكن دم التمتع عليه في ماله، ولو فقيرا فعليه الصوم.

احصار کا بیان

احصار کا مطلب:

حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی دشمن یا مرض یا حکومتی پابندی یا کسی اور وجہ سے حج یا عمرہ سے رک جانے کو "احصار" کہتے ہیں، جس انسان کو ایسی رکاوٹ پیش آئے اسے "مُحصَر" کہتے ہیں۔[1]

احصار کے مسائل:

محصر کا حکم:

جب کسی کو احصار کی کوئی صورت پیش آجائے تو اب یا تو وہ عرفات کے دن تک اس رکاوٹ کے ختم ہونے کا انتظار کرے اور احرام میں رہے،[2] اگر انتظار دشوار ہو اور جلد احرام کھولنا چاہتا ہو تو دیکھا جائے گا کہ اس نے صرف حج یا صرف عمرے کا احرام باندھا ہے یا حج وعمرہ دونوں یعنی قران کا، اگر صرف حج یا صرف عمرے کا احرام باندھا ہے تو مکہ مکرمہ جانے والے کسی شخص کو حرم میں بکری ذبح کرنے کے لئے بکری کی قیمت دے یا وہاں موجود کسی شخص کو فون کے ذریعے سے کہہ دے کہ وہ اس کی طرف سے حرم میں ایک بکرا یا بکری ذبح کر دے اور ذبح کی تاریخ اور وقت طے کرے، جب ذبح کا وقتِ مقررہ گزر جائے تو یہ خود بخود احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جائے گا، احرام سے نکلنے کے لئے حلق یا قصر کرانے کی بھی ضرورت نہیں، البتہ حلق یا قصر کرنا بہتر ہے،

---

(1) "الهندية": الباب الثاني عشر في الإحصار 255/1.

(2) "غنية الناسك": فصل في حكم الإحصار صـ311.

اگر اس نے حجِ قران کا احرام باندھا ہو تو احرام سے نکلنے کے لئے مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق دو بکریاں ذبح کرانا ضروری ہے۔(1)

احصار کا جانور کہاں ذبح کیا جائے؟

احصار کا جانور حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، اگر حدودِ حرم سے باہر ذبح کیا گیا تو اس کا اعتبار نہیں، دوبارہ حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے ورنہ احرام سے نکلنا جائز نہیں ہوگا۔(2)

آئندہ سال حج و عمرہ کی قضا کیسے کرے؟

احرام سے آزاد ہونے کے بعد اگر اسی سال حج یا عمرہ کرنے کا موقع نہیں ملا تو آئندہ صرف حج کا احرام باندھنے والا ایک حج اور ایک عمرہ کی قضا کرے، اور حجِ قران والا ایک حج اور دو عمروں کی قضا کرے اور اس کو اختیار ہوگا کہ حجِ قران کرے اور بعد میں ایک عمرہ کرے یا حج اور دو عمرے علیٰحدہ علیٰحدہ کرے، اور عمرے والا اور حج تمتع والا صرف ایک عمرہ کی قضا کرے۔

اور اگر اس کو اسی سال حج یا عمرے کا موقع مل گیا تو جس عمل کے احرام سے حلال ہوا تھا صرف وہی اس کے ذمے ہے۔(3)

محصر آئندہ حج یا عمرہ کرتے ہوئے قضا کی نیت کرے یا ادا کی؟

اگر احصار کے دم کے ذریعے فرض حج کے احرام سے حلال ہوا ہو تو چاہے اسی سال حج کا موقع ملے یا آئندہ سالوں میں، اس کے لئے قضا کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں، اور اگر نفلی حج ہو تو اسی سال موقع ملنے کی صورت میں ادا کی نیت کرے اور آئندہ

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في بعث الهدي صـ458 - 464.

(2) حوالہ بالا۔

(3) حوالہ بالا۔

سالوں میں قضا کی نیت کرے۔[1]

حرم میں قربانی پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

اگر محصر کے پاس اتنے پیسے نہیں جس سے جانور خریدا جاسکے توامام ابو حنیفہ و محمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک کہ حرم میں قربانی نہ کرائے یا مکہ مکرمہ جا کر عمرہ نہ کرے۔ لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے لئے اس کی گنجائش ہے کہ غلہ کے اعتبار سے جانور کی قیمت لگا کر ہر پونے دو کلو گندم کے بدلے میں ایک روزہ رکھے اور حلال ہو جائے۔

چونکہ اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کے مذہب پر عمل کرنے میں دشواری ہے اس لئے محققین نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش دی ہے۔[2]

❀❀❀

---

[1] حوالہ بالا۔

[2] "إرشادالساري": فصل في بعث الهدي صـ 458 – 467، ونصه: روي عن أبي يوسف في المحصر أنه لم يجد هديا قوم الهدي طعام فيتصدق به على كل مسكين نصف صاع وإن لم يكن عنده طعام صام لكل نصف صاع يوما فتحلل به، قال في "الأمالي" وهذا أحب إلي يعني لأن فيه مخلصا عما فيه الحرج العظيم، و كذا في "إمدادالأحكام"للشيخ ظفر أحمد العثماني: كتاب الحج ـ فصل في الإحرام وما هو محظور فيه أو مباح 177/2.

جنایات کا بیان

جنایت کا مطلب:

احکام حج کی خلاف ورزی کو جنایت کہا جاتا ہے۔
جنایات کی جزاؤں میں استعمال شدہ الفاظ کی وضاحت

1۔(دَمْ)
2۔(بَدَنَة)
3- (صَدَقَة)
4۔(روزے)

دَمْ:

یہ لفظ جہاں بولا جاتا ہے تو اس سے مراد ایک بکری یا ایک بھیڑ یا گائے اور اُونٹ کا ساتواں حصہ ہوتا ہے اور اُس میں ان تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جو قربانی کے جانور کے لئے ضروری ہیں۔[1]

بَدَنَة:

اس سے مراد پوری گائے یا پورا اونٹ ہوتا ہے، یہ جزا صرف دو جنایتوں میں لازم ہوتی ہے:

1) حالتِ جنابت یا حیض ونفاس میں طوافِ زیارت کیا جائے۔

---

[1] "إرشاد الساري": باب الجنايات صـ330.

2) وقوفِ عرفہ کے بعد حلق یا قصر اور طوافِ زیارت سے پہلے ہمبستری کی جائے۔[1]

صَدقة:

اس لفظ کے ساتھ اگر خاص مقدار لکھی ہوئی نہ ہو تو اس سے صدقۃ الفطر کی مقدار مراد ہوتی ہے یعنی پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت جو کہ ایک مسکین کو دی جاسکتی ہے، ایک سے زیادہ کو دینا درست نہیں اور جہاں اس کے ساتھ کوئی مقدار بھی لکھی ہو وہاں وہی مقدار واجب ہو گی مثلاً جہاں لکھا ہوا ہو کہ چھ مسکینوں کو صدقہ دے تو مطلب یہ ہو گا کہ ہر مسکین کو ایک صدقۃ الفطر کی مقدار دے، اگر ایک مسکین کو دو یا زیادہ مسکینوں کا صدقہ دے دیا تو وہ ایک ہی شمار ہو گا۔

کبھی کبھار جب یہ کہا جاتا ہے کہ کچھ صدقہ کر دے تو اس کا مطلب مٹھی بھر غلہ یا اس کی قیمت یا ایک روٹی یا اس کی قیمت دینا ہے۔[2]

یادر ہے کہ:

اگر کسی پر صدقۂ فطر کی مقدار واجب ہو گئی تو سعودی عرب میں ادائیگی وہاں کے صدقہ فطر کی مقدار کے مطابق کی جائے، البتہ اگر کوئی اپنے ملک واپس آجائے اور ابھی ادائیگی نہ کی ہو تو اپنے ملک کے صدقۂ فطر کے مطابق ادائیگی کرے۔

روزے:

جنایات کی بعض صورتوں میں ایک یا تین یا دس روزے بھی واجب ہو جاتے ہیں جن کی تفصیل انشاءاللہ آگے آئے گی۔

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "غنية الناسك": باب الجنايات صـ240.

جنایات سے متعلق چند اصولی باتیں:

- نابالغ کی جنایت پر جزا واجب نہیں۔[1]
- جنایات کی جزاء کا فوراً ادا کرنا واجب نہیں، مرنے سے پہلے ادا کرنا واجب ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ جلد ادا کر دے، اگر خود نہ کر سکے اور مر گیا تو گنہگار ہو گا اور اس پر وصیت کرنا واجب ہے، بغیر وصیت کے مر گیا تو ترکہ میں سے ورثاء پر دینا واجب نہیں۔[2]
- جس جگہ بار بار خلاف ورزی کی وجہ سے صدقہ کرنے کا حکم ہو اور ان کی مجموعی قیمت ایک دم کی قیمت کے برابر بنتی ہو تو ایسی صورت میں اختیار ہے چاہے ایک دم دے دے اور چاہے تو ان صدقات میں سے تھوڑا سا کم کر کے دے دے۔ مثلاً حج کے دوسرے دن کی رمی میں اکیس (21) کنکریوں میں سے سات (7) کنکریاں نہیں ماریں تو ہر ایک کنکری کے بدلے ایک صدقے کا حکم ہے اور بالفرض ان کی مجموعی قیمت ایک دم کے برابر بنتی ہے تو ایسا شخص ایک دم بھی دے سکتا ہے اور ان صدقات میں سے ایک آدھ صدقہ کم کر کے بھی دے سکتا ہے۔[3]
- واجباتِ حج اگر ایسے عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں جو براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو جزا واجب نہیں اور اگر ایسے عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں جو بندوں کی طرف سے ہو یا بغیر عذر کے چھوٹ جائیں تو جزا واجب ہو گی۔[4]
- دم حدودِ حرم کے اندر ذبح کرنا ضروری ہے، حرم سے باہر ذبح کرنا کافی نہیں، البتہ

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) حوالہ بالا۔

(3) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ المطلب الثامن في ترك الواجب إلخ صـ279.

(4) "غنية الناسك": باب الجنايات صـ239.

صدقہ حرم میں دینا ضروری نہیں اپنے ملک میں آکر بھی دے سکتا ہے لیکن وہاں کے فقراء کو دینا افضل ہے۔[1]

- دم کا گوشت غریبوں پر صدقہ کرنا لازم ہے، اس سے خود کھانا یا مالداروں کو کھلانا جائز نہیں۔[2]
- احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی کرنا خواہ عذر سے ہو یا بلا عذر بہر حال اس سے جزا واجب ہوتی ہے، البتہ عذر کی وجہ سے خلاف ورزی کرنے اور بلا عذر کرنے میں دو اعتبار سے فرق ہے۔
  - **الف:** عذر کی وجہ سے خلاف ورزی کرنے کی صورت میں گناہ نہیں ہوتا صرف جزا لازم ہوتی ہے اور بلا عذر کرنے میں گناہ بھی ہوتا ہے اور جزا بھی لازم آتی ہے۔[3]
  - **ب:** بلا عذر خلاف ورزی کی صورت میں جو جزاء مقرر کی گئی ہے وہی واجب ہوتی ہے، اور عذر سے جو خلاف ورزی کسی کی جائے تو اس میں نسبتاً نرمی ہوتی ہے۔ مثلاً اگر بیماری وغیرہ کے عذر سے سر یا چہرے کو کپڑے سے اتنی دیر چھپایا جس سے دم واجب ہو تو اختیار ہے کہ دم دے یا تین (3) روزے رکھے یا چھ (6) مسکینوں کو صدقۃ الفطر کے بقدر صدقہ دے، اور اگر اتنی دیر لگا رہا جس سے صدقہ واجب ہو تو دو چیزوں کا اختیار ہے چاہے تو صدقۃ الفطر کے بقدر صدقہ ادا کرے یا ایک روزہ رکھے۔[4]

---

(1) "إرشاد الساري": باب الجنايات صـ432.

(2) "إرشاد الساري": باب الجنايات صـ432.

(3) "غنية الناسك": باب الجنايات صـ238،239.

(4) "غنية الناسك": باب الجنايات صـ238، 239.

- جزا کے روزوں کو پے در پے رکھنا شرط نہیں، البتہ پے در پے رکھنا افضل ہے، حرم میں یا احرام کی حالت میں رکھنا بھی شرط نہیں۔[1]
- جنایاتِ احرام میں سے کسی جنایت کا ارتکاب کرنے سے حج قران کرنے والے پر دو جزائیں واجب ہوتی ہیں خواہ دم واجب ہو یا صدقہ کیونکہ اس کے دو احرام ہوتے ہیں، ایک حج کا دوسرا عمرے کا، البتہ اگر قران والا میقات سے بلا احرام گزر جائے تو ایک ہی دم واجب ہوگا، نیز واجباتِ حج یا عمرہ میں قارن سے جو خلاف ورزی ہوگی اس پر ایک ہی جزا واجب ہوگی۔[2]

یاد رہے کہ:

وہ دم جس میں کسی دوسری چیز کا اختیار نہ دیا گیا ہو اس کے بدلے میں اس چیز کی قیمت دینا جائز نہیں بلکہ حرم میں جانور کی قربانی ضروری ہے[3]، البتہ اگر غربت کی وجہ سے دم پر کوئی قادر نہ ہو تو بعض محققین کے نزدیک معذور کی طرح اس کے لئے بھی روزے رکھنا کافی ہے۔[4]

عذر کا مطلب:

اس جگہ عذر سے مراد سخت بخار، شدید سردی یا گرمی، زخم، دردِ سر، جوئیں اور ہر وہ بیماری ہے جس میں مشقت اور تکلیف زیادہ ہو، مرض کا ہمیشہ رہنا یا ہلاکت تک پہنچنے کا خطرہ ہونا شرط نہیں۔ لہٰذا خطا، بھول چوک، بے ہوشی، نیند، زبردستی اور کفارہ سے

---

(1) "إرشاد الساري": فصل: وما ذكرنا من لزوم الدم والصدقة عينا صـ370.

(2) "الدر المختار": كتاب الحج ـ باب الجنايات 669/3.

(3) حوالہ بالا۔

(4) "إمداد الأحكام": كتاب الحج ـ فصل في الإحرام إلخ، عنوان: **محظورات احرام کا ارتکاب بلا عذر کردے اور دم اور صدقہ ادا کرنے سے عاجز ہو تو روزے رکھنا کافی ہے یا نہیں؟** 177/2.

عاجز ہونا ایسا عذر نہیں جس کی وجہ سے تین باتوں میں اختیار مل جائے بلکہ اس کی جزا میں وہی چیز دینی پڑے گی جو اس کے ذمہ واجب ہوئی ہے۔[1]

❀❀❀

[1] "إرشاد الساري": فصل: وما ذكرنا من لزوم الدم والصدقة عينا صـ368.

جنایات کی قسمیں

جنایاتِ حج کی تین قسمیں ہیں:

1) جنایاتِ احرام

2) جنایات واجبات حج وعمرہ

3) جنایاتِ حرم[1]

جنایاتِ احرام کا اجمالی خاکہ:

☼ سلے ہوئے کپڑے یا بوٹ وغیرہ استعمال کرنا۔

☼ خوشبو لگانا۔

☼ سر یا چہرہ ڈھانپنا۔

☼ ناخن کاٹنا۔

☼ بال کاٹنا۔

☼ جوئیں مارنا۔

☼ ہمبستری کرنا۔

☼ خشکی کا شکار کرنا۔[2]

احرام کی وہ جنایات جن میں عذر کی وجہ سے جزاء میں اختیار ملتا ہے:

اوپر جنایاتِ احرام سے متعلق عذر اور غیر عذر کا جو فرق مذکور ہے، یہ صرف پہلی

(1) "البحر": كتاب الحج ـ باب الجنايات 3/3

(2) "غنية الناسك": باب الجنايات صـ238.

پانچ (5) قسموں کے سے متعلق ہے (سلا ہوا کپڑا یا بوٹ پہننا، خوشبو لگانا، سر یا چہرہ ڈھانپنا، ناخن کاٹنا، بال کاٹنا)، ان کے علاوہ باقی جنایتیں اگر عذر سے بھی ہوں تو یہ اختیار نہیں ملتا بلکہ جو جزا وہاں لکھی ہوئی ہے، وہی ادا کرنی واجب ہے۔[1]

[1] "إرشاد الساري": فصل: وما ذكرنا من لزوم الدم والصدقة عينا صـ368.

جنایاتِ احرام کی تفصیل

سلا ہوا کپڑا یا بوٹ وغیرہ پہننا:

سلے ہوئے کپڑے سے مراد ہر وہ کپڑا ہے جو بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو جیسے قمیص، شلوار، بنیان، کوٹ، موزہ، دستانے وغیرہ۔[1]

حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننے کا حکم:

مرد نے حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا پورے دن یا پوری رات یا ایک دن ایک رات سے زیادہ پہنے رکھا چاہے پہن کر احرام باندھا ہو یا احرام باندھ کر پہنا ہو تو اس پر دم واجب ہو گا، اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم پہنا ہو تو صدقۂ فطر کے بقدر صدقہ لازم ہے۔[2]

ایک دن یا ایک رات کپڑا پہننے کی مقدار کا مطلب:

ایک دن اور ایک رات سے مراد ایک دن یا ایک رات کی مقدار ہے یعنی 12 گھنٹے، لہٰذا اگر کسی نے آدھے دن سے آدھی رات تک یا آدھی رات سے آدھے دن تک پہنا تب بھی دم واجب ہو گا۔[3]

اتارا ہوا کپڑا دوبارہ پہننے سے دوسرا دم واجب ہو گا یا نہیں؟

اگر کسی نے رات کو کپڑا اس نیت سے اتارا کہ صبح کو پھر پہن لوں گا اور اس طرح

---

(1) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل الثاني : في لبس المخيط صـ250، 251.

(2) "إرشاد الساري": باب الجنايات صـ332 - 335.

(3) "غنية الناسك": باب الجنايات الفصل الثاني في لبس المخيط صـ251.

رات کو اتار تا رہا اور صبح کو پہنتا رہا تو ایک ہی دم واجب ہو گا جب تک کہ اس نیت سے نہ اتارے کہ اب نہیں پہنوں گا، اور اگر اس نیت سے اتارا کہ پھر نہیں پہنوں گا اور اس کے بعد پہن لیا تو دوسرا کفارہ واجب ہو گا پہلا کفارہ دیا ہو یا نہ دیا ہو۔[1]

ایک دم دینے کے بعد کپڑا پہنا رہے تو دوسرا دم واجب ہو گا یا نہیں؟

پورے دن یا پوری رات کپڑا پہن کر دم دے دیا اور کپڑا اتارا نہیں بلکہ پہنے رکھا تو دوسرا دم دینا ہو گا۔[2]

سلا ہوا کپڑا پہننے سے دم کس صورت میں واجب ہوتا ہے؟

اگر کرتہ یا سلے ہوئے کپڑوں کو اَن سلے ہوئے کپڑوں کی طرح لپیٹ لیا یعنی سلا ہوا کپڑا پہننے کا جو طریقہ ہے اس کے خلاف پہنا تو کچھ واجب نہ ہو گا۔[3]

کئی کپڑے پہننے کی جزا:

اگر کسی نے کئی کپڑے مثلاً کرتہ، پائجامہ اور ٹوپی پہن لئے تو اگر ایک ہی سبب سے سب کو پہنا ہے یعنی سب کو عذر کی وجہ سے پہنا یا سب کو بلا عذر پہنا تو ایک ہی جزا لازم ہو گی۔ خواہ ایک ہی مجلس میں پہنے یا کئی مجلسوں میں اور اگر کوئی کپڑا عذر سے اور کوئی بلا عذر پہنا تو جزا مکرر ہو گی۔[4]

ایسی جوتی پہننا جو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کو چھپالے:

مردوں کے لئے موزے اور ایسا جوتا جو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کو چھپالے جیسے

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "غنية الناسك": باب الجنايات الفصل الثاني: في لبس المخيط صـ251، 252.

(3) "الدر المختار": كتاب الحج ـ باب الجنايات 656/3.

(4) "إرشاد الساري": باب الجنايات صـ335.

انگریزی بوٹ وغیرہ ان کو احرام کی حالت میں استعمال کرنا جائز نہیں، اگر ایسا جوتا ایک دن یا ایک رات پہنا رہے تو دم واجب ہوگا اور اگر اس سے کم وقت پہنا تو صدقہ الفطر کے برابر صدقہ واجب ہے۔[1]

سر یا چہرہ ڈھانپنا:

چوتھائی سر یا چہرہ کم از کم ایک دن یا ایک رات چھپانا:

اگر مرد نے سر یا چہرہ کا کم از کم چوتھائی حصہ اور عورت نے چہرے کا کم از کم چوتھائی حصہ ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ دیر تک ڈھانپے رکھا تو ایک دم دینا واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ ہے، اور عذر یا عدم عذر کی صورت میں وہی تفصیل ہے جو پیچھے گزر گئی۔[2]

کفارہ دینے کے بعد چہرہ یا سر کو بدستور ڈھانپے رکھنا:

اگر چہرہ یا سر دن بھر ڈھانپے رکھا اور اس کے کفارے میں ایک دم دے دیا، مگر پھر بھی چہرے یا سر کو بدستور ڈھانپے رکھا تو دوسرا دم دینا پڑے گا ورنہ ایک ہی دم کافی ہو جائے گا۔[3]

کپڑے سے ناک چھپانا:

احرام کی حالت میں کان اور گردن چھپانا جائز ہے اور ناک پر صرف ہاتھ رکھنا جائز ہے اور کپڑا رکھنا مکروہِ تحریمی ہے۔[4]

---

(1) "إرشاد الساري": باب الجنايات صـ345.

(2) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل الثالث في تغطية الرأس والوجه صـ254.

(3) "إرشاد الساري": باب الجنايات صـ334.

(4) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل الثالث في تغطية الرأس والوجه صـ254، ونصه: ولابأس أن=

خوشبو استعمال کرنا:

خوشبو سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی بو سے لذت حاصل کی جاتی ہو اور سمجھدار لوگ اسے خوشبو کے طور پر استعمال کرتے ہوں[1]۔

بدن پر خوشبو کا استعمال

کن خوشبوؤں کے استعمال سے صدقہ واجب ہو گا اور کن سے دم؟

جن چیزوں کا استعمال صرف خوشبو کے طور پر ہوتا ہے جیسے مشک، کافور، عنبر وغیرہ ان کے استعمال سے بہر صورت کفارہ واجب ہو گا یہاں تک کہ اگر کسی محرم نے ان کو بطور دوا آنکھ وغیرہ میں استعمال کیا تو اس پر بھی کفارہ واجب ہو گا اور جو چیزیں ایسی ہوں جن کا استعمال بطور دوا بھی ہوتا ہے اور بطور خوشبو بھی جیسے ناریل اور زیتون کا تیل وغیرہ تو ان میں استعمال کا اعتبار ہے، اگر انہیں بطور خوشبو استعمال کیا گیا تو خوشبو کے حکم میں ہو گا اور اگر دوا کے طور پر استعمال کیا گیا تو خوشبو کے حکم میں نہیں ہو گا۔[2]

بڑے یا چھوٹے عضو پر خوشبو لگانے کا حکم:

اگر کسی بڑے عضو مثلاً سر یا ہتھیلی یا ران یا پنڈلی کے تمام حصے کو خوشبو لگائی تو دم لازم ہے اگرچہ فوراً ہی اُس کو دھو ڈالا ہو، اور اگر کسی چھوٹے عضو جیسے ناک، کان، آنکھ، مونچھ، انگلی کو خوشبو لگائی یا بڑے عضو کے کسی حصہ کو خوشبو لگائی پورے عضو کو

يُغطّيَ أذنيه وقفاه ومن لحيته ما هو أسفل من الذقن بخلاف فيه وعارضه وذقنه، ولا بأس أن يضع يده على أنفه بلاثوب.... والظاهر أنه لوكان الوضعُ بالثوب ففيه الكراهةُ التحريميةُ فقط؛ لأن الأنفَ لا يبلغ رُبعَ الوجه.

(1) "الهندية ": الباب الثامن: في الجنايات 240/1.

(2) حوالہ بالا۔

نہیں تو اس پر صدقۃ الفطر کے بقدر صدقہ واجب ہے اور حالتِ عذر و غیر عذر میں وہی تفصیل ہے جو پیچھے اصولی باتوں میں مذکور ہے۔[1]

بڑے اور چھوٹے عضو پر خوشبو لگانے میں فرق کس طرح جائے گا؟

بڑے اور چھوٹے عضو پر خوشبو لگانے میں فرق تب کیا جائے گا جب کہ خوشبو تھوڑی مقدار میں ہو، اگر خوشبو زیادہ ہو تو پھر چھوٹے بڑے عضو کا کوئی فرق نہیں، ہر حال میں دم لازم ہو گا اور حالتِ عذر میں سابقہ اصول کے مطابق عمل کیا جائے گا۔[2]

خوشبو کم یا زیادہ ہونے کا معیار:

خوشبو زیادہ اور کم ہونے کا معیار یہ ہے کہ جس کو عام لوگ زیادہ سمجھیں وہ زیادہ کہلائے گی اور جس کو کم سمجھیں وہ کم ہو گی اور اگر عام لوگوں کے نزدیک کمی زیادتی کا کوئی اندازہ نہ ہو تو جس نے خوشبو لگائی ہے اس کے خیال میں جو زیادہ معلوم ہو اس پر زیادہ کا اور جو کم معلوم ہو اس پر کم کا حکم لگایا جائے گا۔[3]

چند اعضا کو تھوڑی تھوڑی خوشبو لگانا:

اگر چند اعضا کو تھوڑی تھوڑی خوشبو لگائی تو جتنی جگہوں پر لگی ہوئی ہے اگر وہ سب مل کر ایک بڑے عضو کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جائے تو دم لازم ہو گا ورنہ صدقہ۔[4]

حجرِ اسود پر لگی ہوئی خوشبو ہاتھ یا منہ پر لگ جانے کا حکم:

حجرِ اسود پر لگی ہوئی خوشبو محرم کے ہاتھ یا منہ کو لگ جائے تو زیادہ خوشبو لگنے کی

---

(1) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ مطلب في تطييب البدن ص243، 244.

(2) "الدر" مع "الرد": باب الجنايات 653/3.

(3) "الهندية": الباب الثامن في الجنايات 240/1.

(4) "حاشية ابن عابدين": باب الجنايات 654/3.

صورت میں دم اور تھوڑی سی لگنے کی صورت میں صدقہ لازم ہوگا، اس لئے حالتِ احرام میں طواف کرتے ہوئے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔[1]

حالتِ احرام میں سر پر مہندی لگانا:

مہندی بھی ایک خوشبو ہے لہٰذا سر کو حالتِ احرام میں مہندی لگانا ممنوع ہے، اگر پورے سر یا کم از کم اس کے چوتھائی حصہ کو مہندی لگائی تو ایک دم واجب ہوگا، یہ حکم عورتوں کے لئے ہے، اگر کسی مرد نے اس طرح مہندی لگائی تو اگر مہندی پتلی ہو تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر گاڑھی ہو تو دو دم واجب ہوں گے، ایک خوشبو لگانے کا اور دوسرا سر ڈھانکنے کا۔ یہ تفصیل اس وقت ہے جب پورا دن یا پوری رات مہندی لگائی ہو لیکن اگر ایک دن یا ایک رات سے کم لگائی ہو تو خوشبو لگانے کی وجہ سے دم واجب ہوگا جبکہ سر ڈھانکنے کی وجہ سے صدقہ واجب ہوگا۔[2]

ہتھیلی یا داڑھی پر خوشبو لگانے کا حکم:

پوری ہتھیلی یا پوری داڑھی پر مہندی لگانے سے بھی دم واجب ہوگا کیونکہ یہ دونوں مکمل عضو ہیں، البتہ اگر پوری ہتھیلی یا پوری داڑھی کو نہیں لگائی تو صدقہ واجب ہوگا اگرچہ اکثر کو لگائی ہو۔[3]

خوشبودار سرمہ لگانا:

خوشبودار سرمہ اگر ایک دو بار لگایا تو صدقہ لازم ہے اور اگر دو بار سے زیادہ لگایا تو دم واجب ہوگا۔[4]

---

(1) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل الأول في الطيب صـ243.

(2) "إرشاد الساري": باب الجنايات صـ357.

(3) "إرشاد الساري": باب الجنايات ـ فصل في الحناء صـ358.

(4) "إرشاد الساري": باب الجنايات ـ فصل في الكحل المطيب صـ347.

خوشبودار صابن استعمال کرنا:

خوشبودار صابن استعمال کرنے والا اگر اس کو صابن سمجھ کر استعمال کر رہا ہے تو اس پر صدقہ واجب ہے اور اگر خوشبو سمجھ کر استعمال کر رہا ہے تو اس پر دم لازم ہے۔(1)

پھولوں کا ہار پہننا:

حالتِ احرام میں گلے میں خوشبودار پھولوں کا ہار ڈالنا مکروہ ہے، اسی طرح خوشبودار پھل یا پھول قصداً سونگھنا بھی مکروہ ہے، البتہ اس سے کوئی جزا لازم نہیں آتی۔(2)

وکس، اور ڈیپ ہیٹ استعمال کرنا:

ویکس اور ڈیپ ہیٹ دونوں دواؤں میں چونکہ کافور 52 فیصد استعمال ہوتا ہے اس لئے حالتِ احرام میں ان کا استعمال جائز نہیں، اگر کسی نے ایک بڑے عضو کو لگایا، یا بار بار لگایا تو دم واجب ہوگا اور اگر چھوٹے عضو یا بڑے عضو کے کچھ حصہ کو لگایا تو صدقہ واجب ہوگا۔(3)

کپڑوں میں خوشبو کا استعمال

عام کپڑوں پر خوشبو لگانا:

اگر کپڑوں کو زیادہ خوشبو لگائی یا کم لگائی لیکن اس جگہ کی لمبائی چوڑائی کم از کم ایک بالشت کے برابر تھی اور ان کپڑوں کو ایک دن یا رات کے بقدر پہنے رہا تو اس پر دم لازم

---

(1) "الهندية": الباب الثامن في الجنايات 241/1.

(2) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل الأول في الطيب ص345.

(3) "فتاوى دار العلوم زكريا" معزيا إلى فتاوى الهندية، و"إرشاد الساري": كتاب الحج ـ باب الجنايات 439/3، و"فتاوى رحيمية ": كتاب الحج ـ باب الجنايات 104/8.

ہے اور اگراس جگہ کی لمبائی چوڑائی ایک بالشت سے کم تھی تو صدقہ واجب ہے اگرچہ سارادن یاساری رات پہنے رہاہو اور حالتِ عذر وغیرِ عذر میں وہی تفصیل ہے جو اصولی باتوں میں بیان ہوئی ہے۔[1]

خوشبودار بچھونے کااستعمال:

جس بچھونے پر خوشبو لگی ہوئی ہو اس کا استعمال بھی محرم کے لئے جائز نہیں اور بصورتِ استعمال اس کی جزا میں وہی تفصیل ہے جو خوشبودار کپڑا پہننے سے متعلق اوپر والے مسئلے میں مذکور ہے۔[2]

خوشبودار بدن یا کپڑا دھونے کا طریقہ:

اگر بدن یا کپڑوں پر خوشبو لگ جائے تو اس کو کسی غیر مُحرم سے دھلوائے، اور خود دھونے کی صورت میں اس پر پانی بہادے لیکن ہاتھ نہ لگائے تاکہ دھوتے ہوئے خوشبو کا مزید استعمال نہ ہو۔[3]

خوشبودار چیز کھانا:

کھانے کی چیز میں خوشبو ملا کر پکانا:

اگر کوئی خوشبو مثلاً مشک، عنبر یا زعفران وغیرہ کھانے کی چیز میں ملا کر پکائی گئی ہو تو اس کے کھانے سے محرم پر کچھ لازم نہیں آتا اگرچہ خوراک سے خوشبو آرہی ہو یا اس کی مقدار کھانے کی مقدار سے زیادہ ہو۔[4]

---

(1) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل الأول في الطيب صـ345.

(2) "الهندية ": الباب الثامن في الجنايات 240/1.

(3) "إرشاد الساري": فصل: لايشترط بقاء الطيب صـ254.

(4) "غنية الناسك": فصل الجنايات ـ مطلب في أكل الطيب وشربه صـ246.

کھانے کی چیز میں خوشبو ملائی جائے لیکن پکائی نہ جائے:

اگر کھانے کی چیز مثلاً چٹنی، اچار وغیرہ میں خوشبودار چیزیں صرف ملائی جائیں پکائی نہ جائیں، تو اگر خوشبو کی مقدار اس چٹنی وغیرہ کے باقی اجزا سے زیادہ ہو تو دم واجب ہوگا جبکہ زیادہ مقدار میں کھائے اور اگر تھوڑی مقدار میں کھائے تو صدقہ واجب ہوگا۔

اور اگر وہ کھانے کی چیز یعنی اچار، چٹنی وغیرہ کی مقدار خوشبو سے زیادہ ہے تو کچھ لازم نہیں ہوگا اگرچہ زیادہ مقدار میں کھائے۔[1]

خوشبودار چیز چبانا:

اگر کسی نے خالص خوشبو مثلاً زعفران چبائی اور وہ منہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم واجب ہے اور اگر منہ کے اکثر حصہ میں نہیں لگی تو صدقہ لازم ہوگا۔[2]

منجن، ٹوتھ پیسٹ پان یا الائچی استعمال کرنا:

منجن اور ٹوتھ پیسٹ میں اگر خوشبو کم ہو تو ان کا استعمال حالتِ احرام میں مکروہ ہوگا لیکن اگر خوشبو غالب ہو تو دم واجب ہوگا، بہتر یہ ہے کہ حالتِ احرام میں مسواک استعمال کرے، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ استعمال نہ کرے۔یہی حکم پان میں خوشبودار تمباکو، الائچی، لونگ وغیرہ ڈال کر حالتِ احرام میں استعمال کرنے کا بھی ہے۔[3]

---

(1) "الفتح": كتاب الحج ـ باب الجنايات 25/3.

(2) "البحر": كتاب الحج ـ باب الجنايات 5/3.

(3) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ مطلب في أكل الطيب وشربه صـ246، 247، ونصه: و إن لم يطبخ بل خلطه بما خلطه بما يؤكل بلا طبخ، فإن كانت رائحته موجودة كره ولاشيء عليه إذا كان مغلوبا فإنه كالمستهلك.

خوشبودار چیز پینا

خوشبو ملی ہوئی شربت پینا:

پینے کی چیز میں اگر خوشبو ملی ہوئی ہو مثلا چائے، قہوہ وغیرہ میں زعفران، لونگ یا الائچی ڈالی گئی ہو یا شربت میں عرقِ گلاب ملایا گیا ہو تو اگر خوشبو غالب ہو اور زیادہ پی لیا تو دم واجب ہے اور کم پینے کی صورت میں صدقہ واجب ہوگا۔ اور اگر خوشبو کم ہو تو صدقہ واجب ہوگا لیکن اگر ایک ہی مجلس میں کئی بار پئے تو دم واجب ہوگا۔ اور دو مجلسوں میں ایک ایک بار پئے تو دو صدقے واجب ہوں گے۔[1]

سوڈا واٹر یا پیپسی وغیرہ پینا:

سوڈا واٹر یا پیپسی وغیرہ احرام کی حالت میں پینا جائز ہے۔[2]

خوشبودار چیز کے کھانے اور پینے میں فرق:

خوشبودار چیز کے کھانے اور پینے میں فرق یہ ہے کہ کھانے کی چیز میں اگر خوشبو ملا کر پکائی گئی ہو تو کسی حالت میں بھی کوئی جزا لازم نہیں ہوتی اور اگر نہ پکائی گئی ہو تو جزا لازم آتی ہے لیکن پینے کی چیز میں خوشبو ملا کر پکائی گئی ہو یا نہ پکائی گئی ہو بہر حال جزا لازم ہو گی۔[3]

بال کاٹنا:

کم از کم چوتھائی سر کے بال کاٹنا:

چوتھائی سر یا اس سے زیادہ کے بال کاٹنے سے دم لازم ہے خواہ قصداً ہو یا بھول کر

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "إرشاد الساري": قبيل فصل في مباحاته صـ137.

(3) حوالہ بالا۔

اور اگر چوتھائی سے کم ہو تو صدقہ واجب ہے۔[1]

مونچھیں کاٹنا:

مونچھیں مونڈنے یا کترنے سے صرف صدقہ واجب ہوتا ہے۔[2]

کسی عضو کے مختلف جگہوں سے بال کاٹنا:

اگر کسی عضو کے مختلف حصوں کے بال کاٹے جائیں جن کا مجموعہ اس عضو کا چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ بنتا ہو تو دم واجب ہو گا۔

بغل، گردن یا زیرِ ناف بال کاٹنا:

اگر ایک پوری بغل یا زیرِ ناف کے پورے بال صاف کئے یا پوری گردن کے بال صاف کروائے تو دم لازم ہے اور اس سے کم میں صدقہ ہے۔

سینہ، ران اور پنڈلی کے بال کاٹنا:

جن اعضا کے بال عموماً کاٹے نہیں جاتے جیسے سینہ یا ران یا پنڈلی یا بازو ان میں سے کسی عضو کے سارے بال مونڈے یا اکھاڑے تو صرف صدقہ واجب ہے۔

بالوں کا خود گر جانا:

اگر محرم کے بال از خود یا کسی بیماری کی وجہ سے گریں تو اس پر کچھ بھی نہیں، اور اگر اس کے کسی عمل سے گریں اور اس کا وہ عمل ایسا ہو جس کا اس کو حکم نہ دیا گیا ہو تو تین سے کم بالوں میں ہر بال کے بدلے مٹھی بھر صدقہ دے اور تین اور اس سے زیادہ میں صدقۂ فطر کے بقدر صدقہ دے اور اگر اس عمل کا اس کو حکم دیا گیا ہو جیسے فرض غسل، وضو وغیرہ تو تین بالوں میں بھی مٹھی بھر گندم دے دینا کافی ہے اور اس سے

---

[1] "غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل الرابع في الحلق وإزالة الشعر صـ255 - 257.

[2] حوالہ بالا۔

زیادہ میں پورا صدقہ دے۔

حالتِ احرام میں بال مونڈنا یا مونڈوانا:

ایک محرم دوسرے محرم کا چوتھائی یا اس سے زیادہ سر مونڈے تو مونڈنے والے پر صدقہ واجب ہے اور منڈوانے والے پر دم۔[1]

محرم کا حالتِ احرام میں کسی حلال شخص کے بال مونڈنا:

محرم نے اگر حلال شخص کا سر مونڈ دیا تو حلال پر کچھ نہیں اور محرم پر ایک مٹھی کے بقدر گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگا۔[2]

یاد رہے کہ:

سر مونڈنے والے محرم کے حکم میں یہ تفصیل اس وقت ہے جبکہ اس کے ذمے حلق کے علاوہ اور بھی افعالِ حج یا عمرہ باقی ہوں لیکن اگر وہ باقی سب کاموں سے فارغ ہو چکا ہو تو اس کے لئے دوسرے کے بال مونڈنے میں کوئی حرج نہیں۔[3]

حلال شخص نے محرم کے بال وقت سے پہلے مونڈ دیئے:

اگر حلال نے محرم کا سر وقت سے پہلے مونڈ دیا تو محرم پر دم اور حلال پر پورا صدقہ ہوگا۔[4]

---

(1) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل الرابع: في الحلق وإزالة الشعر صـ256،257.

(2) "إرشاد الساري": فصل في حلق المحرم رأس غيره وحلق الحلال رأسه صـ364، 365، و"غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل الرابع: في الحلق وإزالة الشعر صـ258.

(3) حوالہ بالا۔

(4) "غنية الناسك": باب الجنايات الفصل الرابع: في الحلق وإزالة الشعر صـ258، 259.

یاد رہے کہ:

گزشتہ مسائل میں بالوں کو استرہ یا مشین سے کاٹنا یا پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنا سب کا ایک ہی حکم ہے۔[1]

ناخن کاٹنا:

ایک ہی مجلس یا کئی مجالس میں کم از کم پانچ ناخن کاٹنا:

اگر ایک ہی مجلس میں دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں کے سارے ناخن کاٹے یا صرف ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے تمام ناخن کاٹے تو دم لازم ہو گا[2] اور اگر ایک مجلس میں ایک ہاتھ کے اور دوسری مجلس میں دوسرے ہاتھ کے ناخن کاٹے تو دو (2) دم واجب ہوں گے، اسی طرح اگر تیسری مجلس میں ایک پاؤں اور چوتھی میں دوسرے پاؤں کے ناخن کاٹے تو چار (4) دم لازم ہوں گے کیونکہ ہر عضو جدا جدا ہے۔[3]

کسی ایک عضو کے پانچ سے کم ناخن کاٹنا:

اگر کسی نے پانچ ناخن سے کم کاٹے یا پانچ ناخن متفرق اعضاء میں سے کاٹے یا سولہ ناخن متفرق چار چار دونوں ہاتھوں، پاؤں کے کاٹے تو ہر ناخن کے بدلے صدقۃ الفطر کے بقدر ایک صدقہ دینا ہو گا، لہٰذا سولہ ناخن کاٹنے کی صورت میں سولہ صدقات دینے ہوں گے۔[4]

---

(1) "غنية الناسك": باب الجنايات الفصل الرابع: في الحلق وإزالة الشعر صـ257.

(2) "الهندية": الباب الثمن في الجنايات ـ الفصل الثالث 244/1.

(3) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ فصل في ق الأظفار صـ259.

(4) حوالہ بالا۔

یادرہے کہ:

ٹوٹے ہوئے ناخن کو کاٹنے سے کچھ واجب نہیں ہوگا۔[1]

جنسی خواہش پوری کرنا:

شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانا یا بوسہ لینا:

کسی مرد یا عورت کا(خواہ بیوی ہو یا کوئی اور) شہوت کے ساتھ بوسہ لینے یا شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے سے دم واجب ہوتا ہے، انزال ہو یا نہ ہو۔[2]

وقوفِ عرفات سے پہلے جماع کرنا:

اگر وقوفِ عرفات سے پہلے جماع کر لیا بھول کر ہو یا قصداً انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو تو حج فاسد ہو گیا، آئندہ اس کی قضا لازم ہے اور دم یعنی بکری ذبح کرنا بھی واجب ہے، اگر میاں بیوی دونوں محرِم تھے تو دونوں پر ایک ایک دم واجب ہوگا اور حج کے فاسد ہونے کے سبب افعالِ حج کو چھوڑنا جائز نہیں بلکہ عام حجاج کی طرح ممنوعاتِ احرام سے بچنا اور تمام افعالِ حج پورے ادا کرنا واجب ہے، مگر اس سے اس کا حج ادا نہ ہوگا بلکہ اگلے سال قضا کرنا واجب ہوگا، چاہے فرض حج کو فاسد کیا ہو یا نفل، اگر فاسد شدہ حج فرض تھا تب تو قضا کا واجب ہونا ظاہر ہے اور اگر نفلی حج تھا تو وہ بھی چونکہ شروع کرنے سے واجب ہو گیا اس لئے اس کی قضا بھی ضروری ہے۔[3]

بال کاٹنے اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع کرنا:

اگر وقوفِ عرفہ کے بعد حلق یا قصر اور طوافِ زیارت دونوں سے پہلے جماع کر لیا

---

(1) "إرشاد الساري": باب الجنايات ـ فصل في قلع الأظفار صـ368.

(2) "غنية الناسك": باب الجنايات ـ الفصل السادس في الجماع ودواعيه صـ268.

(3) "غنيةالمناسك": باب الجنايات ـ الفصل السادس في الجماع ودواعيه صـ268 – 270.

تو حج فاسد نہیں ہوا مگر ایک گائے یا اُونٹ ذبح کرنا لازم ہوگا۔[1]

بال کاٹنے کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع کرنا:

اگر حلق یا قصر کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کرلیا تو اس صورت میں ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی اور حج فاسد نہ ہوگا، البتہ چونکہ بعض علماء کے نزدیک اس صورت میں بھی بدنہ واجب ہوتا ہے لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ ایک بڑا جانور ذبح کرے۔[2]

طوافِ زیارت کے بعد اور بال کاٹنے سے پہلے جماع کرنا:

اگر طوافِ زیارت کے بعد حلق یا قصر سے پہلے جماع کیا تو اس صورت میں بھی حج فاسد نہیں ہوا مگر یہاں بالاتفاق ایک بکری کی قربانی واجب ہے۔[3]

سعی سے پہلے جماع کرنا:

حلق یا قصر اور طوافِ زیارت کے بعد اور حج کی سعی سے پہلے جماع کرنے سے کچھ بھی لازم نہیں ہوتا کیونکہ حلق اور طواف زیارت سے فارغ ہونے کے بعد احرام کی ساری پابندیاں ختم ہوچکی ہیں۔[4]

احرام میں شکار کرنا:

خشکی کا جانور شکار کرنا یا زخمی کرنا:

احرام کی حالت میں خشکی کا شکار مارنا، زخمی کرنا، اس کے پاؤں توڑنا، پر کاٹنا، انڈا

---

(1) حوالہ بالا۔
(2) حوالہ بالا۔
(3) حوالہ بالا۔
(4) حوالہ بالا۔

توڑنا، دودھ نکالنااور شکار کرنے والے کے لئے شکار کی طرف ہاتھ یا سر سے اشارہ کرنا یا زبان سے بتلانا یہ سب منع ہیں اوران تمام صورتوں میں خلاف ورزی کرنے پر کفارہ واجب ہوگا لیکن کفارہ واجب ہونے میں کچھ تفصیل ہے جو بوقتِ ضرورت مستند علمائے کرام سے معلوم کی جاسکتی ہے۔(1)

دریائی جانور شکار کرنے کا حکم:

دریائی جانور مثلاً مچھلی وغیرہ کا شکار حالتِ احرام میں جائز ہے خواہ حدودِ حرم میں شکار کیا جائے یا باہر، اور دریائی جانور سے مراد ہر وہ جانور ہے جو پانی میں پیدا ہوتا ہو اگرچہ رہتا خشکی میں ہو مثلا مینڈک، کیکڑا، مگرمچھ، کچھوا وغیرہ۔(2)

خشکی کے غیر وحشی جانور ذبح کرنے کا حکم:

خشکی کے وہ جانور جو پیدائشی طور پر وحشی نہیں ہوتے مثلاً بکری، گائے، اُونٹ، بھینس، مرغی وغیرہ ان کو حالتِ احرام میں ذبح کرنااور کھانا ممنوع نہیں،البتہ کبوتر کا ذبح کرنا ہر حال میں ممنوع ہے خواہ پالتو کبوتر ہو یا جنگلی۔(3)

موذی جانور مارنے کا حکم:

کوے کی وہ قسم جو مردار کھاتا ہے اور چیل، بھیڑیا، کاٹنے والا کتا، بچھو، سانپ، گھریلوبلی، چیونٹی، پسو، مچھر، پروانہ، مکھی، چھپکلی، نیولااور تمام حشرات الارض اور زہریلے جانوروں کو حالتِ احرام یا حدودِ حرم میں مارنے سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی۔(4)

---

(1) "غنية الناسك": مطلب في قتل الصيد صـ280 - 284.

(2) "غنية الناسك": الفصل الثامن: في صيد البر وما يتعلق به صـ280، 281.

(3) حوالہ بالا۔

(4) حوالہ بالا۔

جنایات واجباتِ حج وعمرہ کی تفصیل

طواف کی جنایتیں

نجس بدن یا کپڑوں میں طواف کرنا:

ناپاک بدن یا کپڑوں میں طواف کرنے سے اگرچہ دم واجب نہیں ہوتا لیکن مکروہ ہے۔[1]

بے وضو ہونے کی حالت میں طوافِ زیارت کرنا:

اگر پورا یا اکثر طوافِ زیارت مثلاً ''چار چکر'' بے وضو کئے تو قربانی لازم ہوگی اور چار چکر سے کم طواف کیا ہو تو ہر پھیرے کے بدلے صدقۃ الفطر کے بقدر صدقہ کرنا لازم ہے لیکن اگر وضو کرکے طواف کا اعادہ کرلیا تو کفارہ ساقط ہو جائے گا اگرچہ ایام نحر کے بعد کیوں نہ ہو۔[2]

بے وضو ہونے کی حالت میں طواف وداع، قدوم یا نفلی طواف کرنا:

اگر طوافِ وداع یا طوافِ قدوم یا نفلی طواف مکمل یا اس کے کچھ پھیرے بے وضو کئے تو ہر پھیرے کے بدلے میں ایک صدقہ ہے لیکن اگر وضو کرکے اس کا اعادہ کرلیا تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

یاد رہے کہ:

اوپر کے دونوں مسئلوں میں طواف کا لوٹانا مستحب ہے، واجب نہیں، نیز اگر

---

(1) "إرشاد الساري": فصل: ولو طاف فرضا صـ392.

(2) "إرشاد الساري": فصل في الجناية في طواف العمرة صـ94، 95.

صدقہ کی مقدار اتنی بنتی ہو جس کا مجموعہ ایک دم کے بقدر ہو تو اس میں سے کچھ کم کر دیا جائے۔[1]

حالتِ جنابت یا حیض و نفاس میں طوافِ زیارت کرنا:

اگر بلا کسی شدید مجبوری کے پورا یا اکثر طوافِ زیارت جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں کیا تو گناہ گار بھی ہو گا اور ایک بڑے جانور کی قربانی بھی واجب ہو گی۔

پھر اگر طواف کا اعادہ 12 ذی الحجہ کا دن ختم ہونے سے پہلے پہلے کر لیا تو کچھ واجب نہ ہو گا اور اگر 12 ذی الحجہ کا دن ختم ہونے (غروبِ آفتاب) کے بعد کیا تو جنبی پر "بدنہ" واجب نہیں ہو گا مگر تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہو گا اور حیض و نفاس والی پر بدنہ واجب ہو گا، البتہ اگر حیض کی وجہ سے تاخیر کی ہے تو دم واجب ہو گا ورنہ نہیں۔

اور اگر چار پھیروں سے کم طواف کیا تو دم واجب ہو گا، پھر اگر ایام نحر میں اس کو لوٹا لیا تو کچھ واجب نہ ہو گا ورنہ جنبی پر ہر پھیرے کے بدلے میں ایک صدقہ واجب ہو گا اور حائضہ پر بلا عذر تاخیر کی صورت میں دم واجب ہو گا ورنہ نہیں ہو گا[2]۔

حالتِ جنابت یا حیض و نفاس میں طوافِ وداع، قدوم یا نفلی طواف کرنا:

اگر حالتِ جنابت یا حیض و نفاس میں طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ نفل کیا تو ایک دم واجب ہو گا، اور اگر چار پھیروں سے کم کیا تو ہر پھیرے کے بدلے میں صدقہ ہے، پھر اگر پاکی کی حالت میں اس طواف کا اعادہ کر لیا تو کچھ بھی واجب نہ رہے گا۔

یاد رہے کہ:

اوپر والے دونوں مسئلوں میں طواف کو لوٹانا واجب ہے۔[3]

---

(1) "غنية الناسك": المطلب الرابع في ترك الواجب في طواف العمرة صـ276.

(2) حوالہ بالا۔

(3) "الهندية ": كتاب الحج ـ با ب الجنايات ـ الفصل الخامس في الطواف 246/1.

جنابت، حیض ونفاس یا بے وضو ہونے کی حالت میں طوافِ عمرہ کرنا:

بے وضو ہونے یا جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں طوافِ عمرہ کر لیا تو دم واجب ہو گا اگرچہ صرف ایک ہی چکر لگایا ہو لیکن اگر طواف کا اعادہ کر لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔[1]

کسی وجہ سے حج یا عمرہ کے طواف کا اعادہ کرتے ہوئے سعی کا اعادہ کیا جائے گا یا نہیں؟

اگر با وضو نہ ہونے یا جنبی ہونے یا حیض ونفاس کی حالت میں طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کر لیا اور اس کے بعد حج یا عمرہ کی سعی کر لی تو طواف کا اعادہ کرتے وقت سعی کا اعادہ نہ کرے کیونکہ پہلا طواف معتبر تھا لیکن ناقص ہونے کی وجہ سے نقصان کی تلافی کے لئے اعادہ کیا گیا۔[2]

طوافِ زیارت کے چکروں میں کمی کرنا:

طوافِ زیارت کے چار چکر فرض اور تینواجب ہیں چنانچہ اگر کسی نے چار یا اس سے زیادہ چکر چھوڑ دیئے تو اس کا طواف ادا نہیں ہوا دوبارہ کرے اور اگر تین یا اس سے کم چکر چھوڑ دیئے تو اگرچہ اس کا حج ادا ہو جائے گا لیکن واجب چھوڑنے کی وجہ سے دم لازم آئے گا اور احرام کی پابندیاں ختم ہو جائیں گی، البتہ اگر اس نے 12 ذی الحجہ کا دن ختم ہونے (غروبِ آفتاب) سے پہلے پہلے وہ چکر پورے کر لئے تو دم ساقط ہو جائے گا اور اگر بارہ (12) تاریخ کے بعد پورے کئے تو ہر چکر کے لئے صدقۂ فطر کے بقدر صدقہ دینا ہو گا۔[3]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في الجناية في طواف العمرة صـ390.

(2) "إرشاد الساري": فصل: ولو طاف للزيارة جنبا صـ383.

(3) حوالہ بالا۔

طوافِ وداع یا اس کے اکثر چکر چھوڑنا:

اگر کسی نے سارا یا اکثر طوافِ وداع چھوڑ دیا اور ابھی میقات سے نہیں نکلا تو اس پر لوٹ کر طواف کرنا واجب ہے اور اگر میقات سے نکل گیا تو اس کو اختیار ہے چاہے تو دم دے دے اور چاہے تو واپس لوٹ کر طواف کرے، اگر چار سے کم چھوڑ دیئے تو ہر چکر کے بدلے ایک صدقہ دینا لازم ہے۔(1)

طوافِ قدوم یا نفلی طواف شروع کرنے کے بعد چھوڑنا:

اگر کسی نے طوافِ قدوم بالکل چھوڑ دیا تو اس پر کچھ بھی نہیں اگرچہ اس طرح کرنا مکروہ ہے لیکن شروع کرنے کے بعد اس کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے، شروع کرنے کے بعد اگر چھوڑ دیا تو اکثر چکروں کو چھوڑنے میں دم واجب ہو گا اور کم چھوڑنے میں ہر چکر کے بدلہ میں صدقہ واجب ہو گا، نفلی طواف کا حکم بھی طوافِ قدوم کی طرح ہے۔(2)

طواف عمرہ مکمل یا اس کے کچھ چکر چھوڑنا:

عمرہ کا طواف پورا یا اکثر (کم از کم چار چکر) چھوڑ دیئے تو جب تک مکمل طواف نہیں کرے گا اس وقت تک عمرہ ادا نہیں ہو گا کیونکہ یہ عمرے کا رکن ہے، اس کی تلافی دم وغیرہ سے نہیں ہوتی اور اگر ایک یا دو یا تین چکر چھوڑ دیئے تو دم واجب ہو گا۔(3)

سعی کی جنایتیں

پوری سعی یا اس کے اکثر چکر چھوڑنا:

اگر پوری سعی یا سعی کے اکثر چکر بلا عذر چھوڑ دیئے یا بلا عذر سوار ہو کر کرلے تو حج

---

(1) "غنية الناسك": الفصل السابع في ترك الواجب ـ المطلب الثاني في ترك الواجب صـ375.

(2) "غنية الناسك": المطلب الثالث في ترك الواجب في طواف القدوم صـ275، 276.

(3) "إرشاد الساري": فصل في الجناية في طواف العمرة صـ390.

ہو گیا لیکن دم واجب ہو گا اور سعی کو پیدل لوٹانے سے دم ساقط ہو جائے گا، اور اگر عذر کی وجہ سے سوار ہو کر سعی کی یا ایسا بیمار ہے کہ وہیل چیئر پر بھی نہیں بیٹھ سکتا جس کی وجہ سے بالکل سعی نہیں کی تو کچھ واجب نہ ہو گا۔[1]

سعی کے چار سے کم چکر بلا عذر چھوڑنا:

اگر سعی کے چار سے کم چکر چھوڑ دئے یا بلا عذر سوار ہو کر کئے تو ہر چکر کے بدلے صدقہ لازم ہو گا۔[2]

حج کی سعی ایام نحر سے مؤخر کرنا:

حج کی سعی کو ایام نحر سے مؤخر کرنا مکروہ ہے لیکن اس کا کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ تاخیر کتنے ہی مہینوں کی ہو۔[3]

رمی، حلق اور قربانی کی جنایتیں

ایک دن کی پوری یا اکثر رمی چھوڑنا:

ایک دن کی پوری یا اکثر رمی چھوڑ دی یا اگلے دن تک مؤخر کر لی تو دم واجب ہے مثلاً پہلے دن (10 ذی الحجہ) کی رمی میں چار (4) کنکریاں چھوڑ دیں تین سے رمی کی، یا باقی دنوں کی رمی میں اکیس (21) کنکریوں میں سے کم از کم گیارہ (11) کنکریاں چھوڑ دیں، صرف دس (10) سے رمی کی تو دم واجب ہو گا۔

اگر اکثر رمی نہیں چھوڑی بلکہ پہلے دن تین یا اس سے کم کنکریاں نہیں ماریں اور باقی دنوں میں دس یا اس سے کم کنکریاں نہیں ماریں تو ہر کنکری کے بدلے ایک صدقہ

---

(1) "غنية الناسك": الفصل السابع في ترك الواجب ـ المطلب الخامس صـ277.

(2) "غنية الناسك": الفصل السابع في ترك الواجب ـ المطلب الخامس صـ277.

(3) "إرشاد الساري": فصل في الجناية في السعي صـ393.

ہے، البتہ اگر اس کا مجموعہ دم کے برابر ہوتا ہو تو کچھ کم کردے۔[1]

ایک دن سے زیادہ کی رمی چھوڑنا:

اگر ایک دن سے زیادہ دنوں کی یا سب دنوں کی رمی چھوڑ دی تب بھی ایک ہی دم واجب ہے، ہر دن کا الگ الگ دم نہیں دینا پڑے گا۔[2]

تیرہویں تاریخ کی رمی چھوڑنا:

اگر تیرہویں تاریخ کی رمی کسی پر واجب ہو گئی اور اس نے نہیں کی تو اس پر بھی دم واجب ہو گا۔[3]

خلاف ترتیب رمی کرنا:

اگر کسی نے خلافِ ترتیب رمی کی یعنی پہلے چھوٹے جمرہ کی بجائے آخری جمرہ کی رمی کی پھر درمیان والے کی پھر پہلے کی تو دم لازم نہیں ہو گا لیکن خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔[4]

حلق نہ کرنے یا حرم سے باہر کرنے کا حکم:

12 ذی الحجہ کے غروب تک اگر بال نہیں کاٹے تو دم لازم ہو گا، اسی طرح حج یا عمرہ میں اگر حرم سے باہر حلق یا قصر کیا تو دم واجب ہو گا۔[5]

---

(1) "إرشاد الساري": فصل في الجناية في رمي الجمرات صـ396.

(2) حوالہ بالا۔

(3) "غنية الناسك": فصل في صفة رمي الجمار إلخ صـ184.

(4) "إرشاد الساري": فصل في رمي الجمار وأحكامه ـ فصل في مكروهاته صـ277.

(5) "غنية الناسك": الفصل السابع في ترك الواجب ـ المطلب التاسع صـ279.

بروقت قربانی نہ کرنے کا حکم:

اگر کسی نے 12 ذی الحجہ کے غروب تک قربانی نہیں کی تو دم لازم ہو گا۔[1]

رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب کا خیال نہ رکھنا:

اگر حجِ افراد، تمتع یا قران کرنے والے نے دسویں تاریخ کی رمی سے پہلے قصر کر لیا یا قران اور تمتع کرنے والے نے ذبح سے پہلے حلق یا قصر کر لیا یا رمی سے پہلے قربانی کر لی تو دم واجب ہو گا کیونکہ ان کاموں (رمی، ذبح اور حلق یا قصر) میں ترتیب کا خیال رکھنا واجب ہے۔[2]

طواف زیارت کو رمی وغیرہ سے پہلے کرنا:

طوافِ زیارت، رمی، قربانی اور بال کٹوانے کے درمیان ترتیب واجب نہیں، یعنی طوافِ زیارت ان تین کاموں سے پہلے بھی کیا جا سکتا ہے اور بعد میں بھی۔[3]

---

(1) حوالہ بالا۔

(2) "إرشاد الساري": فصل في ترك الترتيب بين أفعال الحج ص396.

(3) "إرشاد الساري": فصل في الجناية في رمي الجمرات ص396.

جنایاتِ حرم کی تفصیل

حرم میں شکار کرنا یا درخت وغیرہ کاٹنا:

حدودِ حرم میں خشکی کا شکار کرنا محرِم اور غیر محرِم دونوں کے لئے حرام ہے[1] اور حرم کی گھاس اور درخت کاٹنا بھی ممنوع ہے[2]، اس میں بھی جزا لازم آتی ہے جس میں قدرے تفصیل ہے، لہٰذا بوقتِ ضرورت کسی مستند عالم سے دریافت کرلیا جائے۔

یاد رہے کہ:

مکہ مکرمہ، منٰی اور مزدلفہ، حدودِ حرم میں داخل ہیں، البتہ عرفات کا میدان حدودِ حرم سے باہر ہے۔[3]

---

[1] "إرشاد الساري": فصل في صيد الحرم صـ412.

[2] "البحر": كتاب الحج ـ فصل إن قتل محرم صيدا 76/3.

[3] "غنية الناسك": باب أحكام المزدلفة صـ162، ونصه: فإذا دنا من مزدلفة ... لأنها من الحرم المحترم، وفيه أيضا: فصل في صفة الوقوف بعرفة صـ153: قال الإمامُ "الناطِفِيُّ" في الروضة: «وعُرَنَةُ ليست من عرفةَ، وعرنةُ وعرفةُ ليستا من الحرم» إلخ.

خانہ کعبہ کی تعمیر مختلف ادوار میں

مختلف ادوار میں کعبہ شریفہ کی تعمیر درج ذیل ترتیب سے ہوئی ہے

* سب سے پہلے اس کی تعمیر فرشتوں نے کی۔
* حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر۔
* حضرت شیث علیہ السلام کی تعمیر۔
* حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ ملکر کعبہ کی از سر نو تعمیر کی جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو ذکر کیا ہے۔
* قوم عمالقہ کی تعمیر۔
* قبیلۂ جرہم کی تعمیر۔
* قصی بن کلاب کی تعمیر جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں پشت میں دادا ہیں۔
* قریش کی تعمیر (اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 35 سال تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہی دست مبارک سے حجر اسود کو بیت اللہ کی دیوار میں لگایا تھا)۔
* 65 ھ بمطابق 684 ء میں عبداللہ بن زبیر نے حطیم کے حصہ کو کعبہ میں شامل کر کے کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی اور دروازہ کو زمین کے قریب کر دیا، نیز دوسرا دروازہ اس کے بالمقابل دیوار میں قائم کر دیا تاکہ ہر شخص سہولت سے ایک دروازہ سے داخل ہو اور دوسرے دروازے سے نکل جائے۔
* 74ھ بمطابق 693ء میں حجاج بن یوسف نے کعبہ کو دوبارہ قدیم طرز کے موافق کر دیا (یعنی حطیم کی جانب سے دیوار پیچھے کو ہٹا دی اور دروازہ اونچا کر دیا اور دوسرا دروازہ بند کر دیا)۔
* 1021ھ بمطابق 1612ء میں سلطان احمد ترکی نے چھت بدلوائی اور دیواروں

کی مرمت کی۔

* 1040ھ بمطابق 1630ء میں سلطان مراد کے زمانے میں سیلاب کے پانی سے بیت اللہ کی بعض دیواریں گر گئیں تھیں تو سلطان مراد نے ان کی تعمیر کرائی۔
* 1417ھ بمطابق 1996ء میں شاہ فہد بن عبد العزیز نے حکم دیا کہ بیت اللہ کی تجدید و ترمیم کی جائے چنانچہ چھ ماہ میں یہ کام مکمل ہوا بنیادوں کو مزید مستحکم کیا گیا، شاذروان کی مرمت کی گئی، دیواروں کی بیرونی جانب کو ہموار کیا گیا، پتھروں کے درمیان سے پرانا مسالہ نکال کر سیمنٹ مسالہ لگایا گیا، دونوں چھتوں کو از سر نو تعمیر کیا گیا، تینوں ستونوں کو نئی لکڑی سے بنایا گیا۔[1]

❀❀❀

(1) "تاريخ مكة مكرمة" لدكتور إلياس عبد الغني، و"حج مبرور" لمفتي محمد نجيب سنبهلي.

غلاف کعبہ کی مختصر تاریخ

بیت اللہ شریف جو بے حد واجب التعظیم عبادت گاہ ہے اور متبرک گھر ہے، اسے ظاہری زیب و زینت کی غرض سے غلاف پہنایا جاتا ہے، اس کے آغاز سے اب تک کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

* مؤرخین کا خیال ہے کہ سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پہلا غلاف چڑھایا تھا۔
* عدنان نے کعبہ پر غلاف چڑھایا تھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیسویں پشت میں دادا ہیں۔
* یمن کے بادشاہ (تبع الحمیری) نے ظہور اسلام سے سات سو سال قبل کعبہ پر غلاف چڑھایا۔
* زمانہ جاہلیت میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔
* نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یمن کا بنا ہوا کالے رنگ کا غلاف کعبہ شریف پر چڑھایا۔
* آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مصر کا ایک باریک قسم کا سفید کپڑا چڑھایا۔
* حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ نے اپنی اپنی خلافت کے زمانے میں نئے نئے غلاف بیت اللہ پر چڑھائے۔
* حضرت علیؓ جنگی مصروفیات کی بنا پر غلاف نہ چڑھا سکے۔
* خلافت بنو امیہ کے 91 سالوں کی اقتدار کے زمانے میں اور پھر بنو عباس کے پانچ سو سال کے دور اقتدار میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔
* 656ھ بمطابق 1258ء میں جب خلافتِ عباسیہ کا دور ختم ہوا تو غلاف کعبہ مصر

یا یمن سے آتا تھا یہاں تک کہ سلطان اسماعیل قلاوون نے قاہرہ کے اطراف میں تین بستیوں کی آمدنی غلاف کعبہ کے لئے وقف کی، بعد ازاں سلطان سلیم خان ترکی نے اس وقف شدہ زمین میں مزید سات گاؤں کا اضافہ کیا، پھر محمد علی پاشا نے اس کار خیر کے لئے حکومت کی نگرانی میں ایک شعبہ قائم کر دیا جس کے ماتحت مصری حکومت ہر سال غلاف تیار کر کے بھیجتی رہی، یہاں تک کہ 1343ھ بمطابق 1924ء میں بعض وجوہ کی بناپر مصر سے غلاف کعبہ کی آمد رک گئی تو شاہ عبد العزیز نے مکہ مکرمہ میں غلاف کی تیاری کے لئے ایک کارخانہ کی تعمیر کا فرمان جاری کیا اور اس کارخانہ میں پہلا غلاف 1346ھ بمطابق 1927ء میں تیار ہوا، جو اب تک جاری ہے۔

- یہ غلاف کبھی سفید رنگ کا اور کبھی سیاہ رنگ کا ہوتا تھا، مگر 575 ھ بمطابق 1180ء سے آج تک غلاف کالے ہی رنگ کا چڑھایا جاتا ہے 761ھ بمطابق 1360ء سے قرآن کریم کی آیات بھی غلاف پر لکھی جانے لگی۔
- موجودہ زمانہ میں عام طور پر 9 ذی الحجہ کو ہر سال کالے رنگ کا غلاف تبدیل کیا جاتا ہے اور کبھی محرم الحرام، کبھی رمضان اور کبھی یا ذی الحجہ کو بھی تبدیل کیا جاتا ہے۔[1]

❀❀❀

---

(1) حوالہ بالا۔

مسجد نبوی کی تعمیر مختلف ادوار میں

- جب نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابۂ کرام کے ساتھ مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی، اس وقت مسجد نبوی 105 فٹ لمبی اور 90 فٹ چوڑی تھی۔
- ہجرت کے ساتویں سال فتح خیبر کے بعد نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی کی توسیع فرمائی، اس توسیع کے بعد مسجد نبوی کی لمبائی اور چوڑائی 150 فٹ ہوگئی۔
- حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں مسلمانوں کی تعداد میں جب غیر معمولی اضافہ ہو گیا اور مسجد ناکافی ثابت ہوئی تو 17ھ میں مسجد نبوی کی توسیع کی گئی۔
- 29ھ بمطابق 649ء میں حضرت عثمان غنی کے دورِ خلافت میں مسجد نبوی کی توسیع کی گئی۔
- 91 ھ بمطابق 709ء میں اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مسجد نبوی کی غیر معمولی توسیع کی، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔
- 165ھ بمطابق 781ء عباسی دور کے خلیفہ مہدی بن منصور اور معتصم باللہ نے اپنے اپنے زمانہ خلافت میں مسجد نبوی میں اضافہ کیا۔
- 888ھ بمطابق 1483ء میں قایت بائی نے حجرہ شریفہ کی مشرقی جانب 1.12 میٹر کا اضافہ کیا، مسجد پر ایک ہی چھت ڈالی اور حجرہ شریفہ پر دو گنبد بنائے۔
- 1277ھ بمطابق 1860ء میں ترکی حکمران سلطان عبدالمجید خان نے مسجد نبوی کی نئے سرے سے تعمیر کی، چھت کو گنبدوں کی شکل میں بنایا، اس میں سرخ پتھر کا استعمال کیا گیا جو مضبوطی اور خوبصورتی کے اعتبار سے ترکوں کی عقیدت مندی کی ناقابل فراموش یادگار آج بھی برقرار ہے۔

- موجودہ سعودی حکومت کے بانی شاہ عبدالعزیز نے اپنے دورِ حکومت میں مسجد نبوی کی توسیع کی اور پھر شاہ فیصل بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی کی بڑے پیمانے پر توسیع کی۔
- حج اور عمرہ کرنے والوں اور زائرین کی کثرت کی وجہ سے جب یہ توسیعات بھی ناکافی رہیں تو شاہ فہد بن عبدالعزیز نے قرب وجوار کی عمارتوں کو خرید کر اور انھیں منہدم کر کے عظیم الشان توسیع کی، اب اس میں تقریباً 8 لاکھ نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔[1]

---

(1) حوالہ بالا۔

روضۂ رسول ﷺ کی مختصر تاریخ

- 87ھ تک مسجد نبوی کے مشرقی جانب ارواج مطہرات کے گھر موجود تھے اور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک مسجد سے باہر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تھی، مسجد نبوی ﷺ میں سخت تنگی کی وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیر نے ازواج مطہرات کے گھروں کو اس میں شامل کر لیا کیونکہ اس وقت تمام ازواج فوت ہو چکی تھیں، اس وقت حضرت عائشہ کے حجرہ کی دیواریں کچی اور چھت لکڑی کی تھی، چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ارد گرد بغیر کسی کھڑکی، دروازے کے اونچی مضبوط دیوار تعمیر کر دی، حجرہ چوکور تھا مگر اس کے ارد گرد چار دیواری پانچ کونوں کی بنائی تاکہ اس کی مشابہت بیت اللہ کے ساتھ نہ ہو، نیز اگر کوئی آپ کے روضہ کی پشت پر یعنی شمال میں نماز ادا کرے تو قبر مبارک کی طرف سجدہ کی صورت نہ بنے، اگلے چھ سو سال تک مسجد کی چھت اور حجرہ کے اوپر کی چھت ایک ہی تھی، کوئی گنبد نہیں تھا، صرف نشان کے طور پر روضۂ مبارک کے اوپر مسجد کی چھت کو تھوڑا سا اونچا کر دیا گیا تھا تاکہ کوئی غلطی سے روضۂ مبارک کے اوپر والی چھت پر نہ چلا جائے۔
- 557ھ بمطابق 1162ء میں دو عیسائیوں نے نبی کریم کے روضہ مبارک تک سرنگ کھود کر پہنچنے کی کوشش کی، نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں نبی کریم کی زیارت کر کے حسنِ تدبیر سے ان کی نشاندہی کر کے پکڑا اور جرم ثابت ہونے پر ان کو قتل کر دیا اور روضۂ مبارک کے چاروں طرف خندق کھود کر سیسہ ڈلوایا اور ہمیشہ کے لیے اس قسم کی سازشوں کو ناکام بنا دیا۔
- 668ھ بمطابق 1279ء میں پہلی بار سلطان رکن الدین بیبرس نے حجرہ کے

ارد گرد پانچ کونوں والے کمرہ کے اطراف میں لکڑی کی جالی لگوائی تھی جو کہ دس سے بارہ فٹ اونچی تھی 694ھ میں شاہ زین الدین کتبغا نے اس جالی کو اونچا کرکے مسجد کی چھت تک کردیا، پھر 886ھ میں قایتبای نے ان جالیوں کو لوہے اور پیتل کا بنادیا، اب قبلہ کی طرف کی جالی پیتل کی ہے اور باقی تینوں طرف لوہے کی جالیاں ہیں۔

- ان جالیوں میں چار دروازے ہیں، ایک قبلہ کی طرف "باب التوبہ" دوسرا مغرب کی طرف "باب الوفود"، تیسرا مشرق کی طرف "باب فاطمہ"، چوتھا شمال کی طرف "باب التہجد"، اب ان میں سے صرف "باب فاطمہ" کو بڑے لوگوں کے استعمال کے لئے رکھا گیا ہے لیکن وہ بھی صرف پانچ کونہ احاطہ تک جا سکتے ہیں، قبر مبارک تک وہ بھی نہیں جا سکتے، بظاہر اب روضۂ مبارک کو دیکھنا یا اس تک پہنچنا کسی کے لیے ممکن نہیں۔
- 680ھ بمطابق 1282ء میں سلطان منصور سیف الدین قلاوون الصالحہ نے سب سے پہلے روضہ رسول پر گنبد بنایا، جو کہ لکڑی کا تھا اور اس پر سیسہ کے پترے لگے ہوئے تھے۔
- 878ھ بمطابق 1473ء میں سلطان قایتبای کے دور میں قبر مبارک کے ارد گرد کی دیواریں کمزور ہوگئی تھیں اور یہود و نصاریٰ طرح طرح کی سازشیں کرتے رہتے تھے، اس لئے سلطان نے حجرے کی دیواروں کو مضبوط پتھر کا بنادیا اور مسجد کی چھت والے حصہ پر بھی گنبد بنادیا، ان دیواروں اور گنبد میں کوئی کھڑکی نہیں ہے، صرف دونوں گنبدوں میں قبلے یعنی جنوب کی جانب ایک ایک سوراخ متوازی رکھا گیا ہے کہ جب سورج کی روشنی اوپر والے سوراخ میں پڑتی ہے تو وہ اندرونی گنبد کے متوازی سوراخ سے ہوتے ہوئے سیدھے روضۂ اقدس پر پڑتی ہے، اور جب تیز بارش ہوتی ہے تو اس کے بھی کچھ اثرات بھی روضہ تک پہنچتے ہیں۔

- اسی تعمیری مرحلہ میں علامہ سمہودی صاحبِ کتاب ''وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ''، المتوفی (119ھ) کو نبی کریم کی قبر مبارک تک جانے کا موقع ملا، وہ لکھتے ہیں کہ تینوں قبریں کچی تھیں، زمین کے برابر تھیں صرف ایک قبر تھوڑی سی ابھری ہوئی تھی جو غالبا حضرت عمر کی قبر تھی، قبور کے اطراف میں کوئی اینٹ وغیرہ لگی ہوئی نہیں تھی۔
- دیواروں اور گنبد کی تعمیر کے بعد پھر کسی اور کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی کیونکہ یہ عمارت آج بھی ویسے ہی ہے لہٰذا آج کل بعض لوگ جو نبی کریم کی قبر تصاویر شائع کرتے ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں۔
- 887ھ بمطابق 1482ء میں مسجد نبوی میں آگ لگ گئی جس سے مسجد اور گنبد کو بھی نقصان پہنچا، چنانچہ انہوں دوبارہ اس کو پتھروں سے تعمیر کیا۔ گنبد کا رنگ مختلف وقتوں میں تبدیل ہوتا رہا کبھی سفید، کبھی نیلا، کبھی سلوری۔
- 1234ھ بمطابق 1818ء میں سلطان محمود عثمانی نے گنبد کی دوبارہ تعمیر کی، اس کو سبز رنگ سے رنگا، اس بناء پر دوسو (200) سال سے گنبد کا رنگ سبز۔[1]

❀❀❀

---

[1] مأخوذ من موقع انترنيت، عنوان: Histry of roza rasool(saw)

حرمین شریفین کے ایک عاشق کی پکار

شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے در بلایا میں تو اس قابل نہ تھا
اپنا دیوانہ بنایا میں تو اس قابل نہ تھا
گرد کعبے کے پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا
مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زمزم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے در بلایا میں تو اس قابل نہ تھا۔۔۔
ڈال دی ٹھنڈک میرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے در بلایا میں تو اس قابل نہ تھا۔۔۔۔
بھا گیا میری زبان کو ذکر الا اللہ کا
یہ سبق کس نے پڑھایا میں تو اس قابل نہ تھا
اپنا دیوانہ بنایا میں تو اس قابل نہ تھا۔۔۔۔
اور خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولا مجھے
یوں نہیں در در پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا
شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا۔۔۔۔
میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا
پر نہیں تو نے بھلایا میں تو اس قابل نہ تھا
شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا۔۔۔۔

تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضراء کا سایہ میں تو اس قابل نہ تھا
اپنا دیوانہ بنایا میں تو اس قابل نہ تھا۔۔۔۔۔
اور بارگاہ سید کونین میں آکر نفیس
سوچتا ہوں کیسے آیا! میں تو اس قابل نہ تھا
شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے در بلایا میں تو اس قابل نہ تھا
اپنا دیوانہ بنایا میں تو اس قابل نہ تھا
گرد کعبے کے پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا
شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا[1]

---

(1) کلام سید نفیس حسین شاہ رحمہ اللہ۔

سفرِ حج کا ضروری سامان

سفرِ حج میں عموماً درج ذیل اشیاء کی ضرورت پیش آتی ہے:

- ایک عدد بیگ۔
- چار جوڑے کپڑے موسم کے مطابق اور دو عدد ٹوپیاں۔
- ایک عدد احرامی چپل مع تھیلا اور ایک عدد عام جوتیاں۔
- قینچی، ناخن تراش۔
- ایک عدد بیلٹ۔
- ایک عدد تولیہ۔
- مسواک یا برش بمع ٹوتھ پیسٹ۔
- چائے بنانے کے لیے ایک عدد الیکٹرانک کیتھلی۔
- دو بڑی چادریں۔
- اپنے لئے ضروری دوائیاں۔
- مسنون دعاؤں کی کتاب یعنی "مناجاتِ مقبول، مؤلفہ: مولانا اشرف علی تھانویؒ "یا"الحزب الاعظم"، مؤلفہ: ملا علی قاریؒ۔
- ہلکی سی تسبیح۔
- طواف کے لیے سات دانوں والی تسبیح۔
- نظر کی عینک دو عدد۔
- ٹشو پیپر، ضروری ٹیلفون نمبرز۔
- رانوں اور بغلوں کے لیے سرسوں کا تیل یا کوئی مناسب مرہم۔
- خواتین کے لئے ایک اضافی برقعہ اور احرامی کیپ، نیز خواتین کے لئے حج کے

دنوں میں استعمال کے لئے مضبوط بوٹ۔

نوٹ: زیادہ مناسب یہ ہے کہ روانگی کے دن سے چند دن پہلے تمام ضروریاتِ سفر ایک کاغذ پر لکھی جائیں اور ان کے مطابق بیگ تیار کیا جائے تاکہ آخری دن جلدی میں کوئی اہم چیز رہ نہ جائے۔

❀۞❀

ضروری ہدایات

- شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی دو عدد۔
- ٹریولز چیک کے نمبر الگ کاپی میں لکھ لیں۔
- پاسپورٹ کے صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴ کی فوٹو کاپی کروا کر پاسپورٹ سے جدا محفوظ رکھیں۔
- زیادہ نقدی پاس نہ رکھیں۔
- آنے جانے کے لئے دروازہ متعین کر لیں، اس میں سہولت رہتی ہے۔
- خواتین بغیر محرم کے تنہا نہ نکلیں، نیز معلم کا کارڈ ضرور ساتھ رکھیں۔
- حتی الامکان کھانا پکانے کا انتظام اجتماعی نہ رکھیں، اکثر اس میں نااتفاقی ہو جاتی ہے۔
- حج سے پہلے مقاماتِ حج کی زیارت کریں تاکہ حج میں آسانی رہے۔
- ہر ایک کی خدمت کی نیت کریں اور کسی سے بھی اپنی خدمت کروانے یا کام آنے کی ذرہ برابر امید نہ رکھیں حتی کہ اولاد اور بیوی سے بھی۔
- جانے سے پہلے روزانہ کم از کم پانچ چھ کلو میٹر پیدل چلیں۔
- کوئی ساتھی گم ہو جائے تو اس کے لئے کئی مراکز ہیں، بچوں کے لئے الگ اور بڑوں کے لئے الگ بوقتِ ضرورت وہاں سے معلومات لینی چاہیے۔
- معذوروں کیلئے وہیل چیئرز کا مرکز صفا کی پہلی منزل پر ہے بوقت ضرورت وہاں سے وصول کر لیں۔
- کتاب ہذا یا اپنی ذوق کے مطابق دیگر مستند کتب حج اپنے ساتھ رکھیں۔ اور کم از کم تین یا چار بار ان کا مطالعہ کریں۔

کتابیات

- ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبَدَ، مؤسسۃالرسالۃ، بیروت۔
- آپ حج کیسے کریں، مولاناابوالحسن علی الندوی و مولانا منظور نعمانی۔
- احسن الفتاوی، مفتی رسید احمد، ایم ایچ سعید، کراچی۔
- احکام حج، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، دارالاشاعت، کراچی۔
- اخبار مکۃ للازرقی، ابوالولید محمد بن عبداللہ بن احمد، دارالاندلس للنشر۔
- ارشادالساری الی مناسک القاری، فضیلۃ الشیخ حسین محمد سعید عبدالغنی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔
- اعلاءالسنن، ظفر احمد عثمانی، ادارالقران، کراچی۔
- اعلام الساجد باحکام المساجد، ابو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر الزرکشی، الشافعی، المجلس الاعلی للشوون الاسلامیہ۔
- امدادالاحکام، مولانا محمد ظفر العثمانیؒ، مکتبہ دارالعلوم، کراچی۔
- الایضاح فی مناسک الحج والعمرۃ، یحیی بن شرف الدین النووی، دارالبشائر الاسلامیہ۔
- البحرالرائق، زین الدین ابن نجیم، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی۔
- بدائع الصنائع، علاءالدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔
- تاریخ مکہ، محمد الیاس عبدالغنی، مطابع الرشید۔
- التاریخ الکبیر، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ البخاری، دائرۃ المعارف العثمانیہ۔
- تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی، ابوالعلاء محمد عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم مبارک فوری، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
- الترغیب والترہیب، زکی الدین عبدالعظیم المنذری، داراحیاءالتراث العربی۔
- جدید فقہی مسائل، مولاناخالد سیف اللہ رحمانی، زمزم پبلشرز۔

- جواہر الفقہ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، دار الاشاعت، کراچی۔
- حاشیہ ابن عابدین، علامہ ابن عابدین شامی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی۔
- حج مبرور، مفتی محمد نجیب سنبھلی قاسمی۔
- خیر الفتاویٰ، مفتیانِ خیر المدارس ملتان، مکتبہ امدادیہ، ملتان۔
- الدر المختار، علاء الدین حصکفی، ایچ ایم سعید کمپنی۔
- الدرۃ الثمینہ فی اخبار مکہ، محب الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن الحسن المعروف بابن النجار، شرکہ دار الارقم بن ابی الارقم۔
- رفیقِ حج، مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، ادارۃ المعارف، کراچی۔
- ریاض الصالحین، ابوزکریا یحیی بن شرف، مکتبہ المصباح، لاہور۔
- سنن ابن ماجہ، حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، دار المعرفہ بیروت۔
- سنن ابی داوٗد، ابوداوٗد سلیمان بن اشعث، دار المعرفہ، بیروت۔
- سنن الدار قطنی، حافظ علی بن عمر الدار قطنی، دار المعرفہ، بیروت۔
- السنن الکبریٰ، ابو بکر احمد بن حسین البیہقی، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
- سنن ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ، دار المعرفہ، بیروت۔
- سنن نسائی، عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
- شرح الزرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف، دار الکتب العلمیہ۔
- شرح السیوطی علی مسلم، عبد الرحمن بن ابی بکر، دار ابن عفان للنشر والتوزیع۔
- شعب الِایمان، ابو بکر احمد بن حسین البیہقی، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
- صحیح البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، مکتبہ الرشد، ریاض۔
- صحیح مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج النیسابوری، دار الکتاب العربی، بیروت۔
- الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، ابو القاسم الطبرانی۔
- عمدۃ القاری، علامہ بدر الدین ابو محمد بن احمد العینی، دار الحدیث، ملتان۔

- غنیۃالناسک، محمد حسن شاہ المہاجر المکی، ادارۃالقرآن، کراچی۔
- الفتاویٰ التاتار خانیہ، علامہ عالم بن العلاء الانصاری، داراحیاء التراث العربی۔
- الفتاویٰ الخانیہ، فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
- الفتاویٰ الہندیہ، مولانا شیخ نظام وجماعۃ من علماء الہند، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔
- فتاوی دارالعلوم ذکریا، مفتی رضاء الحق مدظلہ العالی، زمزم پبلشرز۔
- فتاوی رحیمیہ، مفتی عبدالرحیم راجپوری، دارالاشاعت۔
- فتح الباری، احمد بن علی بن حجر ابوالفضل العسقلانی الشافعی، دارالمعرفہ، بیروت۔
- فتح القدیر، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
- فضائل الحج، سعید القحطانی، مکتبہ الرشد۔
- الفقہ الاسلامی وادلتہ، الدکتور وہبۃالزحیلی۔
- القاموس الفقہی، سعیدی ابوحبیب، ادارۃالقرآن، کراچی۔
- قواعد الفقہ، محمد عمیم الإحسان المجددی البرکتی، الصدف پبلشرز، کراچی۔
- الکفایہ علی فتح القدیر، مولانا جلال الدین الخوارزی، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
- کنزالعمال، علامہ علاءالدین المتقی بن حسام الدین، ادارہ تالیفات اشرفیہ۔
- کتاب التعریفات، شریف الجرجانی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔
- کشف المناہج، محمد بن ابراہیم بن اسحاق السلمی، الدار العربیہ للموسوعات۔
- مجمع الزوائد، حافظ نورالدین علی بن ابوبکر الہیثمی، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔
- المدخل، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن محمد المالکی الشہیر بابن الحاج، دارالتراث۔
- مرقاۃالمفاتیح، علی بن سلطان محمد القاری، مکتبہ حقانیہ، ملتان۔
- مستدرک حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔
- مسند احمد، ابوبکر حنبل ابوعبداللہ الشیبانی، داراحیاءالتراث العربی۔
- مصنف ابن ابی شیبہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد بن ابراہیم، مکتبۃالرشد۔

- المطالب العالیہ، ابو محمد عبداللہ بن محمد بن السید البطلیوسی دار الفکر، دمشق۔
- معلم الحجاج، مفتی سعید احمد سہار نبوری، مکتبہ العلم، ملتان۔
- موارد الظمان، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر، دار الکتب العلمیہ۔
- الموسوعہ الفقہیہ، ہیئۃ کبار علماء الإسلام، مکتبہ علوم اسلامیہ۔
- موسوعہ الاحادیث والاثار الضعیفہ، جماعۃ من العلماء، ادارۃ المعارف للنشر التوزیع۔
- مؤطا امام مالک، مالک بن انس بن مالک بن عامر الاصبحی المدنی۔
- الہدایہ، برہان الدین علی بن ابی بکر الفرغانی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

فہرست مضامین

دعائیہ کلمات..1
حرفِ اول..2
پیش لفظ..4
حج وعمرہ کے اصطلاحی الفاظ کا مختصر تعارف 7
حج کی فرضیت و اہمیت 27
حج کی فرضیت قرآنِ کریم سے: 27
حج کی فرضیت حدیث سے : 27
حج فرض کی ادائیگی کی اہمیت:..28
حج کے فضائل..30
عمرہ کے فضائل 35
تلبیہ کے فضائل 37
طواف کے فضائل..39
آب زمزم کے فضائل..41
حجرِ اسود کے فضائل..42
وقوفِ عرفات کے فضائل 43
مکہ مکرمہ کے فضائل..45
حج وعمرہ پر جانے والوں سے دعاؤں کی درخواست 47
حج کی تعریف 48
حج کا حکم : 48

حج کب فرض ہوا؟...48
نبی کریم ﷺ کے حج اور عمروں کی تعداد 48
فرضیتِ حج کے بعد اس میں تاخیر کرنا..................................49
بوڑھے والدین کی خدمت کی وجہ سے حج کومؤخر کرنا................49
عمرے کا حکم : 49
کن لوگوں پرحج فرض ہے؟ 50
شرائطِ حج کی تفصیل 51
1۔مسلمان ہونا : 51
2۔عاقل وبالغ ہونا:...51
3۔حج کے اخراجات کے بقدر مال ہونا:...............................52
زائد ازضرورت سامان ، مکان یا دوکان پر فرضیتِ حج کا حکم:.........52
4۔استطاعت زمانۂ حج میں پایا جانا:...................................56
5۔عورت کے ساتھ محرم کا ہونا: 58
6۔تندرست ہونا:...61
7۔عدت میں نہ ہونا:...62
تاخیرِ حج کے بعض نامعقول اعذار.......................................64
سفرِ حج وعمرہ سے پہلے چند ضروری کام...............................65
حقوق اللہ سے متعلق قابلِ قضا چیزیں: 67
حقوق العباد سے متعلق قابلِ تلافی چیزیں: 67
سفر کے آداب...70
دورانِ سفر نماز کے احکام..76
حج کی قسمیں 79

حجِ افراد:......79
حجِ قران:......79
حجِ تمتع:......80
حج وعمرہ کے فرائض ، واجبات اور سنن......82
عمرہ کے فرائض:......82
عمرہ کے واجبات:......82
حج کے فرائض :......82
حج کے واجبات :......83
حج کی سنتیں:......83
ہند وپاک کے لوگوں کیلیئے کونسا حج آسان ہے؟......84
حج تمتع کا تفصیلی بیان......85
عمرہ کا طریقہ قدم بقدم......86
(1)۔۔۔احرام باندھنا......86
احرام کی پابندیاں......90
مکروہاتِ احرا م......92
مباحاتِ احرا م......93
احرام کے مسائل......95
میقات کا بیان......100
میقات کی قسمیں......102
جدہ پہنچ کر :......106
جدہ سے حدود حرم کا فاصلہ:......107
مکہ مکرمہ میں داخلہ......109

مسجدِ حرام میں داخلہ 111
(2)۔۔۔طواف کرنا 114
طواف کے مسائل 120
دو رکعت نمازپڑھنا 127
ملتزم پر دعا مانگنے کا طریقۂ کار 131
آبِ زمزم پینے کا طریقۂ کار 133
(3)۔۔۔سعی کرنا 136
سعی کے مسائل 142
(4)۔۔۔سر کے بال کاٹنا 145
بال کاٹنے کے مسائل 147
عمرہ کے متفرق مسائل 151
عمرہ کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں معمولات 153
حرمین شریفین سے متعلق چند مسائل 155
حج کا طریقہ قدم بقدم 158
8ذی الحجہ(حج کا پہلا دن) 159
9ذی الحجہ(حج کا دوسرا دن) 165
10ذی الحجہ(حج کا تیسرا دن) 180
10ذی الحجہ کا پہلاواجب(وقوفِ مزدلفہ) 181
10ذی الحجہ کا دوسرا واجب (جمرۂ عقبہ کی رمی) 186
10ذی الحجہ کا تیسرا واجب(قربانی) 191
10ذی الحجہ کا چوتھا واجب (سر کے بال منڈوانا) 197
طوافِ زیارت 199

حج کی سعی..202
11ذی الحجہ(حج کا چوتھادن) 205
12ذی الحجہ (حج کا پانچواں دن)...................................208
طوافِ وداع 212
حج تمتع کے متفرق مسائل 215
حجِ تمتع صحیح ہونے کی شرطیں : 215
حج قران کا مختصر طریقہ 219
حجِ افراد کا مختصر طریقہ 222
طوافِ قدوم کے چند مسائل 224
حج کی تینوں قسموں کا باہمی فرق....................................226
خواتین کے مخصوص مسائل 228
احرام سے متعلق: 228
حالتِ ماہواری سے متعلق: 230
طواف، سعی اور نماز وغیرہ سے متعلق:............................235
سمجھدار بچے کاحج...239
ناسمجھ بچے کا حج 240
زیارتِ مدینہ منور ہ 241
مدینہ منورہ کے فضائل..242
مسجدِ نبوی کے فضائل...244
قبرِ اطہر کی زیارت کے فضائل.......................................246
مسجدِ نبوی میں داخلہ 249
روضۂ اقدس پر حاضری...251

ریاض الجنۃ 255
مسجدِ نبوی کے خاص ستون 257
مدینہ منورہ میں مختصر دستور العمل 263
خواتین کے مخصوص مسائل 265
مدینہ منورہ سے واپسی 268
حجاج کرام کی بعض کوتاہیاں 270
احرام کی مد میں: 270
طواف اور سعی کی مد میں: 270
مزدلفہ سے متعلق: 272
کنکریاں مارنے سے متعلق: 272
متفرق کوتاہیاں: 273
قبولیتِ دعا کے بعض مقامات 274
ایک جامع دعا: 275
حج وعمرہ سے واپسی پر قابل توجہ امور 276
حجِ بدل کا بیان 278
حج بدل کے فضائل: 278
حج بدل کی شرطیں: 280
حج بدل کے مسائل 282
احصار کا بیان 288
جنایات کا بیان 291
جنایات سے متعلق چند اصولی باتیں: 293
جنایات کی قسمیں 297

جنایاتِ احرام کی تفصیل 299
سلاہوا کپڑا یا بوٹ وغیرہ پہننا:.. 299
سر یا چہرہ ڈھانپنا:.. 301
خوشبواستعمال کرنا: 302
بدن پر خوشبوکا استعمال 302
کپڑوں میں خوشبوکااستعمال 305
خوشبو دار چیز کھانا.. 306
خوشبو دار چیز پینا 308
بال کاٹنا: 308
ناخن کاٹنا:... 311
جنسی خواہش پوری کرنا: 312
احرام میں شکار کرنا: 313
جنایات واجباتِ حج وعمرہ کی تفصیل.................................... 315
طواف کی جنایتیں.. 315
سعی کی جنایتیں 318
رمی، حلق اور قربانی کی جنایتیں.. 319
جنایاتِ حرم کی تفصیل 322
خانہ کعبہ کی تعمیر مختلف ادوار میں...................................... 323
غلاف کعبہ کی مختصر تاریخ 325
مسجد نبوی کی تعمیر مختلف ادوار میں 327
روضۂ رسول ﷺ کی مختصر تاریخ..................................... 329
حرمین شریفین کے ایک عاشق کی پکار 332

سفر حج کا ضروری سامان 334
ضروری ہدایات 336
کتابیات 337
فہرست مضامین 341

جامعہ کی دیگر مطبوعات

● قاعدہ تیسیر التجوید	اردو
● قاعدہ تیسیر التجوید	پشتو
● خواتین کے فقہی مسائل (مدلل)	اردو (زیرِ طبع)
● خواتین کے حج وعمرہ کے مسائل (مدلل)	اردو (زیرِ طبع)
● خلاصۃ الفقہ (مدلل)	اردو
● خلاصۃ الفقہ	پشتو
● اسلامی آداب (مدلل)	اردو
● اسلامی آداب	پشتو
● منتخبات القرآن	اردو، پشتو
● نقشہ اوقاتِ نماز (برائے مردان شہر ومضافات)	ایک صفحہ
● نقشہ اوقاتِ نماز (برائے مردان شہر ومضافات)	بارہ صفحات
● نقشہ اوقاتِ سحر وافطار بمع مسائلِ روزہ وصدقۂ فطر (برائے مردان شہر ومضافات)	ایک صفحہ
● نقشہ اوقاتِ سحر وافطار بمع مسائلِ روزہ وصدقۂ فطر (برائے صوابی شہر ومضافات)	ایک صفحہ
● مناسکِ حج ایک نظر میں	ایک صفحہ
● زکوۃ کا خود تشخیصی فارم (زکوۃ کے حساب لگانے کا آسان طریقہ)	دو صفحات

ناشر

علمائے جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات

حرمین ٹاؤن براستہ سرخ ڈھیری بالمقابل شیخ ملتون ٹاؤن، مردان

فون: 0345-5072747